حصہ اول

یا اہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ وانتم تشہدون

...زہ افاضات جامع الکمالات واقف احادیث و آیات سفینہ نبیل مناظر بے بدل کشاف حقائق
...ن جناب مولوی حکیم نورالدین متوطن بھیرہ ضلع شاہ پور عم فیضہم الی یوم النشور

فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب

بحسن اہتمام تام ... حامی انام حامی اسلام صاحب ذوق سلیم مولوی محمد عبد الاحد
دام بالفیض العمیم ... بعد تصحیح دقائق مبانی و تنقیح حقائق معانی بماہ مبارک ربیع الثانی

در مطبع مجتبائی ... واقع دہلی طبع گردید

سنہ ۱۳۰۵ ہجری

فہرست بعض مطالب فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب حصہ اوّل

باضافۂ بعض فوائد جدیدہ

غلطنامۂ حصۂ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳	۹	اوسکا مصدق	اس آیت کا مصداق
۲۹	۱۶	۱۳ باب ۲۳	۱۳ باب ۳۲
۳۴	۷	۲۳	۲۲
۳۶	۳	اللہ جسم	اللہ
۶۰	۱۵	یوشع	ہو مسیح
۶۴	۳	تدابیر	تدابیر سے
۸۰	۴	نشاں ویسی	نشان دکھانیکا
۸۲	۱۰	دیکھنے والونکی تحریر	حضرت دیکھنے والونکی تحریر نہیں جیسا جوا
۹۲	۱۲	ایسا ہی	ایسا ہی کفارے
۹۳	۱۵	ہو گی	نہو گی
۹۶	۸	صلیا	صلیا کے
۱۰۱	۵	اکفار	انکار
۱۱۸	۱۵	ایک	ایک کی
۱۲۶	۲	ہیب	صہیب
۱۴۰	۶	قریضہ	قریظہ
۱۴۴	۶	لنا	ملنا
۱۴۵	۷	لحد	ابجد
۱۶۸	۱۳	۷	۱۷
۱۸۸	۶	۱۴	۱۳
۲۰۰	۱۳	۳	۲
۲۰۹	۱۲	کیونکہ	پس
۲۲۴	۳	خنک	صنک
۲۲۹	۱۱	یہہ	یہہ قصہ
〃	〃	اودہی	امروہی

حصہ اول

یا اہل الکتاب لم تکفرون بآیات اللہ وانتم تشہدون

از تازه افاضات جامع الکمالات واقف احادیث و آیات سفیر سبیل مناظره بے بدیل کشاف حقائق دین متین جناب مولوی حکیم نورالدین متوطن بھیره ضلع شاه پور عمّ فیضهم الی یوم النشور

فصل الخطاب لمقدمۃ اہل الکتاب

بحسن اہتمام تام نامی انام حامی اسلام صاحب ذوق سلیم مولوی محمد عبد الاحد صاحب دام بالفیض العمیم بصد تصحیح دقائق مبانی و تنقیح حقائق معانی بماه مبارک ربیع الثانی

در مطبع مجتبائی محمد عبد الاحد واقع دہلی طبع گردید

سنہ ۱۳۰۵ ھجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ کَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا ؕ[1] وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْمُخَاطَبِ بِیَا - اَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا ؕ اما بعد خاکسار العائذ باللّٰہ ربّ العالمین - اللّٰھم اجعلہ کاسمہٖ ابو اسامہ نور الدین آمین - عرض پرداز ہے - فقیر بتقریب رخصت جموں سے اپنے وطن بھیرہ ضلع شاہ پور مین پونہچا میرے چند احباب نے کئی اعتراض ایک پادری صاحب کی طرف سے پیش کیے اور مجھسے کہا ہم لوگ اِن اعتراضات کو دیکھکر حیران ہین اور مضطرب و پریشان - مین نے اونسے کہا اگر پادری صاحب کہین قریب ہین تو زبانی مباحثے سے جلد تصفیہ ہو سکتا ہے مگر اون سبکا منشا یہی پایا کہ تحریر کا جواب تحریری چاہیے - مجھے جلد تر جموں دار الریاست

---

[1] سب تعریف ہے اللہ کو جسنے نہین رکھی اولاد اور نہ کوئی اوسکا ساجھی سلطنت مین اور نہ کوئی اوسکا مددگار ذلت کے وقت پر اور اوسکی بڑائی کر بڑا جانکر - اور رحمت کاملہ اور سلام نازل ہو اون رسول پر جو خطاب کیے گئے کہ - اے نبی ہمنے تجکو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا - اور ڈرانے والا - اور بلانے والا اللہ کی طرف اوسکے حکم سے اور چراغ روشن ۱۲

ملک کشمیر مین واپس آنا پڑا - اور وہان سے حسب الحکم پونچھ ریاست کو چلا گیا - وقتاً فوقتاً جواب لکھتا رہا مگر کوہستانی سفر مین کتب کی دقت رہی - ادھر احباب نے مسودات کے چھپوانے کی تاکید کی - فرصت کہان تھی جو ترتیب دیتا - یا مکرر نظر کرتا - مطبع بھی نزدیک نہین تھا جو کاپی دیکھتا - الغرض جیسی ترتیب جلدی مین بن پڑی انکو چھپوا کر ہدیہ ناظرین کرتا ہون - اور مین اپنی کم مایگی کا معترف ہون - چونکہ یہ میری پہلی تصنیف مناظرے مین ہے - اگر اسمین کچھ تساہل ہو تو مہربان ناظرین مجھپر یہ احسان کرین کہ اطلاع دین انشاء اللہ تعالے غلطی پر مصر نہونگا - رجوع کرنا میرے نزدیک بہت سہل ہے - مین نے جو کچھ لکھا ہے نیک نیتی سے اپنے خیالات کے مطابق لکھا ہے - مین نے الزامی جوابات بھی اس کتاب مین ضرور دیے ہین جنپر میرے نوجوان محسن مولوی عبدالکریم کسیقدر خوش نہین تھے الا مجھے دو امر باعث تحریر الزامی جوابات کے ہوئے -

اوّل - مسیح نے فرمایا الزام مت لگاؤ تمپر الزام لگایا جاویگا - عیب مت لگاؤ جسطرح تم عیب لگاتے ہو اسی طرح تمپر عیب لگایا جاویگا - متی ۷ - باب - ۲ - پس ہمارا الزامی جواب پادریون کے الزام کے بعد مسیح کی تصدیق ہے اگر ہم الزام بدلے الزام لگاتے تو انکی تصدیق نہوتی

دوم - الزامی جواب مین یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب مخالف کو الزامی جواب ملتا ہے اوسوقت مخالف معترض کا دل اسلیے کہ اوسپر الزام قائم ہوا جواب کیطرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اسکا دل جواب لینے کو مستعد اور طیار بنجاتا ہے - پھر جب حقیقی جواب ملا غالباً اسکا قلب بشرطیکہ راستی پسند ہو اسجواب کو قبول کر لیتا ہے - علاوہ بریں مسیح کی عادت تھی الزامی جواب ضرور دیتے تھے - شاید پادری اونکے طرز تعلیم کو پسند کرین اسلیے ہمنے بھی الزامی جوابون سے دریغ نہ کیا - واللہ یقول الحق و ہو یھدی السبیل -

حصۂ اوّل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیات و علامات نبوت محمد بن عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

آیت اور علامتِ نبوت سے وہ آیت اور علامتِ نبوت مراد ہے جو نبوت کو لازمی اور نبوت سے غیر منفک ہو۔ خاکسار نے عنوان مین بجاے لفظ آیت اور علامت کے جو مفرد ہے آیات اور علامات جمع کے لفظ استعمال کیے ہین۔ میری غرض اسمین یہ ہے کہ جو جو نشان نبوت مختلف انبیا علیہم السّلام مین پاے جاتے ہین وہ تمام نشانات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک جا موجود ہین۔ ایک ہی علامت نبوت جسے لوگ معجزہ کہتے ہین آپکے لیے نہین تھی۔ بلکہ معجزات مع دیگر علامات آپ مین موجود تھے۔ بعض لوگون نے آیت کے معنی معجزے کے لیے ہین۔ مگر یاد رہے یہ معنی اصلی معنی آیت یا نشان یا علامت کی ایک شاخ ہین۔ کیونکہ اکیلا معجزہ یقینی دلیل نبوت کی نہین ہو سکتا۔

اوّل۔ اسلیے کہ توریت استثنا ۱۳ باب ۱-۵ مین لکھا ہے کہ اگر کوئی نبی یا خواب

دیکھنے والا انکو کوئی نشان یا معجزہ دکھلائے۔ اور وہ بات جو اوسنے دکھائی واقع کے مطابق ہو پھر وہ نبی معجزات دکھلانے والا اگر ایسے معبودون کی طرف بلائے جنھین تمنے نہین جانا۔ اور کہے آؤ انکی بندگی کرین۔ تو ایسے نبی کے کہنے پر کان مت دھرو۔ کیونکہ وہ آزمایش ہے۔ اور ایسا نبی قتل کیا جاویگا۔

پادری صاحبان! غور کرو۔ کتاب استثنا سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ نمبرا کاذب اور جھوٹے نبی بھی معجزات دکھا سکتے ہین۔ نمبر۲ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو نبی ایسے غیر معبودون کی طرف بلائے جنھین بنی اسرائیل نہین جانتے وہ جھوٹا ہے۔ نمبر۳ یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹا نبی معجزات دکھلانے والا مارا جائیگا۔

لطیفہ۔ بتاؤ تو سہی۔ یہود کبھی ابن مریم اور اس روح کو جو تثلیث کی متمم اور اقنوم ثالث ہے۔ خدا جانتے تھے۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔ پس جب بقول آپ لوگون کے مسیح نے خدا بیٹا اور خدا روح القدس کی عبادت کے لیے بلایا۔ اور بنی اسرائیل کو ایسے معبودون کی طرف کھینچنا چاہا جنھین وہ نہین جانتے تھے۔ تو بے ریب اگرچہ اونھون نے معجزات دکھلائے۔ تب بھی بقول عیسائیون کے بطور استثنا ۱۳ باب ۱-۵ سچے نہ تھے۔ بلکہ اگر مسیح نے ایسے خدا باپ کی طرف بلایا بھی جو مجسد و در رحم مین مجسم ہوا۔ اور یہود کے ہاتھ سے پٹتا گیا۔ تو بھی وہ بنی اسرائیل کا جانا ہوا خدا نہین تھا جنکی طرف مسیح نے بلایا۔ پھر طرہ یہ کہ مسیح بقول عیسائیون کے مارڈالے گئے۔ اور یہ بھی جھوٹے نبی کی پہچان تھی۔ دیکھو استثنا ۱۳ باب ۱-۵۔

پر قربان جائیے اوس نبی پر۔ اوس خاتم الانبیا پر۔ اوس رسول پر جس نے بنی اسرائیل کو اوسی خدا کی طرف بلایا جسے وہ جانتے تھے۔ اور اوسی معبود کی عبادت

کی طرف اونکو جھکاتا جاتا۔ جنکی عبادت کی طرف اونکے آباؤ اجداد نے جھکایا تھا۔ شک ہو تو پڑھو آیت۔

[1] اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ اِذْ قَالَ لِبَنِيْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِىْ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ سورۂ بقر۔ سیپارۂ اوّل۔ رکوع ۱۶۔

بلکہ حضرت مسیح کے ذمے سے بھی غیر معبودون کی پرستش کا الزام اوٹھایا۔ اور فرمایا۔

[2] وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّىْ وَرَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ۔ سورۂ مائدہ۔ سیپارہ ۶۔ رکوع ۱۰۔

اور مسیح کے عدم قتل کی نسبت دعوی کیا۔ جسکا ثبوت ہماری اسی کتاب مین مختلف جگہ ملیگا۔ اور جسکی صداقت پر مسیح کی صداقت موقوف ہے۔

[3] وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا۔ سورۂ نساء سیپارۂ ۶ رکوع ۲۲۔

مگر یاد رہے عیسائیون کے نزدیک مسیح نے بنی اسرائیل کو اونکے جانے ہوئے خدا کی طرف نہین بلایا۔ اور پھر مسیح بقول عیسائیون کے مارے گئے۔ جس سے صاف جانا جاتا ہے کہ وہ جھوٹے تھے۔ پس اے عیسائی صاحبان میری عرض یہ ہے۔

---

[1] کیا تم حاضر تھے جسوقت پونچی یعقوب کو موت جب کہا اپنے بیٹون کو تم کیا پوجوگے میرے پیچھے بولے ہم عبادت کرینگے تیرے اور تیرے باپ دادون کے رب کو۔ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق وہی ایک رب اور ہم اوسی کے حکم پر ہین۔ ۱۲

[2] اور مسیح نے کہا ہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمھارا۔ مقرر جسنے شریک کیا اللہ کا سو حرام کی اللہ نے اوسپر جنت اور اوسکا ٹھکانا دوزخ ہے ۱۲۔

[3] اور نہ اوسکو مارا ہے اور نہ مصلوب کیا۔ لیکن اونکو اشتباہ ہوا۔ اور جو لوگ اسمین کئی باتین نکالتے ہین وہ اس جگہ شبے مین پڑے ہین۔ کچھ اونکو اسکی خبر نہین مگر اٹکل پر چلنا اور اوسکو مارا نہین بیشک ۱۲۔

تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ[۱] اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّ لَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ - سورۂ ال عمران - سیپارہ ۳ - رکوع ۱۵ -

عیسائی صاحبان تمہارے طور پر تو حضرت مسیح کی صداقت ممکن ہی نہ تھی - اور توریت کتاب استثنا سے بقول تمہارے مسیح کی صاف تکذیب ہوتی تھی - پر دیکھو اسلام کا احسان عام جسنے مسیح سے الزام کو دور کیا اور مسیح کی تصدیق کر دی - اور حضرت محمدؐ کی نبوت اور صداقت اور اونکا معجزہ یہ ہی کہ ایکطرف توحید کی تعلیم کی اور شرک سے جو ایسے معبودون کی طرف بلاتا ہی جنکو بنی اسرائیل نہین جانتے منع فرمایا -

اِنَّ[۲] اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا - سورۂ نساء - سیپارہ - ۵ - رکوع ۱۷ -

وَ اعْبُدُوا[۳] اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا - سورۂ نساء - سیپارہ - ۵ - رکوع - ۳ -

اور دوسری طرف اپنے بچاؤ پر عام مجالس مین قرآن کی یہ آیت سنائی - اور صاف بتایا مین مارا نجاؤنگا -

یٰۤاَیُّهَا[۴] الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ - سورۂ مائدہ - سیپارہ ۶ - رکوع ۱۳ -

ایک میرے دوست پادری صاحب نے مجکو فرمایا - کہ محمدؐ صاحب بھی زہر سے مارے گئے

---

[۱] ای کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کرین مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراوین اوسکی کوئی چیز اور نہ پکڑین آپس مین ایک ایک کو رب سوائے اللہ کے ۱۲

[۲] اللہ یہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہرائے اور اس سے نیچے بخشتا ہی جسکو چاہے اور جسنے اللہ کا شریک ٹھہرایا وہ دور پڑا بھولکر ۱۲

[۳] اور عبادت کرو اللہ کی اور ساجھی نہ کرو ساتھ اوسکے کچھ ۱۲

[۴] ای رسول پونہچا جو تجکو اترا تیرے رب سے اور اگر یہ نکیا تو تو نے کچھ نہ پونہچایا اوسکا پیغام - اور اللہ تجکو بچا لیگا لوگون سے ۱۲

اونکی گرامی خدمت مین عرض ہی۔ حضور زہر کب دیے گئے اور اونکی وفات کب ہوئی
پھر یہ کہ جسکو زہر دیا جاوے اوسے مقتول کہتے ہین یا مسموم۔ علاوہ برین حدیثین تو تمہارے
نزدیک حجت نہین۔ پھر انکے بھروسے کیون قتل کا خیال پیدا ہوا۔

دُوم مرقس ۱۶ باب ۱۷ مین لکھا ہی۔ جو ایمان لائینگے وہ میرے نام سے دیو نکالین گے۔
اور نئی زبانین بولین گے۔ سانپون کو اوٹھا لینگے۔ مہلک چیزین پیین گے۔ اور اونکو نقصان
نہو گا۔ بیمارون کو ہاتھ رکھکر چنگا کرینگے۔ مرقس ۱۶ باب ۱۷۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہی۔ کہ ہر ایک عیسائی مؤمن معجزات دکھاتا ہی۔ پس معجزہ
نبوت کے لیے لازمی دلیل نہوا۔ جب جناب مسیح نے یہ کرشمے عامۂ مؤمنین کے لیے نشان
ٹھہرائے تو صرف معجزات خاصۂ نبوت نہ ٹھہرے۔ سچ ہی حقیقت مین معجزات عمدہ تعلیمات ہی ہین

غور کرو

عیسائی صاحبان تم مین سے بھی کوئی صاحب ایمان ہی۔ اگر ہی تو مرقس ۱۶ باب ۱۷ کو
ذرا اسے پڑھ لے۔ اگر کہو ان کرامات او معجزات کی مسیح کے وقت ضرورت تھی۔ اب
انکی ضرورت نہین۔ تو پھر انصاف سے کہو محمد صاحب کے وقت انکی ضرورت کیون مانتے
تمکو کس امر نے مجبور کیا۔ کہ تم اپنی بے ایمانی کو جو مرقس ۱۶ باب ۱۷ سے ثابت ہوتی ہی۔ عدم ضرورت
سے چھپا لو۔ اور محمد صاحب کے واسطے معجزات کی ضرورت تجویز کرو۔

مجھے اسوقت سر ولیم میور کے اس قول پر ہنسی آتی ہی۔ اگر محمد صاحب معجزات دکھلاتے
تو لوگ ضرور اونپر ایمان لاتے" میور صاحب کو یاد نہین رہا کہ فرعون نے کیسے کیسے معجزات
دیکھے۔ اور اوسکا دل سخت ہی رہا۔ مسیح کے وقت اونکے دشمنون نے کیسے معجزات دیکھے
(اگر ثابت ہون) مگر ذرا بھی اونپر دھیان رکھنے والے نہوئے۔ یا کیا فرعون اور مسیح کے

مخالفون نے کوئی معجزہ نہین دیکھا - میوہ صاحب کا فرمانا اس زمانے مین نئے تعلیم یافتہ نوجوانون کے آگے داد کے قابل ہے -

تقریر بالا کے لحاظ سے حسب توراۃ اور انجیل ثابت ہوگیا کہ صرف معجزات مثبت نبوت نہین ہو سکتے - حضرت مرزا غلام احمد نے براہین مین لکھا ہے -

جس معجزے کو عقل شناخت کر کے اوسکے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دے وہ ان معجزات سے ہزار ہا درجے افضل ہے جو بطور قصہ منقولات مین بیان کیے جاتے ہین - اور اسکے دو باعث ہین -

اول منقولی معجزات صد ہا سال کے بعد ہمارے لیے مشہود اور محسوس کا حکم نہین رکھتے اور اخبار منقولہ ہونے کے باعث ان معجزات کو وہ درجہ حاصل نہین ہو سکتا جو مرئیات کو اور مشاہدات کو حاصل ہوتا ہے -

دوم جن لوگون نے ایسے معجزات مشاہدہ کیے جو تصرف عقل سے بالا ترین دکھے لیتی وہ معجزات تسلی تام کا موجب نہین ٹھہر سکتے - بہت سے عجائبات شعبدہ باز بھی دکھاتے ہین - مخالف کو کیونکر ثابت کر دکھاوین - کہ موسوی عجائبات اور عیسوی کرشمجات دست بازیون سے منزہ تھے

بلکہ

یوحنا - ۵ باب - ۲ - ۵ مین ایک صحت بخش حوض کا ذکر لکھا ہے - مسیح بھی وہان اکثر جاتے تھے - پس کیا تعجب ہے مسیح نے ایسی قوم مین جو حوض کے پانی کو تمام امراض کا شافی سمجھتی تھی اسی حوض کے پانی سے کوئی کمال اوڑایا ہو -

ایسے تماشون کے دکھانے مین عرصہ بھی قلیل ہوتا ہے جسمین غور اور فکر کا موقع ملے انتہی

مین کہتا ہون مسیحی معجزات پر مین نے رسالہ ابطال الوہیت مسیح مین تحقیقی اور انجیلی مذاق پر

مفصل کلام کیا ہی۔ اوسکے دیکھنے سے واضح ہو سکتا ہی کہ منقولی معجزات کافی شہادت نہین ہو سکتے۔ جب صرف معجزات اور اکیلے کرشمے صحیح نشان نبوت کا نہ ٹھہرے۔ اور یہ بات عقل ونقل سے ثابت ہو گئی۔ تو مجھے ضرور ٹھہرا کہ قبل بیان معجزات آپکی پاک تعلیم کو نہایت جانچ کی نگاہ سے بقدر ضرورت دکھا دون۔

مگر ہر منصف تسلیم کریگا کہ اگر کسی شخص کی تعلیم کی عمدگی ثابت کرنا ہو تو پہلے اوس معلم کے افعال اور کردار کو دیکھا جائے۔ واعظ کے عادات اور اطوار۔ اوسکے حالات و کردار اگر ناپسند ہونگے تو اوسکے پسندیدہ اقوال کا سارا دفتر گاؤ خورد ہو جائیگا۔ اوسکے نصائح کی عمارت اوسکے سامنے ہی خاک مین ملجائیگی۔ پھر ایسا واعظ خدا کی طرف سے کیونکر مقرر ہو سکتا ہی۔ نمونے کو دکھانے سے بہتر کوئی ذریعہ نہین جسکے باعث دوسرے کے قلب پر پورا اثر پڑسکے۔ بانی اسلام کی اعلی صداقتون مین قرآن اور آپکی پاک تعلیم ہی۔ اور اس صداقت کے لیے پہلا مصداق اس عمارت کا پہلا پتھر آپکی گرامی ذات ہی۔ اگر آپ جبلت مین اس پاک تعلیم کے قابل نہ بنائے جاتے تو اسکی خوبی مین تامل ہوتا۔ آپکی تعلیم کیسی پاک درجہ کی ہی۔ اور کیونکر ہمین یقین ہوا کہ یہ تعلیم خدا کا قول ہی۔ اسلیے کہ ہمارے فطری قوی اور تمام ملکی صفات ایک زبان ہو کر اسکی صداقت کے گواہ ہین۔ مجھے یہ مزہ نہین بھول سکتا۔ مین ایک دفعہ قرآن پڑھ رہا تھا کسی تذکرے مین بات پر بات چلی۔ تمام بھلائیون اور برائیون پر جب ہمارے فطری قوی گواہی دیتے ہین تو انبیا اور رسل کی ضرورت کیا تھی۔ اوسوقت یہ آیت سامنے کھڑی پکار رہی تھی۔ تم نہین سمجھتے تمھارے نبی کے حق مین مین الٰہی کلام اور میرا متکلم کیا کہتا ہے۔

فَذَكِّرْ إِنَّمَا أَنتَ مُذَكِّرٌ ۔ سورۂ غاشیہ سیپارہ ۳۰۔ رکوع ۱۳۔

سو تو سمجھا تیرا کام یہی ہو سمجھانا۔ ۱۲

رسول خدا۔ محمد رسول اللہ صرف مذکر ہین۔ اگر اونکا اتباع کروگے تمھارے بھولے
بسرے اور کھوئے ہوئے متاع تمکو ملین گے۔ اگر اس نبی کو یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ کا خطاب
ملا ہی تو پھر جس کتاب کا معلم ہی وہ کتاب بھی ذکر ہی ہو دیکھو صفت قرآن۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ سورۂ حجر۔ سیپارہ ۱۴۔ رکوع ۱۔
ہم ہی نے اتارا قرآن کو اور ہم ہی اوسکے نگاہبان ہین

براہمون کے سامنے اثبات نبوت کے واسطے یہ لطیف اشارہ ہے۔

محمد صاحب کا یہ کیا کچھ کم معجزہ ہی کہ آپکی تاریخ خصوصًا ایام رسالت کے حالات بکمال بسط
و تفصیل کے ساتھ دنیا مین موجود ہین۔ اگر کوئی نیک نیتی سے چھان بین کرے اوسکے
لیے اصلی واقعات پر پہونچ جانے کے لیے بہت سامان موجود ہین۔ قرآن اور قومی روایات
اور آپکے مساعی جمیلہ کی یادگار۔ اور آثار۔ بھلا کسی نبی کو یہ بات نصیب ہی۔ حضرت مسیح کی
نہایت مختصر سہ سالہ تاریخ جسکو اناجیل اربعہ یا عہد جدید کہتے ہین موجود ہی۔ اوسمین پیدایش
مسیح علیہ پر غور کرو۔ کہین ابن داؤد ہی۔ (کہین ابن انسان) کہین ابن یوسف ہی۔ کہین ابن اللہ
اگر عام قانون قدرت سے یہ پیدایش نرالی ہی۔ تو کیسی تاریک حالت مین ہی (کیا اچھا ہوتا
اگر کسی مرد سے پیدا ہوجاتے) مسیح کی موت کی بات سنیے۔ حاکم وقت قتل کا خواہان نہین
خون سے ہاتھ دھوتا ہے۔ متی ۲۷۔ باب ۲۴۔ چھوڑنا چاہتا ہی۔ حاکم کی جورو مسیح کی
سپارشی ہی۔ متی ۲۷ باب۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ایک دولتمند مسیح کا حامی اور شاگرد حاکم کا مقرب
مسیح کی لاش مانگنے والا۔ اور اپنے ہی طور پر قبر مین رکھنے والا۔ قبر پر مٹی کی مُہر۔ بے ایمان
یہود کو سبت کا دھندا پڑا ہی۔ صوبے دار مسیح کا معتقد۔ بھلا یقین نہین ہوسکتا ہی کہ اوس
بے گناہ کو اللہ تعالے نے ان بدکارون کی شرارت سے محفوظ رکھا۔

وید کے ملہم۔ (اگر ویدون کو الہامی کہین) کون تھے۔ کیسے تھے۔ کہان تھے۔ انکا

چال چلن کیا تھا۔ کب ہوئے۔ کوئی کہتا ہو وید برہما کے چار مُنہ سے نکلا۔ تعلیم یافتہ گروہ کہتا ہو (گو انکا کہنا صرف ایک شخص کی تقلید پر ہو۔) وید جنپر نازل ہوا ابتدائی زمانے کے چند آدمی تھے۔ پھر اونکے حالات سے پوچھو تو چپ۔ تشخّص ہونے مین بھی کلام ہو۔ یہی حال زرتشت۔ اور گرو صاحب کا ہو۔ ایک سفرنامہ آپکا خوش اعتقادون کے پاس ہے جسمین قاضی نظام الدین یا رکن الدین کے سامنے مکے کا گرو صاحب کے پانٔون کیطرف پھر جانا لکھا ہو۔ حالانکہ اس نام کے قاضی کبھی مکّے مین نہین ہوئے۔

منصف آدمی کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات اور عادات پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہو سکتا ہو۔ کہ آپکا دلی ارادہ کیا تھا۔ مقصود بالذات کیا امر تھا۔ آپکے افعال اور اقوال سے بقدر مشترک اتنا تو ثابت ہو۔ کہ آپ دیوانے اور کم عقل نہ تھے۔ بھلا اتنا بڑا کام (عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال) کیا ایک کم عقل کا کام ہو۔ خدا کے لیے ذرا یرمیا ۲ باب ۱۰ کو پڑھلو کیا کہتا ہو۔ قیدار مین جاکر خوب سوچو اور دیکھو۔ ایسی بات کہین ہوئی جیسی یہ بات ہو۔ کیا کسی قوم نے اپنے الہون کو جو حقیقت مین خدا نہین بدل ڈالا۔ معلوم ہوتا ہو یرمیا کے زمانے تک یہودی تعلیم کا اثر عرب پر نہین پڑا۔ اور کچھ نہین پڑا۔ پا دریونکی کی ضرورت تھی یا نہ تھی۔

جانتے ہو قیدار کون ہین۔ قیدار اسمٰعیل بن ابراہیم کا بیٹا ہو۔ یہان اوسکی قوم کی نسبت فرماتا ہو۔ بتاؤ عرب کی ایسی بت پرست قوم کو کسنے خدا پرست بنایا۔ کیا کسی مرگی زدہ مجنون نے۔ سبحان اللہ کسطرح فطرت کا خالق فطرت کیطرف متوجہ کرتا ہو۔ اور کہتا ہو۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ سورۂ سبا سیپارہ ۲۲ رکوع ۱۲۔

ترجمہ: تو کہہ مین تو ایک ہی نصیحت کرتا ہون تمکو کہ اُٹھ کھڑے ہو اللہ کے کام پر دو دو اور ایک ایک پھر دھیان کرو اس تمھارے صاحب (رفیق) کو کچھ سودا نہین ہو۔ ۱۲۔

جنگل اور بیابان سے نکلکر بدون سامان و اسباب پنے دیکھتے دیکھتے ایک شخص صلے اللہ علیہ وسلم دنیا کو اپنا ہم خیال بنا گیا - ہزارون ہزار مخلوق کو اپنے اوپر جان و مال سے فدا کر گیا - نہ کسی نے تیس روپے پر پکڑوایا - نہ کسی نے اوسے ملعون کہکر انکار کیا - سو جو متی ۲۶ باب ۱۶ - و ۴۷ -

پادری صاحبان - اگر محمد صاحب صلی اللہ علیہ وسلم مرگی کے مبتلا اور دیوانے تھے اور پھر اتنی دنیا پر ایسا قابو پا گئے تو سچ سمجھو بڑا معجزہ کر دکھایا -

معجزے کے کیا معنی - دوسرے کو عاجز کر دینے والا - اتنی دنیا کے رسوم و عادات کو بدل دینا - اور عرب کی متفرق جماعت کو ایک اسلام کے رشتے مین منسلک کر دینا اور سب کو اوسکا مصدق بنا دینا ایک بہت بڑا معجزہ ہے -

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا [1] - سورۂ آل عمران سیپارہ ۴ - رکوع ۱ -

وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ [2] - سورۂ انفال - سیپارہ ۱۰ - رکوع ۳ -

معجزے کے معنی کسی نے خرق عادت کے لیے ہین - ناظرین عیسائیو کہین عادت مین یہ نظیر دیکھتے ہو جو محمد صاحب نے قائم کر دکھائی - ذرا ہادیون کی تاریخ قدیم و جدید ٹٹول لو - اگر نہ پاؤ تو سمجھو ایک ایسے شخص کے ہاتھ سے (جسے تم دیوانہ مرگی زدہ کہتے ہو) یہ کام اعجاز اور خرق عادت نہین تو کیا ہے - تمام مخالف اور جنگجو قومین باوجود قومی اتفاق اور حمایت روسا و امرا کے ایکطرف ہون - اور مختلف قومونکے مختلف بلاد کے

---

[1] اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس مین دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں مین اب ہو گئے اوسکے فضل سے بھائی ۱۲

[2] اور اونکے دلمین الفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا جو سارے ملک مین ہے تمام نہ الفت دیسکتا اونکے دلمین لیکن اللہ نے الفت دی اونکے درمیان ۱۲

غریب مساکین ایک طرف ہون - پھر اوسی کی کامیابی ہو جسے تم کمال جنون سے مجنون کہو - یہ معجزہ نہین تو کیا ہے -

مین عنقریب معجزے اور خرق عادت کے لفظ پر بحث کرونگا - جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال عقل ثابت ہوگا تو پھر منصف کو غور کرنے کا موقع ملیگا -

وہ شخص جسنے چالیس برس تک کامل سچائی راستی و وفاداری ملک کی خیرخواہی پر زندگی بسر کی - وہ اپنی آخری عمر مین ایک سراسر جھوٹے سلسلے کی تحریک کریگا - وہ آخر عمر مین بے ایمانی کو اور صریح دغا کو اختیار کریگا - حالانکہ اوسکو اس مکاری مین بجز اسکے کچھ بھی ہاتھہ نہ آیا کہ کرورون آدمیون کو صرف خدا کی محبت اور اوسکی اطاعت اور اوسکی فرمان برداری مین نہ فانی خواہشون مین اپنا ہم خیال بنا گیا - سچ ہو اپنا ہمخیال بنا لینا بھی بڑی خوشی اور کامیابی ہے -

مین آپکے مختصر سوانح عمری لکھتا ہون -

آپ قریش کے خاندان (جو تمام قبائل عرب مین مکرم اور معظم ہو - اور جسکی عظمت کے سامنے تمام وحشی قومین عرب کی ممکن نہ تھا کہ مکے کی سرزمین مین کبھی کشت و خون کر سکین - بلکہ مکے کو امن کی جگہہ اور حرم کہتے تھے) بنو ہاشم کے گھرانے عبد المطلب کے بیٹے عبد اللہ کے گھر مین آمنہ کے شکم سے پیدا ہوئے -

مشرکین عرب مین آپکے والد کا نام عبد اللہ اور آپکی والدہ کا آمنہ نام بھی کچھہ کم معجزہ نہین - غور تو کرو یہ نام کیسے لطیف اور آپکی تعلیم سے کیسے مناسب ہین - آپ کے نجیب الطرفین ہونے مین کسیکو کلام نہین -

آپکی پیدائش کی پہلی برکت یہ ہو کہ ابیسینیا کے حبشی بادشاہ ہمیشہ حجاز پر چڑھائیان

کرتے تھے۔ اور اونکے دانت گٹے پر لگے رہتے تھے۔ منجی قوم منجی ملک ایسے پیدا ہوئے
کہ جس سال وجود باجود نے ظہور پایا خارجی دشمنون کا نام و نشان بھی نہ رہا۔ ہمارے
بادشاہ ماجوج جزائر کے رہنے والے۔ حزقیل ۳۹ باب ۶ آیت۔ جنکا تسلط ہزار
سال ہجرت کے بعد موافق مکاشفات یوحنا ضرور تھا۔ ۲۰ باب ۷ و ۸ آیت۔ جزائر
برطانیہ سے یہان پونہچے پر آلہی چھاؤنی اونسے محفوظ رہی۔ عزیز شہر کا گھیرنا بھی دور ہی
رہا۔ (کیا یہ امداد یہ نصرت آلہی بت پرستی کی حفاظت کے لیے تھی؟)
رسالتآب کا پیدا ہونا عرب کے لیے کیسی خوش قسمتی ہوئی۔ کوئی بادشاہ اونپر
مسلط ہونے والا نہ رہا۔ آزاد ہو گئے۔ تعجب ہی۔ ٹرکی سلطان جو برائے نام اونکے
بادشاہ ہین۔ وہ بھی خادم الحرمین ہونا فخر سمجھے۔ دیکھو آپکا وجود باجود عرب کے لیے
کیسا نشان نبوت ہی۔

دنیا مین کوئی شخص قوم کا آزادی بخش اگر ایسا ہوا ہو تو اوسکی نظیر پیش کرو۔ اگر
تمام مخلوق مین ایسے وجود باجود کے پیش کرنے سے عاجز ہو۔ تو ہمارے ہادی کا
فعل یقیناً معجزہ اور خرق عادت سمجھو جسنے اپنے سامنے پوری کامیابی کو دیکھ لیا۔
آپکا تمام ملک آپکی تمام قوم آزاد ہو کر آپکی فرمان بردار اور مکرم اور دنیا پر ممتاز ہو گئی
مسیح کی کامیابی جیسی ہوئی اوسپر اناجیل کی شہادت دیکھلو۔ وید کے ملہم (اگر ملہم ہین)
دشمنون کی تباہی اور اپنے فتوحات ہی مانگتے رہے۔ انکی الہامی دعاؤن کی برکت
آریہ ورت پر الٹی ہی پڑی۔ غور کرو ایسا ناکامیابی کا الہام کدھر سے ہوا۔

موسیٰ کا خیال مت کرو۔ اوّل تو وہ محمد صاحب کے مثیل ہین۔ دوم موسیٰ نے
اپنی قوم کو بیابان ہی مین چھوڑا۔ منزل مقصود تک پونہچایا۔ بلکہ موسیٰ آپ بھی ملک موعود

مین نہ پونہچے محروم ہی رہے - توراۃ - استثنا - ۳۲ - باب - ۵۲ - آیت -

میرے اس مضمون کو قرآن سے تصدیق کرنا ہو تو پڑھو - ابتدائے نعمت پر قرآن فرماتا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ - اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ —

سورۂ فیل - سیپارہ ۳۰ - رکوع ۳۱ -

اور آخری نعمت پوری کامیابی پر جو سچائی کا معیار ہے فرمایا - ؎۲

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ - اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي - سورۂ مائدہ سیپارہ ۶ - رکوع ۵ -

اے قوم کے حامیو - قومون کے مصلحین کے قدر کرنے والو - ای قوم کو عروج کی طرف بلانے والون کے قدر دانو - اوس منجی قوم - حامی قوم - فخر ملک کے خرق عادت پر قربان ہو جاؤ - آؤ اوسکا اتباع کرین - اوسکا طرز اختیار کرین - صلے اللہ علیہ وسلم -

آپنے یتیمی مین پرورش پائی - ابتداءً عبدالمطلب کے پاس جو آپکے دادا تھے - پھر اپنے چچا ابوطالب کے گھر - تمام مورخ اس بات پر متفق ہین کہ حضور کے اعلے درجے کے چال چلن سے چچا اور بھتیجے مین پرلے درجے کی محبت ہوگئی تھی اور آپ تمام شہر مین ہر دلعزیز ہوگئے تھے -

ابوطالب سیریا کے سفر مین آپکو علیحدہ نہ کرسکے - بلکہ ساتھ ہی لے گئے - حالانکہ آپکا سن اوسوقت نو برس کا تھا -

دیکھو (ابوالفدا) یہ بات فراموشی کے قابل نہین - کیونکہ عیسائی کہتے ہین آپنے یہود سے تعلیم پائی

؎۱ تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے ہاتھی والون سے کیا نہ کر دیا اون کا داؤ غلط ۱۲

؎۲ آج نا امید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو ونسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو - آج مین پورا دے چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا تم پر مین نے احسان ۱۲

کیا نو برس مین ایسی تعلیم - اور یہود مین یا عیسائیون مین ابتک الٰہی علم ہی کیسا ہی - ایسا ہی کہ ابتک یہود نے مسیح کو بھی نجانا - اور عیسائیون نے کبھی اللہ کو اللہ مجسم یقین کیا کبھی مریم کی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے چڑھائے - یہی علم ہین -

اس سفر مین بحیرہ نام راہب نے اپنی فراست سے ابوطالب کو کہا - یہ لڑکا ایک نہایت ہی درجے کا عظیم الشان ہونے والا ہی - اور پرلے درجے کا روشن دماغ ہی حسن اخلاق اور فیاضی مین بے نظیر ہونے کے علاوہ یہ بے ریب قوم کو نجات دینے والا ہوگا - اسکی سخت حفاظت کیجیو[۱۰]

ہوازن کی خطرناک لڑائی مین جو نو برس تک رہی آپنے اپنے آپکو چودہ[۱۴] پندرہ برس کی عمر مین بڑا ہی لائق اور قوم کا محافظ ثابت کیا[۱۱] - آپکی لیاقت اور راستی اور سچی شرافت اور سادہ چال چلن کے باعث آپکو قوم کیطرف سے امین کا خطاب[۱۲] ملا -

پچیس[۲۵] برس کی عمر مین خدیجہ نام ایک قریشیہ دولتمند بی بی کی جانب سے آپ تجارت کے طور پر بلاد شام کو تشریف لے گئے - یہ سفر بھی چند روزہ اور تجارت مین گذرا -

یاد رہے کل دو ہی سفر حضور نے کیے ہین -

سفر مین ایسی وفاداری اور لیاقت اور دیانت اور امانت کو عمل مین لائے کہ اون بی بی نے اوسکے شکریے مین آخر آپکے ساتھ بڑی دھوم دھام سے شادی کی -

تمام نامی اور گرامی رؤسائے حجاز طرفین سے اس شادی مین جمع ہوئے - اور بڑے لطیف اور پرزور فصاحت و بلاغت کے کئی خطبے پڑھے گئے - یہ خطبے ابن ہشام اور زرقانی اور ابن اثیر نے بیان کیے ہین -

---

۱؎ ابن ہشام - ابن الاثیر جلد ۲ ۲۶ - طبری ۲؎ ۲۴۵ ابن ہشام ۳؎ ۱۱۶ ابن ہشام ۱۱۷ - طبری جلد ۲ ۲۸۰ ۱۱۴ -

پھر آپ نے پچاس برس سے زیادہ عمر تک اسی ایک بی بی خدیجہؓ کے ساتھ زندگی بسر کی۔ جسکے ساتھ آپکا پچیس برس کی عمر مین نکاح ہوا۔ اور وہ بی بی نکاح کے وقت چالیس برس عمر کی تھین۔ اور اس خوبی سے اس تعلق کو پورا کیا کہ وہ بلا تامل حضور کی دعوت اسلام پر پہلے ہی روز ایمان لائین۔

مین خدیجہ کی شہادت سے چشم پوشی نہین کرسکتا۔ جو اونھون نے آپکے ابتدائی دعوی نبوت مین دی ہے۔

حضور علیہ السلام نے جب ندائے الٰہی سنی۔ اور دیکھا کہ تمام دنیا اس وعظ کی مخالفت کریگی۔ جب آپنے فرمایا خدیجہ مجھے اپنی جان پر خوف بن گیا۔ تو وہ کہتی ہین۔

اَبْشِرْ فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِیْثَ وَ تَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ۔ بخاری تفسیر سورہ اقرأ۔[1]

غور کرو بچپن سالہ بی بی آپکی ہم شہر آپکی ہمقوم جو پندرہ سال سے آپکے بیاہ مین ہو کیا گواہی دیتی ہے خدیجہ کی گواہی ایسے وقت مین جبکہ آپ غمگین اور مضطرب تھے غور کے قابل ہے۔ اگر آپ مین یہ صفات نہوتے تو خدیجہ کا بیان اوسوقت ہرگز تسلی کا موجب نہوتا۔

حضور کی قوم مین کوئی دینی کتاب کوئی قانون نہ تھا۔ کوئی سلطنت نہ تھی۔ حضور نے نبوت سے پہلے ایک عجیب تحریک کی جسکو دیکھکر اور سنکر انسانیت والے انسان غش غش کر جاوین۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب بنو اسد بنو زہرہ تیم بن مرہ کے درمیان ایک معاہدہ کی تحریک فرمائی۔ اور معاہدہ یہ تھا کہ کمزور اور مظلوم پر ظلم نہو اور اونکی حفاظت کیجاوے۔

ابن اثیر۔ جلد ۲۔ صفحہ ۲۹۔

---

[1] خوش ہو پس خدا کی قسم کبھی تجھے اللہ ذلیل نکریگا۔ تو بیشک صلہ رحمی کرتا اور سچ بولتا ہے۔ اور دکھ والے کا دکھ برداشت کرتا اور مفلس کو دیتا اور مہمان نوازی کرتا اور بھلے کامون مین وقتاً فوقتاً مدد دیتا ہے ۱۲

کعبے کی مرمت مین کونے کے پتھر حجر اسود کے رکھنے پر تمام قبائل حجاز مین اس بات پر نفاق شروع ہوا کہ اس کونے کے پتھر کو کون شخص اوٹھا کر رکھے۔ قریب تھا تمام قوم کٹ کر ہلاک ہو اس حقیقی کونے کے پتھر نے جسکی پیشین گوئی ٹھیک ایسے تصویری زبان مین دانیال ۲ باب ۳۴۔ متی ۲۱ باب ۴۲۔ یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶۔ مین مذکور ہی (وہ پتھر قدیم سے عرب کے مقام مکہ معظمہ کے کونے مین دھرا تھا) اوسکا ایسا فیصلہ کیا کہ قوم پر ثابت کر دیا۔ میرے ہاتھ کے چھونے سے تمکو آرام اور نجات ہی مجمل قصہ یون ہی۔ جب قومون مین اس پتھر کے رکھنے مین اختلاف ہوا کہ اس پتھر کو کون رکھے۔ تو اون لوگون نے یون ٹھانی جو پہلے دروازے سے اندر آوے وہی اسکا رکھنے والا ٹھہرے۔ اتنے مین حضور آ نکلے آپنے اپنی چادر بچھادی اور پتھر اوسمین رکھکر حکم دیا کہ تمام قومین باتفاق اس چادر کو اوٹھا لین۔ اس سچے سبت اور سچے کونے کے پتھر نے اس آفت قتل وقتال سے قوم کو آرام بخشا۔ یہ واقعہ آپ کی پینتیس ۳۵ سال کی عمر مین ہوا۔

ایک نہایت عجیب واقعہ سنائے بغیر۔ ابتداے ایام نبوت کے حال سے مین خاموش نہین رہ سکتا۔

عثمان بن ہویرہ ایک عرب عیسائی ہوگیا۔ اوس دشمن قوم نے قسطنطنیہ کے دربار مین قیصر روم سے جاکر وعدہ کیا کہ حجاز کا ملک مین آپکے قبضے مین کرائے دیتا ہون۔ پھر اس شیطان نے یہان مکہ معظمہ مین اپنا منشا پورا کرنے کے لیے کارروائی شروع کی۔ مگر اس دشمن ملک کا راز صرف حضور کی عاقبت اندیشی سے کھل گیا۔ اور اوس شیطان دشمن قوم کو اس خسران کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ کہ خائب وخاسر ہلاک ہوا۔ کاسن دی پرسول جلد ۱ صفحہ ۲۳۵۔ سیور جلد ۲ صفحہ ۴۴۔

سوالات ہرقل قیصر روم	جوابات ابو سفیان۔ جبکہ ابوسفیان آپ کا سخت منکر تھا
۱۔ محمدؐ قوم کا کیسا ہے (انبیا اشراف ہوتے ہین۔	۱۔ قوم کا بڑا شریف اور نجیب الطرفین ہے۔
۲۔ تمھاری قوم (قریش) مین کبھی کسی نے انسے آگے بھی اسطرح نبوت کا دعوی کیا ہے (دعوی عادت ہو)	۲۔ ایسا دعوی ہماری قوم مین کسی نے کبھی نہین کیا۔
۳۔ اسکے بزرگو مین کوئی ایسا بادشاہ گذرا ہے جسکی بادشاہت جاتی رہی ہو۔ (بادشاہت کا خیال ہو)	۳۔ ایسا کوئی بادشاہ اس کے آباو اجداد مین نہین گذرا۔
۴۔ امیر لوگ علی العموم اسکے فرمان بردار ہوتے ہین یا غریب۔	۴۔ غالبًا غریب اور مساکین لوگ اسکے تابع ہوتے ہین۔ (اکثر اتباع انبیا غربا ہوئے)
۵۔ دن بدن مسلمان بڑھتے جاتے ہین یا کم ہوتے جاتے ہین	۵۔ دن بدن بڑھتے ہین۔
۶۔ کوئی آدمی محمدؐ کے دین مین داخل ہوکر اندنون مرتد ہوتا ہے یا نہین۔	۶۔ کوئی مرتد نہین ہوتا۔ محمدؐ کے دین کو برا سمجھکر اوسے کوئی نہین چھوڑتا۔
۷۔ اس دعوے سے پہلے یہ شخص جھوٹ کا عادی تھا یا نہین۔	۷۔ اسکو ہم لوگ ہمیشہ سچا اور راست گو یقین کرتے تھے۔
۸۔ کیا لڑائی مین عہد شکنی کرتا ہے یا نہین۔	۸۔ آجتک اسنے عہد شکنی نہین کی آگے دیکھیے کیا کرتا ہے
۹۔۱۰۔ تمھارے اور اوسکے لڑائی ہوتی ہے یا نہین اگر ہوتی ہے تو کون فتحیاب ہوتا ہے۔	۹۔۱۰۔ کبھی وہ فتح پاتا ہے۔ اور کبھی ہم غالب آتے ہین۔
۱۱۔ تمکو کیا حکم کرتا ہے۔ ان جوابات کے بعد ہرقل نے کہا مجھے یقین ہوگیا وہ سچا نبی ہے یہی باتین انبیا کے نشان ہین	۱۱۔ اللہ کی بندگی کرو ذرہ بھی شرک نکرو مشرکونکی تقلید مت کرو اور حکم کرتا ہے نماز پڑھنے سچ بولنے اور گناہو سے بچنے اور صلہ رحمی کا

جب مکے کے رؤسا نے جمع ہوکر آپکے مربّی چچا ابوطالب سے کہا کہ وہ محمدؐ صاحب کو نئے دین کی وعظ سے روکے۔ یا اوسکی حفاظت سے دست کش ہو۔

ابوطالب نے بھی قومی غیظ وغضب کو پسند نہ کیا۔ اور چاہا کہ محمدؐ صاحب توحید کے وعظ سے رک جاوین۔ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جواب دیا۔ کہ اے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے اور ماہتاب کو بائین لائین اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہین۔ تو یقیناً یقیناً مین باز نہ رہونگا۔ جب تک دین الٰہی ظاہر نہو۔ یا مین ہلاک نہو جاؤن۔

ایک بار اہل مکہ نے جمع ہوکر کہا اگر تجھے دولت کی خواہش ہے تو ہم مال جمع کر دیتے ہین۔ اگر ریاست کا خیال ہے تو ہم تجھے رئیس بنانے کو طیار ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو آپ نے سورہ حٰمٓ تنزیل سنائی جسمین لکھا تھا۔

قُلْ[۱] اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ۔

اور یہ بھی فرمایا۔

مَا[۲] اَطْلُبُ اَمْوَالَكُمْ وَلَا الشَّرَفَ فِيْكُمْ وَلَا الْمُلْكَ عَلَيْكُمْ۔

اور قرآن مین بار بار فرمایا۔

مَا[۳] سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ۔ سورۂ سبا۔ سیپارہ ۲۲۔

بنو صعصعہ کے قبیلے سے ایک شخص نے مکے مین جب آپکو سخت تکالیف لاحق تھے۔

سلہ[۱] تو کہ مین بھی آدمی ہون جیسے تم حکم آتا ہے مجکو کہ تمہر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اوسکی طرف۔ اور اوس سے گناہ بخشواؤ۔ اور خرابی ہے شرک والون کی ۱۲

سلہ[۲] مین تمھارے مال نہین مانگتا۔ تمہیر بزرگی نہین چاہتا۔ تمہر بادشاہ ہونا مجھے مطلوب نہین ۱۲

سلہ[۳] جو مین نے تم سے مانگا کچھ نیگ سو تمھین کو پہونچے۔ میرا نیگ ہے اوسی اللہ پر ۱۲

کہا- اگر ہم تیرے معین و مددگار ہون تو اپنے پیچھے ہمکو جانشین بنائیگا-

تو آپنے فرمایا-

الْاَمْرُ اِلَی اللّٰہِ حَیْثُ یَشَاءُ[1]- ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۲۸

اسپر وہ آدمی بگڑا- مگر آپنے کچھہ پرواہ نہ کی-

مسیلمہ یمامہ کا رہنے والا- جسکو اکثر اسلامی کتابون مین مسیلمہ کذاب کہتے ہین- اور کذاب اسلیے کہ وہ بھی مدعی نبوت ہوا- مگر وہ ابوبکرؓ کے زمانے مین قتل کیا گیا-

اور توریت اور نبیون کی کتابون مین لکھا تھا کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائیگا- یہ شخص بہت سے آدمی مدینے مین لیکر آیا (لاکھہ سے زیادہ لوگ اسکے مطیع تھے) اور کہا اگر محمد صاحب مجھے اپنا جانشین بناوے تو مین اوسکا حامی ہوجاتا ہون- پر آپکو کسی کی اعانت سے کیا کام تھا- یہی آپنے جواب دیا- اور آپکے ہاتھہ مین اوسوقت کھجور کی شاخ تھی-

لَوْ سَأَلْتَنِیْ ھٰذِہِ (قِطْعَۃَ جَرِیْدٍ) الْقِطْعَۃَ مَا اَعْطَیْتُکَھَا وَلَنْ تَعْدُ وَاَمْرَ اللّٰہِ فِیْکَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَیَعْقِرَنَّکَ اللّٰہُ[2]- بخاری نصف اول جلد ۲ صفحہ ۲۲۸-

غرض آپکی تمام اس کارروائی سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکو اپنی راستی پر خدا کی امداد پر پورا بھروسا تھا- اور کچھہ بھی دنیوی لگاؤ نہ تھا-

انس آپکا خادم کہتا ہے- مین نے دس برس آپکی آخر ایام وفات تک خدمت کی مجھے کبھی آپنے کامون مین نفرمایا کہ تو نے یہ کام کیون کیا- یا کیون نہ کیا- اگر بی بی صاحبان مین سے کوئی بی بی مجھپر کسی ایسے کام پر جو مجھسے بگڑ جاتا خفا ہوتین تو آپ فرماتے-

---

[1] یہ بات خدا کی طرف سے ہے جہان چاہے ۱۲

[2] اگر تو مجھسے کھجور کی شاخ مانگے تو مین تجھے نہ دون تو نہ بڑھ نکلیگا خدا کے حکم سے جو تیرے حق مین ہو چکا- اور اگر تو ہٹا ئے اور منہ پھیرلے تو ضرور خدا تیری کچین کاٹے گا ۱۲-

فَعَلَ مَا قُدِّرَ[1]۔

اور اپنی تعظیم اور تکریم کی نسبت فرماتے ہین۔

لَا تَقُوْمُوْا کَمَا یَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ[2]۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ آپ بیمار تھے۔ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے۔ بیٹھ گئے صحابہ جو پیچھے نماز کو کھڑے تھے اونھین اشارہ کیا تم سب بیٹھ جاؤ۔ ایسا نہو یہ بات میری خاص تعظیم خیال کی جاوے۔

شرک کی گرفتار قومین نئی نئی توحید مین داخل ہوئین۔ ایک نے آکر کہا۔ شاہان فارس اور روم کو اونکی رعایا سجدہ کرتی ہے۔ کیا ہم آپکو سجدہ نکرین۔ آپنے فرمایا سجدہ صرف اللہ تعالےٰ کو کرو۔ کسی دوسرے کو سجدہ نکرو۔

وہی قومین جنکے رگ و ریشے مین شرک رچا ہوا تھا۔ اور جو ما فوق الفطرت طاقتین مقربان بارگاہ حق کی ذات مین یقین کرتی تھین اونکو بار بار سنایا۔

قُلْ[3] لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ۔ سورۃ الانعام۔ سیپارہ ۷۔ رکوع ۱۱۔

قُلْ[4] لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ۔ سورۃ انعام۔ سیپارہ ۷۔ رکوع ۱۳۔

وَعِنْدَهٗ[5] مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ۔ سورۃ انعام۔ سیپارہ ۷۔

---

[1] وہی ہوا جو مقدر مین تھا ۱۲

[2] ایسے مت کھڑے رہو جیسے اور قومون مین رواج ہے ۱۲

[3] تو کہہ مین نہین کہتا تجسے کہ مجھ پاس ہین خزانے اللہ کے نہ مین جانون غیب کی بات اور نہ مین کہون تجسے کہ مین فرشتہ ہون ۱۲

[4] تو کہہ اگر میرے پاس ہو جسکی شتابی کرتے ہو تو فیصل ہو چکے کام میرے تمہارے بیچ اور اللہ کو خوب معلوم ہین بے انصاف ۱۲

[5] اور اوسی کے پاس کنجیان ہین غیب کی نہین جانتا اونکو کوئی اوسکے سوا ۱۲

ایک شخص نے اتنا ہی کہا - مَا شَاءَ اللّٰهُ وَ شِئْتَ - تو آپ گھبرائے اور فرمایا -
اَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا - کیا تو نے مجھے خدا کا شریک ٹھہرایا - شرک گے گرفتار توحید مین
آتے ہین - خدائی بپتسما پاتے ہین - صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (رنگنا اللہ کا اور کون اچھا ہے اللہ سے رنگ مین)
مین رنگین ہوتے ہین - ایسا ہنو اپنے ہادی کو نافع وضار سمجھتے ہین ان کو حکم ہوتا ہے -
وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ[۱] لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا - وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ
كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا - قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا - قُلْ اِنِّيْ
لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا - قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ - وَّلَنْ اَجِدَ
مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا - سورۂ جن - سیپارہ ۱۹ - رکوع - ۱۱ -
جنے آکر نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰهِ اِلَيْكَ (سفارش چاہتے ہین اللہ کو تیری طرف ۱۲) کہا اوسپر غضب تاری ہوا -
موجود زمانہ یون گذرا - حالت مرض موت مین آگے کی طیاری ہوتی ہے - اسمین دیکھو
توحید ہی کی طرف کیا توجہ ہے -
لَعَنَ[۳] اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ - وَلَا تُطْرُوْنِيْ
كَمَا اَطْرَتِ النَّصٰرٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ -
صحابہ نے توحید کا ایسا خیال رکھا کہ آپکی قبر کو بالکل بند کر دیا - تا کہ نظر بھی نہ آئے
اور سجدہ گاہ نہ بنے -

---

۱ اور یہ کہ سجدے کے ہاتھ پاؤن حق اللہ کا ہے سومت پکارو اللہ کے ساتھ کسیکو - اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اوسکو پکارتا لوگ کرنے لگتے ہین اوسپر ٹھٹھا تو کہہ مین تو یہی پکارتا ہون اپنے رب کو اور شریک نہین کرتا اوسکا کسی کو - تو کہہ میرے ہاتھ مین نہین تمہارا برا - اور نہ راہ پر لانا - تو کہہ مجکو نہ بچاویگا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤنگا اوسکے سوا کہین سرک رہنے کو جگہ ۱۲

۲ اور حدیث مین آیا ہے جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا - میرے لیے زمین مسجد بنائی گئی - پس مساجد کے معنی زمینین ہین ۱۲ منہ سلمہ

۳ یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو اونھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین بنایا - میری بڑائی ایسی نہ کیجیو جیسے نصاریٰ نے مسیح بن مریم کی کی ۱۲ -

ذاتی منافع کا حال سنو۔

اپنے اور اپنی تمام قوم بنو ہاشم پر صدقات کو حرام کر دیا۔ مرنے کے ایام میں اتنا پاس نہیں کہ آخر عمر میں بقدر ایام مرض آرام سے کھاتے پیتے۔ اُن دنون کے لحاظ سے ضروری اور نہایت ضروری سامان حسب ذرہ ہوتی ہے۔ وہ بھی چند آثار جو کے دانے کے عوض میں ایک یہودی کے پاس رہن تھی۔ ایک صاع غلہ (آٹھ سیر کے قریب) گھر مین رات کو نہ رہتا حالانکہ آپکی نو بیبیان تھین۔ کھلی اور سادہ چٹائی پر بستر اتھا کھجور اور پانی پر بسر اوقات تھی۔ باہمہ کثرت عیال اور کنبے کے۔ باوجود اتنی فتوحات کے۔ باوجود اسقدر شاگرد و چیلے کے۔ بیبیون کے واسطے قرآن مین حکم ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا۔ سورۂ احزاب۔ سیپارہ ۲۱۔

اگر تعظیم کا خیال ہو تو [illegible] کیجئے صاحب فرماتے ہین۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ ... لَو يُقِيمُوا۔

یورپین کی شہادت محمد صاحب کی نسبت

واشنگٹن ارونگ اپنی انگریزی کتاب موسومہ لائف آف محمد کے صفحہ ۴۹ مین لکھتے ہین کہ اوسکے اوائل زمانہ سے وسط حیات تک کے حالات سے تو ہمین کچھ نہین معلوم ہوتا کہ اونکو ایسے ناراست اور عجیب افترا سے جیسا اونپر الزام لگایا گیا ہے کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔ کیا حصول مال [illegible]۔ خدیجہ کے ازدواج سے تو فی الحال وہ صاحب ثروت ہو چکے تھے۔ اور اپنی وحی [illegible] کے اظہار سے تو سالہا سال پیشتر اونھون نے

[illegible] تو اے پیغمبر اپنی ازواج سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمکو اور رخصت کر دون بھلی طرح سے ۱۲

[illegible] کا طریقہ [illegible] آپ دیکھئے تو کھڑے ہونے ۱۲

صاف کہدیا تھا کہ مجھے اپنے سرمایے کے اضافے کی خواہش نہین - توکیا حصول
جاہ مراد تھی - حالانکہ وہ پہلے ہی اپنے وطن مین عقل اور امانت مین رفیع المرتبہ اور
قریش کے عالیشان قبیلے اور اوسکے سرفراز و ممتاز شعبے مین سے تھے - توکیا حصول
منصب مطلوب تھا - مگر کئی پشتون سے تو تولیت کعبہ اور امارت حرم خاص اونھین کے
قبیلے مین تھی - اور اونکو اپنی وقعت و حالات سے اور بھی عالی مرتبہ ہونے کا یقین تھا
لیکن جس دین مین اونھون نے نشو و نما کی تھی اوسی کے استیصال کرنے مین تو اونھون
نے ان سب منافع کی بیخ کنی کردی - حالانکہ اسی مذہب پر تو اونکے قبیلے کی جاہ و
عزت کا دار و مدار تھا - اسکی بیخ کنی کرنے سے ضرور ہوا کہ اونکے اقربا کی عداوت اور
اہل شہر کے غیظ و غضب اور تمامی اہل ممالک عابدین کعبہ کی دشمنی و عناد پیدا ہوگیا -
انکی تمشیت خدمات نبوت مین کوئی شی ایسی روشن اور صریح نہ تھی جو انکے ان مصائب
کی اجر جزیل ہوتی - اور جسکی طمع کے دھوکے مین پڑتے - بلکہ برخلاف اسکے اسکی
ابتدا تو اشتباہ و اختفا مین ہوئی - برسون تک تو اوسمین کوئی معتدبہ کامیابی نہوئی
جیسے جیسے اونھون نے اپنی تعلیمات کا اظہار اور وحیون کو آشکار کیا - ویسے ہی او
اوسیقدر لوگون نے اونسے ہنسی اور ٹھٹھا اور برا کہنا شروع کیا - اور آخر کو بری بری
طرح سے اذیتین دین جس سے اونکی اور اونکے رفقا کی ریاستین برباد ہوگئین
اور چند اونکے اقربا اور اصحاب غیر ملک مین پناہ لینے پر مجبور ہوئے - اور اونھین خود
بھی اپنے شہر مین چھپے رہنا پڑا - اور بالآخر گھر ڈھونڈھنے کے لیے ہجرت کرنی پڑی
پس کس غرض سے وہ برسون تک اسی تزویر کی صورت مین اصرار کرتے جس سے
اسیطرح سے اونکی سب دنیوی دولتین اونکی زندگی کے ایسے وقت مین کہ اونکو بھی

مجد دکا حاصل کرنے کا بھی زمانہ نہیں رہا تھا خاک مین ملجائین۔ انتھی کلامہٗ
راڈویل دیباچہ ترجمہ قرآن شریف کے صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین لکھتے
ہین۔ بلکہ دلیلون سے ثابت ہی کہ محمدؐ کے سب کام اس نیک نیتی کی تحریک سے ہوتے
تھے کہ اپنے ملک کے لوگون کو جہالت اور ذلت کی بت پرستی سے چھوڑاوین اور
یہ کہ نہایت مرتبے کی خواہش ونکی یہ تھی کہ سب سے بڑے امر حق یعنی توحید الٰہی کا
جو اونکی روح پر بدرجۂ غایت مستولی ہوئی تھی اشتہار کرین۔
ڈاکٹر اے اسپرنگر۔ اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ ۹۸ مین لکھتے ہین۔ محمدؐ
تیز فہم اور نہایت مرتبے کے عالی نظر تھے صاحب رائے صائب اور عالی مذاق
تھے۔ گو وہ شاعر کے نام کو ناپسند کرتے تھے مگر بہت کرکے تو شاعر تھے۔ اور قرآن کی
عبارت باہم متشابہ اور مضامین عالی اوسکے عمدہ فضائل ہین۔ اونکے خیال مین
ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اونکو نکلتے ہوئے آفتاب برستے ہوئے پانی اور اوگتی
ہوئی روئیدگی مین خداہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔ اور بجلی کی کڑک اور آواز آب
اور پرندون کے نغمے حمد الٰہی مین خداہی کی آواز سنائی دیتے تھے۔ اور سنسان
جنگلون اور پرانے شہرون کے خرابات مین خداہی کے قہر کے آثار دکھلائی دیتے تھے
گاڈفری ہنگس۔ اپالوجی مطبوعہ ۱۸۲۹ء مین لکھتا ہی۔ محمدؐ کے رویے جانچنے
مین تم کہتے ہو آپ شریر اور مکار تھے۔ ہم کہتے ہین آپ زمانے کے سقراط تھے۔ جب
ہم آپکو برائیون سے متصف سنتے ہین۔ تو آپکے رویے کی طرف نظر کرتے ہین
جو خود یقین کے قول سے ابتدائے عمر۔ اور ایام شباب مین رہا ہی۔ ہم پوچھتے ہین
اس عجیب رویے سے آپنے کیا مقصد سوچا۔ اسکا جواب یہ دیتے ہین کہ آپکا

مقصد دو خط نفسانی تھے۔ اوّل عورتون سے عشرت کرنا۔ دُوم استیعاب بلند حوصلگی
جس سے یہ غرض ہو کہ ایک شہر کے تاجر بنکر اپنے آپکو بادشاہ دنیا بنا دین۔ اس کی
طیاری کے لیے آپنے چودہ[1] برس خلق سے کنارہ کیا۔ اور اپنا طور بے عیب رکھا۔
اب ہم دریافت کرتے ہین کہ دنیا کی تاریخ مین کوئی بات اسکے مثل ور بھی پائی جاتی
ہے۔ اگر عورتون سے عشرت مقصود تھی۔ تو عجیب غریب معاملہ ہے کہ آپنے ۲۵ برس کی
عمر مین جو وقت کہ خاص جوش جوانی کا خیال کیا جاتا ہے صرف خدیجہ ہی سے نکاح کیا۔
جو آپسے پندرہ برس بڑی تھین۔ اور گو بموجب قواعد اپنے ملک کے آپ بہت سے
نکاح کر سکتے تھے۔ مگر آپ اس قاعدے سے متمتع نہوئے۔ اور تا حین حیات اوس بیوی
کے اوسی کے ساتھ ۲۴ برس مع عیال بخیر کے نباہ کیا۔ اگر محمد کا مقصد صرف بلند حوصلگی
ہی تھی۔ تو بذریعہ سازش کے کوشش کرکے اپنے آپکو محافظ کعبہ کیون نکرالیا۔ اوس
عہدے پر پہلے آپکے آبا و اجداد مامور تھے۔ اور جس شخص کے نام یہ عہدہ ہوتا تھا
وہ کل ریاست بلکہ واقع مین تمام [illegible] کا رئیس گنا جاتا تھا۔ اگر
صرف بلند حوصلگی مقصود تھی۔ تو یہ امر کہ اپنے آپکو یہودیون کا مسیح بیان کرتے
بہتر تھا بنسبت اوس طریق کے جو آپنے اختیار کیا یعنی آپکو مسیح کا پیرو ظاہر کیا۔
اسمین شک نہین کہ اگر آپ اور [illegible] اس رویہ کو اختیار کرتے۔ اور
بیت المقدس کو اپنا مسکن بناتے تو کل مخلوقات یہودی آپکے گروہ مین داخل
ہو جاتے۔ اور راہ عیسائیون مین سے بھی کم [illegible] اسقدر آتے جسقدر کہ دوسری
صورت کے اختیار کرنے مین شامل ہوئے۔ [illegible]

[1] نوٹ جو صفحہ ۲۹ پر مندرج ہو ۱۲—

نوٹ - ترپن برس کی عمر کے بعد جب شہوانی قوائے قدرت کم ہو جاتے ہین آپنے
چند بیوہ اور ایک کنواری بی بی سے شادی کی جنکی کل تعداد نو سے زیادہ نہین
حالانکہ آپکے ملک مین کوئی عیب نہ تھا اگر جوانی مین کئی بیاہ کر لیتے - اور نہ قانون قدرت
کی ممانعت تھی - مگر ان بیاہون کے بھی چند اسباب تھے -
اوّل عام عورتون کے لیے جو اسلام مین داخل ہوتی تھین معلمات کی ضرورت تھی
دوم ان ایام مین چند غریب عورتون کی پرورش - اگر بدون نکاح حضور متکفل ہوتے
تو با دری اور الزام پر کمر باندھتے -
سوم بعض ملکی مصلحتین جو ایسے ملکون اور ایسی قومون مین نکاح کرنے سے
پیدا ہوتی ہین -
جو لوگ آپکی تعلیم سے طیار ہوئے وہ کیسے نمونہ تعلیم محمدی کے تھے اور
جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کی تعلیم مین تھے وہ کیسے نمونہ تھے -
ایک نمونہ وہ ہین جنکو فرعون کی غلامی سے موسیٰ کے سبب آزادی ملی -
مصر کے آہنی تنور سے - یرمیا - ۱۱ باب - ۴ - بہت کچھ مال و اسباب لے کر
نکلے سمندر سے خشکی پر نکلے - موسیٰ کے ذریعے منّ و سلویٰ کھایا - جب موسیٰ
نے حکم دیا (حالانکہ موسیٰ بنی اسرائیل کے لیے خدا سا تھا - خروج ۷ باب - ۱ -)
تو صاف انکار کر گئے - دیکھو گنتی ۱۳ باب ۳۳ - و گنتی ۱۴ باب - ۱ - ۲ - قرآن شریف
مین بھی اسکا اشارہ ہے -
قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا -

---

ﷺ بولے اے موسیٰ وہان ایک قوم ہے زبردست اور ہم ہرگز وہان نجاوینگے جب تک وہ نہ نکل چلین وہان ۱۲

قَالُوا یٰمُوسٰی اِنَّا لَن نَّدخُلَهَا اَبَدًا مَّا دَامُوا فِیهَا۔ فَاذهَب اَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُونَ۔[1]

ایک نمونہ وہ ہین جنمین سے کسی نے تیس روپے پر اپنے راستباز اُستاذ کو پکڑوایا۔ دوسرا کلیسا کا وہ پہلا پتھر ہی جسکو آسمان کی کنجیان عطا ہوئین۔ اور وہ ملعون کہکر اپنے مخلص رب سے انکار کر گیا۔ ایک ہین۔

ہادی کے پہاڑ پر آنے مین آٹھ پہر کی دیر لگی تو بچھڑون کو اپنا معبود بنا لیا۔ دیکھو خروج۔ ۳۲۔ باب۔ ایک ہین۔

خاکسار بندے کے سر پر الوہیت کا تاج رکھا ہوا یقین کر لیا۔ اوسی کے ملعون ہونے مین اپنی نجات سمجھے۔

ادہر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کو دیکھیے۔

آپکے اتباع مین وطن سے نکالے گئے۔ اموال واسباب سے محروم ہو گئے۔ بحال مصیبت کی حالت مین پوری کمزوری کے وقت مین کہتے ہین۔

لَا نَقُولُ کَمَا قَالَ قَومُ مُوسٰی۔ اِذهَب اَنتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا۔[2]

وَلٰکِنَّا نُقَاتِلُ عَن یَمِینِكَ وَعَن شِمَالِكَ وَبَینَ یَدَیكَ وَخَلفَكَ۔ بخاری جلد۔ ۲۔ کتاب المغازی۔ مطبوعہ مطبع مصر صفحہ ۳۔

دو انصاری لڑکے جنگ بدر مین جسمین ابتدا کفار کی طرف سے ہوئی تھی عین معرکہ جنگ مین ایک صحابی سے پوچھتے ہین۔

---

[1] بولے اے موسیٰ ہم ہرگز وہان نجاوینگے جبتک وہ وہاں ہینگے سو تو جا اور تیرا رب اور دونون لڑو ہم یہان ہی بیٹھینگے ۱۲

[2] ہم نہین کہتے جیسے موسیٰ کی قوم نے کہا جا تو موسیٰ اور تیرا رب اور دونون لڑو۔ لیکن ہم تیرے داہنے اور تیرے بائین اور تیرے آگے اور تیرے پیچھے تیرے دشمنون سے لڑینگے ۱۲

يَا عَمِّ أَرِنِي أَبَا جَهْلٍ فَإِنِّي عَاهَدْتُ اللّٰهَ إِنْ رَأَيْتُهُ أَنْ أَقْتُلَهُ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ فَإِنَّهُ يَسُبُّ مُحَمَّدًا [1]۔

سُمَیہ عمار بن یاسر کی والدہ کو مکے میں ابوجہل نے سخت سخت ایذا میں دین اور اتنا ہی چاہا کہ بظاہر محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کرے۔ لیکن اوسنے اپنی جان دینا اختیار کیا اور ایک کلمہ بے ادبی کا منہ سے نہ نکالا۔ اوس عورت کی شرمگاہ مین اوس شقی نے برچھی ماری اور حلق کی راہ سے نکالی۔

ایک طرف بچھڑون کی پرستش کا نمونہ۔ جو کچھ بنی اسرائیل نے دکھایا۔ (تورات دیکھنے والے پر مخفی نہین۔)

دوسری طرف تمام عیسائیون نے مسیح جیسے خاکسار بندے کو خدامان لینے مین (جو کہ عیسائی تعلیم سے مسیح کا نمونہ دکھارہے ہین۔) اسکا مقابلہ ان چند باتون سے کرلو۔ اور پھر سوچو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے شاگردون اور موسیٰ و مسیح کے شاگردون مین کیا فرق ہے۔

آپکا جب انتقال ہوگیا۔ جسوقت نبی عرب دنیا سے خدا کے پاس جا پونہچے۔ ابوبکرؓ نے مسجد نبوی مین لکچر دیا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔

أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ [2]۔

وَقَالَ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ۔

---

[1] او چچا مجھے ابوجہل کو دکھا دو کیونکہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے اگر مین اوسکو دیکھ پاؤن تو اوسے مار ڈالونگا یا اوسکے آگے مرجاؤنگا کیونکہ وہ محمد کو گالی دیتا ہے ۱۲

[2] خبردار ہوجاؤ جو کوئی محمد کو معبود جانتا ہو وہ جان لے محمد وفات پاچکے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی پوجا کرتا ہے یقین جانے اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ ہے۔ مرتا نہین۔ اور پھر کہا بیشک تو (اے محمد) مرنے والا اور اگلے بھی مرچکے ۱۲

وَقَالَ[۱] وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

سیپارہ ۴ - رکوع ۶ - قال فنشج الناس یبکون -

آپکے جانشینون مین ابوبکرؓ ہین - ایام سلطنت و خلافت مین ہر روز آپکا اور آپکے تمام گھر کا مع عیال و اطفال کے کل دو درہم یعنی آٹھ آنے کے قریب خرچ ہے - وفات پر پرانی چادرون مین دفن کیے گئے -

اور عمرؓ فاروق ہین جنھون نے فارس اور روم و شام اور جزائر کو فتح کیا آپکے کرتے مین بیسیون پیوند تھے اور ایک چمڑے کا ٹکڑا بھی - انکے سپہ سالار ابوعبیدہ جیسے امین اور دنیا کے تارک - اور فارس کے حاکم سعد بن ابی وقاص جو شورۂ خلافت کے وقت عمرؓ کے بعد باینکہ صحاب شورے مین تھے - فقیرانہ حالت اور نہایت مسکنت سے گھر مین رہتے تھے -

آپکی تعلیم کا حال سنیے - اور کہین کہین اور مذاہب سے بھی مقابلہ دیکھیے محمد صاحب کی پہلی تعلیم - اور پہلے روز کا الہام ہے -

اسلامی تعلیم اور اوروں سے مقابلہ

اِقْرَاْ[۲] بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ سورۂ علق سیپارہ ۳۰

ان آیات مین آپکی ترقی اور کامیابی اور کمالات پر جو کچھ لفظ ربک اور خلق

---

۱ اور ابوبکرؓ نے کہا - اور محمدؐ تو ایک رسول ہے پہلے اس سے بہت رسول ہو چکے پھر کیا اگر وہ مر جاوے یا قتل کیا جاوے تو تم پھر جاؤگے اوپر اپنے پانؤن پر - اور جو کوئی پھر جاویگا اوپر اپنے پانؤن وہ نہ بگاڑیگا اللہ کا کچھ اور نزدیک ہے کہ اللہ ثواب دیگا شکر کرنے والون کو - پس لوگ بلبلا اٹھے روتے ہوئے ۱۲

۲ پڑھ اپنے رب کے نام سے جسنے بنایا - بنایا آدمی لوہو کی پھٹکی سے - پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جسنے علم سکھایا قلم سے - سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا ۱۲

الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اور رَبُّكَ الْاَكْرَمُ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ وہ عقل والے آدمی سے مخفی نہین۔ پھر یہ پیشین گوئی جیسی پوری ہوئی وہ بالکل معجزہ ہے۔

دُوسرا الہام جو آپ کو ہوا۔

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ۔ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۔ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۔ سورۂ مدثر سیپارہ ۲۹۔

اِن آیات مین انذار او کبّر نہایت غور کے قابل ہے۔ ابتدا ہی مین دشمنون کو ڈر سنانے اور عظمت الٰہی کے بتانے کا حکم ہوتا ہے۔

آپنے (صلعم) اُصول اسلام مین پہلی اصل یہ قرار دی ہے۔ شہادت اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور یہی اقرار اور اسپر یقین اور اسپر عملدرآمد آپکے تمام اصولون کی اصل ہے۔ اور اس فقرے کا مطلب یہ ہے۔ کامل یقین سے گواہی دینا تمام صفات کاملہ کا موصوف اور تمام برائیون سے پاک اور سچا اور واقعی معبود صرف ایک ہی ہے۔ جسکا نام اللہ ہے۔ اور اسکے سوا دوسرا کوئی بھی نہین۔ اسیواسطے قرآن شریف مین کلمہ اللہ کو ہر جگہ موصوف کیا ہے اور نیز کہا ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ سورۂ حمعسق۔ سیپارہ ۲۵۔ رکوع ۱۳۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ سورۂ محمد سیپارہ ۲۶۔

خدا کی عبادت ایسے طور سے کیجاوے کہ کوئی چیز خدا کے سوا دل مین۔ زبان مین۔

---

۱ اے لحاف مین لپٹے ہوئے (یہ اشارہ قبل نبوت کی حالت پر ہے) کھڑا ہو پھر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور گندگی کو چھوڑدے۔ اور نہ کر کہ احسان کرے اور بہت چاہے۔ اور اپنے رب کی راہ دیکھ ۱۲

۲ ثیاب کے معنی نفس اور دل کے بھی ہین محاورہ ہے ثیابی عن ثیابک ای قلبی عن قلبک ۱۲ منہ

۳ ویسے مانند کوئی نہین اور وہ ہے سنتا دیکھتا ۱۲

۴ سو تو جان رکھ کسی کی بندگی نہین سوائے اللہ کے ۱۲

حرکات مین - سکنات مین معبود نہ رہے - قرآن مجید فرماتا ہے -

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا - سورۂ نسا - سیپارہ - ۵ -

وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ - سورۂ لم یکن سیپارہ ۳۰ -

یہودی اور عیسائی اس اسلامی اصل کا بظاہر اقرار کرتے ہین - اور جب کتب مقدسہ خود اسلام کے مخالف نہین - کیونکہ انکے یہان بھی شرع کا بڑا اور پہلا حکم یہی ہے کہ خداوند کو جو تیرا خدا ہے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان - اپنی ساری سمجھ سے پیار کر - (متی ۲۲ باب ۳۷ - استثنا ۶ باب - ۵ -)

فائدہ - خلوص کا لفظ اور لاتشرک کا لفظ اس سارے سارے ساری کہنے سے اعلے درجے پر ہے -

انصاف کرو عیسائیون کے صرف لسانی اور کتابی اقرار کی کیا قدر کیجاوے - جب وہ اوسکے ساتھ مسیح بن مریم جیسے خاکسار بندے کے سر پر الوہیت کا تاج دھرا یقین کرتے ہین - اگر وہ کہین مسیح کوئی علیحدہ اللہ نہین - بلکہ اوسی اللہ خالق زمین و آسمان جامع صفات کاملہ - تمام نقائص سے منزہ نے جب جسم کو قبول فرمایا تو مسیح ابن اللہ کہلایا - ذاتاً وہ ایک ہی ہے - تو یہ بڑی سخت نافہمی اور غلطی ہوگی - کیون ؟ عیسائی خدا کو بے حد اور بے انت مانتے ہین - اور راوسے ہر جگہ موجود یقین کرتے ہین - جب اللہ تعالے بیحد ہر جگہ ہے تو وہ صرف محدود رحم مریم مین کیونکر سمایا - جب وہ محیط کل ہے تو جسمانی حدود نے اوسکا کیسے احاطہ کیا - اگر ابن مریم باعتبار مظہر الوہیت ہونیکے ابن اللہ اور الٰہ مجسم ہے - تو پھر کیون تمام مخلوق مظہر نہین ہوسکتی -

۱؎ اور بندگی کرو اللہ کی اور مت ملاؤ ساتھ اوسکے کسی کو ۱۲

۲؎ اور نہین حکم کیے گئے مگر یہ کہ عبادت کرین اللہ کی خالص اوسکے واسطے بندگی ایک طرف ہوکر (یا ابراہیم کی راہ پر) ۱۲ - ف

اور کیون ابن اللہ اور الٰہ مجسم مانی نہین جاتی - مسیح کھاتا پیتا لڑکپن سے تینتیس برس کی عمر تک پونہچا - جو کھانے پینے کا محتاج ہوا وہ تمام مخلوق کا محتاج ہوا - پانی - ہوا چاند - سورج - مٹی - نباتات - جمادات - سب کی ضرورت اوسے لاحق ہوئی - جب محتاج بنا تو خدا صفات کاملہ کا متصف نہ رہا - پھر عیسائی کہتے ہین یہود کے ہاتھ سے پٹا - اور اونکے ٹھٹھون مین اوڑایا گیا - آخر ایلی ایلی پکارتے جان دی -

یہ عذاب اور پھر جامع صفات کاملہ اور الوہیت کا مستحق -

عیسائیو - جب نظرون سے غائب تھا اوس نے سب کچھ بنایا - نوح کے وعظ پر کان نہ رکھنے والون پر - موسیٰ کے مخالفون پر - پانی پھیر دیا - جب مجسم ہو کر ظاہر ہوا - پٹا - مار کھائی انجیر کے پیڑ کے پاس بھوکا پونہچا - پر اوسنے پھل نہ دیا - کیا نظرون سے پوشیدہ رہنا اوسکے لیے بہتر نہ تھا - ؟ - ظاہر ہو کر کیا کیا -

بعض عیسائی شترمرغ کا طرز اختیار کر کے کہتے ہین یہ نقائص بلحاظ انسانیت ہین نہ بلحاظ الوہیت - مگر مین کہتا ہون جب ابتداءً ارحم مین رونق افروز ہوئے - جسوقت میل جسمانی کی پہلی آن تھی - اوسوقت رحم آپکو محیط تھا - یا آپ رحم کو - پھر تکو اور اوتارون کے ماننے والون پر کیا اعتراض ہی - اسکی زیادہ تفصیل بحث الوہیت مسیح مین ہی - بلکہ ہر ایک انسان ایسا دعوی کر سکتا ہی - کہ مین بھی الٰہ مجسم ہون - جب کسی نے کہا کہ کوئی قدرت دکھاؤ اور نہ دکھا سکے تو کہدیا یہ نقص بلحاظ انسانیت ہی - نہ بلحاظ الوہیت -

کفارہ

کفارے کے مسئلے پر غور کرنے سے صاف صاف عیان ہی کہ عیسائی اوس قدوس کو متصف بصفات کاملہ اور منزہ فنا سے اور قادر مطلق نہین سمجھتے حقیقت کفارہ یہ کہتے ہین تمام آدمی گنہگار ہین اول تو آدم کے گناہ سے اونکا

سرچشمہ پیدائش مکدر ہوا۔ پھر خود بھی اوسکی اولاد گناہ کا ارتکاب کرتی رہی۔ خدا کے عدل نے چاہا ان سب کو گناہ کی سزا دے۔ الاّ اوسکے رحم نے دستگیری کی۔ ابن اللہ نے جو اللہ مجسم تھا اور حقیقت مین خود خدا تھا۔ تمام ایمان والون کے گناہ اپنے سر پر لیے اور ملعون ہوگیا۔ اور ایماندار نجات پاگئے۔

غور کرو۔ اوّل آدم کے گناہ سے اولاد کو گناہگار کرنا بظاہر خدا کی قدوسیت اور عدل اور رحم کے خلاف ہی۔ اور یہی صفات کاملہ ہین۔ (یہ کلمہ خصم کے مسلمات پر ہے۔)

دوّم معلوم ہوتا ہی حضرت کو مغفرت کی کوئی تدبیر نہ سوجھی۔ اور آپکی غیر محدود طاقت نے اتنا بھی نکر دکھلایا۔ عدل کو قائم رکھکر رحم کو پورا کرتے۔ عیسائیون کے خدا نے اپنی ذات پاک کو ملعون کیا۔ اور قدوسیت سے دور پھینکا۔ جیسے گناہ سے پاک تھے ویسے ہی عیسائیون کے گناہون سے آلودہ ہوئے۔ اور پھر بھی رحم پورا نہوا۔ رحم کی صفت کا ظہور کامل طور پر نہوا۔ کیونکہ خدا کا ملعون ہونا مصلوب ہونا حسب اعتقاد نصاریٰ اسلیے تھا کہ گناہگار نجات بھی پاوے۔ اور عدل بھی قائم رہے۔

مین پوچھتا ہون عیسائیون کے سوا کل قومین جو مسیح پر ایمان نہین لائین اور تمام نسل انسانی قوم کو چھوڑ دو شیطان کی بتلاؤ اوسپر عدل ہوگا یا رحم ہوگا۔ یا دونون۔ شیطان پر اگر عدل ہی ہوگا تو رحم کہان گیا۔ پھر جہان کے لیے تو یہ تجویز کی کہ ایک گناہ کی سزا ابدی ٹھہرائی اور اپنے لیے یا اپنے بیٹے کے لیے یہ خصوصیت گھڑلی کہ تین دن سزا پاکر چھوٹ گئے۔

غرض کفارے کا مسلہ صاف ظاہر کرتا ہی کہ نہ تو خدا قدوس ہی اور نہ رحیم نہ عادل تو یہ کفارہ تمام بدکاریون اور بیباکیون کی جڑ ہی۔ اور توہمات کا سرچشمہ

پھر قربان جایئے اسلامی کفارون کے۔ کیسے عقل و فطرت کے مطابق۔ اور اونکی

صداقت پر قانون قدرت کی کیسی صاف شہادت ہے - اسلامی کفارات کیا ہین - گناہون کی سزائین - گناہون پر جرمانے - اور گناہ کے پیچھے نیکی - کیسا سچ ہے - اِنَّ الحَسَنَاتِ يُذهِبنَ السَّيِّئَاتِ - قانون قدرت مین بھی دیکھو قانون قدرت کی خلاف ورزی جب سزائین آتی ہین تو اس خلاف ورزی کے بعد قانون کی متابعت اور خلاف ورزی کے نقصان پر کچھ خرچ ہی کرنا پڑتا ہے -

عیسائی عقائد کے موافق اقرار توحید کے ساتھ اقرار تثلیث بھی نہایت ضروری ہے ایک ہی چیز کو من کل الوجوہ واحد بوحدت حقیقیہ ماننا اور پھر اوسے تین کہنا اور عقل کو تمیز کو - یا عاقل اور ممیز کو اسکا منجانب اللہ مکلف ٹھہرانا خدا کے رحم اور عدل کو باطل کرتا ہے ایک طرف عقل کو تمیز کو اس مسئلے کے فہم سے قاصر کیا - اور پھر اوسے مکلف بنایا گویا خدا نے تکلیف مالایطاق کا بوجھ اوسکے سر پر رکھا - اور یہ بات رحم اور عدل کے خلاف ہے

یہودی اللہ تعالے کو جامع صفات کاملہ یقین کرتے ہین - پر اوسکی روحانی تربیت کے لیے ایک ہی یونیورسٹی یروشلم جیسے آریہ ورت ہی کو آریہ لوگ - یقین کرتے ہین اور ایک ہی قوم کے لیے خدا کی فرزندی کو محدود کرتے ہین - اور کہتے ہین انبیا اور خدا کی طرف سے ایک ہی قوم بنی اسرائیل سے پیدا ہوئے - گویا عموم رحمت الٰہیہ کے قائل نہین - قربان جائیے قرآن شریف کے جو فرماتا ہے -

وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ - سورۂ فاطر -

سیپارہ ۲۲ - رکوع ۱۵ -

فائدہ - اسلامی عقائد مین یہ امر ضروری التسلیم ہے کہ سب انبیا و رسل پر ایمان لایا جاوے

---

[1] اور کوئی فرقہ نہین جسمین نہین ہو چکا کوئی ڈرانے والا - ۱۲

جو قومون کے تذ بیر گذرے - اور اللہ تعالے کی طرف سے نبی اور رسول ہو کر گئے -
آریہ بھی اپنے اُصول کے بیان مین اس اسلامی پہلی اصل مین اسلام کے ساتھہ ہین
اور کہتے ہین - اصل اول جو پدارتھہ (اشیا) سَت وِدیا (علم حقیقی) سے جانے جاتے
ہین ان سبکا آدی مُول (ابتدائی اصل) ایشر (خدا) ہے - اور انکی دوسری اصل مین وجود
ہے - ایشر سرب شکتیمان - دیالو سبر شکتی کرتا ہے - اور بے ریب یہ کاملہ صفات ہین - اور
اوسکی ذات پاک کو نقائص سے منزّہ بھی کہتے ہین -
اَجنما (لم یلد ولم یولد) اَجر (حی) اَمر (قیوم) اَنوپم (لیس کمثلہ) اور اسے
اُپاسنا یوگ (معبود) بھی بتاتے ہین پر ساتھہ اسکے وہ اعتقاد کرتے ہین -
۱- تمام ارواح مع اپنے خواص کے خدا کی مخلوق نہین - اوسکی بنائی ہوئی نہین -
۲- تمام ذرات عالم مع اپنے خواص عجیبہ کے خدا کے پیدا کیے ہوئے نہین -
۳- ہمیشہ کی نجات کا حصول ممکن نہین - ابدی آرام انسانی مخلوق کو کبھی نہوگا -
۴- ویدہی ہان صرف ویدہی دنیا مین خدا کی طرف سے آریہ کے لیے خدا نے الہام
فرمایا - مین کہتا ہون ذراتِ عالم جنھین پرمانو کہتے ہین اور ارواح اور اونکے خواص
(ودیا) علم سے معلوم ہوئے حسب اصل اور اعتقاد اول چاہیے تھا انکا خالق اور آدی مول
ایشر ہوتا - پر آریہ کہتے ہین ذراتِ عالم اور ارواح خدا کی مخلوقیت سے علحدہ ہین وہ
تو خود بخود ہمیشہ سے ہین - بلکہ اگر وہ نہوتے تو خدا اپنی کوئی صفت کاملہ نہ دکھا سکتا -
اتفاقات سے خود بخود اوسے اسباب مل گیا - تو اوسکے صفات نے ترکیب کر دکھلائی -
دیالو - کرپالو - زبان سے کہتے ہین - پر عدل کے سامنے اوسکے رحم اور کرم کا خیال ہی

سلہ خدا قادر مطلق رحیم خالق ۱۲ سلہ پرمانو اجزاے لایتجزی ۱۲ منہ سلہ رحیم کریم ۱۲ منہ -

کہ بے سزا دیے کسی کو نہین چھوڑتا۔ حالانکہ نیاکاری کا لفظ جسکی معنی عادل کے ہین۔
جہانتک مین نے پوچھا وید مین نہین۔ مگر قرآن کہتا ہے اور مسلمانون کا اعتقاد ہے
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا سورۂ فرقان سیپارہ ۱۸۔[1]
يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي۔ سورۂ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵۔[2]
أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ۔ سورۂ اعراف سیپارہ ۸۔ رکوع ۱۴۔[3]
قرآن اور اسلام تمام اشیا پر خدا کو محیط کہتا ہے۔
وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا۔ سورۂ نسا سیپارہ ۵۔[4]
آریہ کی طرح نہین کہتا ذرات عالم اور اونکے خواص۔ اور ارواح اور اونکے خواص احاطۂ قدرت خداوندی اور اوسکے خلق کے احاطے سے باہر ہین۔
جہان تک مین نے آریہ سے مادہ عالم کے غیر مخلوق ہونے کے دلائل سُنے اونکا سر دفتر یہی دلیل ہے۔ علت مادے کے سوا فاعل کچھہ نہین کرسکتا۔
پس اگر پرمانو اوسکی مخلوق ہین تو اوسنے اونکو کس مادے سے بنایا۔
مین کہتا ہون یہ دلیل تب چل سکتی ہے جب خدائی طاقت (ایشر کی شکتی) مخلوق کی سی شکتی ہوتی۔ ہم تم بدون مادہ کچھہ نہین بناسکتے۔ اسلیے ہم کہدین خدا بھی بدون مادہ کچھہ نہین بناسکتا۔ حالانکہ اپنے اصول کے بیان مین آریہ نے اوسے انُوپم کہا جسکے معنی لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ کے ہین۔

---

[1] اور نہین کوئی اوسکا ساجھی راج مین اور بنائی ہر چیز اور ٹھیک کیا اوسکو ماپ کر ۱۲
[2] اور تجھسے پوچھتے ہین روح کو تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے ۱۲
[3] سُن لو اوسیکا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا ۱۲
[4] اور اللہ کے ڈھب مین ہے سب چیز ۱۲

لطیفہ - دیانند نے ستیارتھ اور وید بھومکا مین لکھا ہی - اگر کوئی سوال کرے پر میشر کے تو زبان نہین - قلم اور دوات اور ہاتھ نہین رکھتا تھا اوسنے وید کسطرح بنائی اور کیسے سنائی - تو اسکا جواب یہ ہی - کہ وہ قادر مطلق ہی اوسکو اسباب کی ضرورت نہین وہ سب کچھ بدون اسباب کے کرسکتا ہی - ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷ - سنہ ۱۸۸۵ء

پھر یہ جواب مادہ عالم مین بھول گیا -

آریہ یہی کہتے ہین ذرات عالم سے پہلے کیا بیکار تھا - اگر بیکار تھا تو معطل ہوا - اگر باکار تھا تو کیا کرتا تھا - ہم کہتے ہین وہ ہمیشہ سے خالق اور ہمیشہ سے متکلم ہے - جیسے ہمیشہ سے ذرات عالم تمھارے نزدیک اوسکے ماتحت رہے ویسے ہی ہمیشہ سے خالق بھی ہے پھر سوال کرتے ہین اوسنے کس زمانے مین ذرات عالم کو بنایا - پھر ہم کہتے ہین زمانہ بھی اوسیکا بنایا ہوا ہی - زمانہ کیا ہی فعل کی مقدار کا نام ہی - باری تعالے کے فعل سے ایک مقدار پیدا ہوئی - اوسی مقدار کا نام زمانہ ہوا -

مدت کی بات ہی مجھپر ایک پنڈت کول نے (یہ شخص کچھ زمانے تک مجھسے بے تعصب رہا ہی) نہایت ناعاقبت اندیشی کے ساتھ آریہ سماج کی صحبت کا خطرناک زہر اوگلا - میرا حقیقی حامی اوسکی تلافی کرے آمین - نہ میری رضامندی سے بلکہ اپنی ہی رضامندی سے - کالکا نام کسی مقام کا مباحثہ دکھایا - اوس مباحثے مین ایک طرف آریہ ہین اور دوسری طرف کوئی مسلمان مولوی - آریہ نے سوال کیا ہی - مولوی صاحب! اگر آپ روح کا حدوث ثابت کردین تو ہم آریہ کا دعوی تناسخ خود بخود باطل ہوجاتا ہی - مولوی صاحب! فرمائیے اگر ارواح قدیم نہین تو کب حادث ہوئے -

مجھے اس مباحثے کو دیکھکر تعجب آیا - اور میرا تعجب بیجا نہ تھا - مولوی نے اتنا کیون لکھا

ہم لوگ اور تمام دنیا روح کو حادث دیکھتی ہے صریح ہمارا مشاہدہ ہے زمین سے مٹی سے نباتات اوگے اونسے غلہ پیدا ہوا - اوسکو حیوانات نے کھایا - مثلاً انسان کے نر اور مادہ نے - ایک جانب منی پیدا ہوئی - منی مین کیا گیا اجزا ہین - اور اسمین کیا کیا چیزین ہین - یہ مقام اس تحقیق کا محل نہین - دوسری طرف مادہ مین مادہ کے رحم اور خصیۃ الرحم مین بھی اوسی غذا سے کسی قسم کی رطوبت پیدا ہوئی - نر اور مادہ کی روح اور جسم سے یہ دونون قسم کے حیوانی مواد نکلے - نر اور مادہ کے فطری اور طبعی اتفاق سے رحم مین منی اور چند اجزا جو مادے سے حاصل ہوئے باہم ملے - اور خاص طور پر جمع ہوئے اور اس اجتماع سے ایک اور تلیہ انسانی شخص بننا شروع ہو گیا - اس صریح مشاہدے سے واضح ہوتا ہے روح کہین نر یا مادہ کے جسم ہی مین پیدا ہوئی - اور یہ بات قریب قریب پھل دار اور پیوندی درختون مین مشاہدہ ہوتی ہے -

اس صریح مشاہدے سے تو روح کا حدوث ثابت ہوتا ہے - آریہ صاحبان قدم روح کی دلیل آپ بتائیے - یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے - نباتی اجزا حیوانی جسم مین کچھ ایسا عجیب تغیر پاتے ہین - کہ انکا ایک حصہ اس حیوان غذا کھانے والے کے جسم کے مشابہ ہو جاتا ہے - اور کچھ حصہ بول و براز وغیرہ فضول ہو کر الگ ہو جاتا ہے - غرض نباتی اجزا حیوان مین ہو کر حیوانی اجزا بنجاتے ہین -

ناظرین یہ مقام اس بحث کے واسطے اجنبی ہے - آپ میری اس تحریر کو دیکھین جسمین مین نے بہت سے احادیث صحیحہ اور آیات صریحۂ قرآنیہ کا اس مسئلے مین بسط سے ذکر کیا ہے - اور بتایا ہے کہ اعتقاد وجود روح بعد الجسد کے معارض کوئی نص صریح قطعی الدلالۃ نہین - اس بحث کو ابن قیم نے بھی کتاب الروح مین لکھا ہے - اور وہ خلق روح بعد الجسد کا قائل

ہوا ہے - اور آیت -

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى - شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ - سورۂ اعراف - سیپارہ ۹ -

یعنی آدمی کو اللہ تعالے نے آدمیون سے بنایا - اور آدمی مین ایسی عقل و فطرت رکھی جس سے وہ اپنے رب کا قائل و اپنے خالق کی ربوبیت کا اقرار ضرور کرتا ہے - یہ اس لیے کہ محکمۂ جزا و سزا مین ایسا نہ کہدے کہ مجھے تو خبر نہ تھی - من ظہورہم کا ترجمہ اُنسے کیا گیا اسلیے کہ لغت کی کتابون مین لکھا ہے - بین ظہرہم ای وسطہم - اور کنت بین اظہرنا - ای بیننا - اس آیت کا ذکر اسلیے کیا کہ اس آیت شریف سے کوئی روح کا قبل الجسد موجود ہونا نہ سمجھ لے -

آریہ یہ بھی کہتے ہین - نجات ہان ابدی نجات کا اُسکے گھر مین کوئی سامان نہین ارواح چندے (چاہے اسے پچاس کلپ کہین) بے دست و پا - آرام وہ انعامات الٰہیہ سے محروم رہینگی - اور یہی نجات ہے - دنیوی عیش و آرام بھی بدکاری کا نتیجہ ہے -

اوّل تو اسلیے کہ مرن اور جنم مین آنا ہی عذاب ہے - دوم لوگ بدکار بنے لوگون نے گناہ کیے تو ہمارے لیے یہ گھوڑے ہاتھی خچر اونٹ پیدا ہو گئے -

تعجب آتا ہے - یہ لوگ روح کو مستقل (مختار) مانتے ہین - اور پھر کہتے ہین روح کو نجات کبھی نصیب نہو گی - آریہ صاحبان ایک فاعل مختار کو جسے اپنے افعال مین اختیار ہے جسکا وجود تمھارے نزدیک ذاتی ہے - کوئی خدا کا دیا ہوا وجود نہین اوسکا سزا دینے والا خدا دیالو - کرپالو (رحیم و کریم) ہو سکتا ہے - جب کسی مختار نے اپنے اختیار سے کام کیا اور ایک

سلہ جب لی تیرے رب نے اولاد آدم سے اونسے اونکی اولاد اور گواہ کیا اونکو اونکی جانون پر کیا مین تمھارا رب نہین بولے کہا بیشک ہم قائل ہین - کبھی کہو قیامت کے دن ہمکو اسکی خبر نہ تھی ۱۲

دوسرے نے آکر اوس مختار کو سزا دی یہ سزا دینے والہ منصف ہو سکتا ہی۔

آریو آؤ کینے اور بغض ور عداوت سے پاک وصاف ہوکر ہماری ایذا سے باز آؤ۔ آؤ اوس سرب شکتیمان (قادر مطلق) انوپم (لیس کمثلہ شئی) دیالو (رحیم) کی عبادت کرین۔ اوسی کے آگے ہاتھ باندھین۔ اوسی کے آگے سر جھکاوین۔ اوسی کے آگے گرین۔ اوسی کی استتی (حمد) کرین۔ اوسی سے دعا مانگین جسنے نیست سے ہست بنایا۔ اپنے بکمال قدرت سے ہان قدرت ہی سے آلات اور مادے کے کام لیے۔ ارواح اور اونکے خواص ذرات عالم اور اوسکے خواص اوسی نے بنائے۔ اوس ہادی کے لیے دعا کرین جسنے ہمین یہ راہ سکھائی۔ سچے دل سے گناہ کا مرتکب قبل نزول بلا اوسکے آگے عذر کرے اپنے گناہ سے رجوع کرے۔ نیکی کیطرف متوجہ ہو۔ اوس کریم رحیم کا عدل ورحم دونون ایسے محتاج سائل کی دستگیری کو طیار ہین۔ وہ ارواح کو نجات دیگا۔ ابدی نجات بخشیگا۔ اونکو کامل عیش ور آرام مین لیجائیگا۔

اس اصل ول سلام کا (جسکا ذکر مین نے کیا ہی اور وہ شہادت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی) نہایت عمدہ ضمیمہ شہادت اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ہی۔

عمدگی کی وجہ یہ ہی۔ ہر ایک قوم کی ہدایت کو اللہ تعالیٰ نے منذر اور خدا کی نافرمانیون پر ڈر سنانے والے بھیجے۔ مگر قوم کی سابقہ بت پرستی کی عادت اپنے ہادیون کی محبت سے ایسی ملی کہ آخر ہادی ہی معبود بنائے گئے حضرت مسیح جیسا خاکسار بندہ خدا بنا یا گیا خوش اعتقادون نے بکمال جہالت کے زمانے مین معبود یقین کیا۔ اب تھوڑے ہی دنون سے علوم کے واقف ہوئے۔ مگر آبائی تقلید نے پکڑ رکھا

ایک نہایت ہی ذلیل قوم یہود سے بیٹا پر عہدہ الوہیت سے معزول ہوا۔

سری رامچندر جیسے عمدہ سپوہ اور شاہ الصد صم اوتار بنائے گئے۔ سری کرشن جیسا

ایک تیر کے صدمے نے دنیا سے جواب دیا پرمیشر سمجھے گئے۔

اگنی اور وایو اور سورج وغیرہ عنصری اشیا۔ اسلیے کہ وہ اون اگنی اور وایو اور سورج کے ہمنام تھے جنپر وید اُترے پرستش کیے گئے۔ سکھون کے گرو جو صرف آلہی عشق کے مست اور اوسی کی مدح سرائی مین سرشار تھے اب اس زمانے مین حاجت روا اور پرمیشر اور اوتار ہو گئے۔

محمد رسول اللہ پر تعلیم توحید کا خاتمہ ہی جنھون نے اپنی عبودیت کے اقرار کو توحید الٰہی کے اقرار کے ساتھہ لازمی کردیا۔ وید مین انجیل مین یہ بات ہوتی۔ اور ان لوگون کے اصولون مین ہادی کی نسبت عبودیت کا اقرار لازمی رہتا۔ تو شاید یہ قومین قوم عرب کی طرح شرک سے محفوظ رہتین۔

ایک طرف عرب کی اس خطرناک بت پرستی کو دیکھو جو قبل از اسلام تھی۔ اور ایکطرف اس تیرہ سو برس کی خالص توحید کو دیکھو پھر بتاؤ کسی قوم مین اتنی دیر تک اسطرح علی العموم توحید محفوظ رہی ہی۔ اگر نہین تو اس کلمۂ توحید کا آخری جزو بے ریب سخت معجزہ اور خرق عادت ہو گیا۔

اسلامی دوسری اصل نماز ہی۔ (نماز کی بابت مفصل بحث علٰحدہ اسی کتاب مین موجود ہی) نماز کیا ہی خدا سے دلی نیاز۔ اور یہ عبادت تمام مذاہب مین اصل عبادت ہی۔

اور کچھہ شک نہین دلی جوشون کا اثر ظاہری حرکات اور سکنات پر ضرور پڑتا ہی۔ اور ظاہر حرکات و سکنات کی تاثیر قلب پر ضرور پہونچتی ہے۔ باری تعالے ہی کے دست قدرت مین محبوس رہنے کا ثبوت اور اوسکی بارگاہ مین بکمال ادب حاضر ہونے کا بیان اگر ہمارے اعضا کرسکتے ہین تو نماز کا قیام اور نماز مین ہاتھہ باندھنا بے شک

اسلامی دوسری اصل

عمدہ نشان ہین - دلی عجز وانکسار غایت درجے کا تذلل اگر کوئی ظاہری نشان رکھتا ہے
تو حالت رکوع وسجدہ ہرگز کم نہین -

اسلامی نماز مین جو کلمات ہین اونمین صرف باری تعالی کا معبود ہونا اور اوسکی
رحمت عامہ اور خاصہ اور سزا اور جزا کا بیان ہے پھر اوسی مالک کی عبودیت کا اقرار اور
اوسی کی امداد کا اعتراف ہے - پھر نمازی اپنے اور تمام لوگون کے لیے راہ راست پر چلنے
کی دعا مانگتا ہے - اور بارگاہ حق مین عرض کرتا ہے مجھے ایسے لوگونکی راہ دکھا جنپر تیرا فضل
ہے - اور اون بدونکی راہ سے بچا جنپر الٰہی تیرا غضب ہے یا جو لوگ راہ سے بہک گئے -
پھر تحمید الٰہی تعریف کے الفاظ ہین - پھر تمام نیک لوگون کے لیے دعا ہے - پھر واعظ
توحید ابراہیم راستباز پر (جو تمام بنی اسرائیل اور بنی اسمٰعیل کے مورث اعلی ہین اور جنکی
اولاد مین محمد صاحب بھی ہین) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا ہے - کیونکہ انکے مساعی
جمیلہ سے شرک کا بڑا استیصال ہوا - اور توحید نے عروج پایا - پھر اپنے لیے دعا ہے -

انسان کا خاصہ ہے اسکے دل پر کسی واعظ کی نصیحت کا اثر ایک ہی بار کچھ نہین پڑتا
انسان کے دل کا زنگ جو اسے محسوسات مین لگائے رکھنے سے پیدا ہو جاتا ہے ایک
دفعہ کے تذکار سے دور نہین ہوتا - قانون قدرت مین محسوسات مین زنگ زدہ اشیا
ایک دفعہ کے مصقلہ پھیرنے سے روشن اور چمکدار نہین ہوتین - سورۂ فاتحہ بھی
بڑی بڑی روحانی بیماریون کے زنگ کا مصقلہ تھی - اسی واسطے ایک نماز مین کئی بار
پڑھی جاتی ہے -

بتاؤ کون قوم ہے جو مینارون پر چڑھکر بلند آواز سے کمال دلیری اور جوش سے
اپنے معبود اور نہایت ہی بڑائی والے خدا کی عظمت اور اوسکے معبود ہونیکی شہادت دے

اور اپنے محسن ہادی کی رسالت پر شہادت دے۔ پانچ وقت مکرر الفاظ سے اللہ تعالے کی عبادت کیطرف بڑی بلند آواز سے منارے پر چڑھکر بلاوے۔ اور اپنی عبادت کی خوبی بتلاوے۔ اور پھر اپنی اس منادی کو خدا کی کمال تعظیم پر ختم کرے۔ سوچو یہی معنی کلمات اذان کے ہین۔ ہان ہادی اسلام نے قوم کو گھنٹون سیپون ناقوس و نا زنگیون بر بطون سے قوم کو معافی بخشی۔ بلکہ یون کہیے بچا لیا۔

فائدہ۔ وقت پر یاد آیا۔ یہ اسلام ہی مذہب کی خصوصیت ہے۔ کہ اپنی ہر ایک کتاب کی ابتدا مین اپنے خالق کی ستایش کرین اپنے محسن کی تعریف کرین۔ اوسکے لیے دعا مانگین۔ لکچرونکی ابتدا مین یہی حال ہے۔ (لکچر کا ترجمہ خطبہ ہے) بلکہ لکچر کی خوبی سبھی اسلامیون پر ختم ہے۔ کھڑے ہوکر لکچر دینا تو انکی ہر نماز جمعہ مین دیکھلو۔ مگر غور کے قابل یہ ہے۔ کہ عین لکچر مین جہان اور قومون کو تالی بجانے کا موقع ملتا ہے وہان اسلام مین اللہ اکبر اور سبحان اللہ موزون ہے۔ توجہ الی القبلہ کا تذکرہ بحث حج اور مفصل بحث نماز مین ہے

اسلامی تیسری اصل زکوٰۃ ہے۔

زکوٰۃ کیا ہے۔ ایک قومی اور مشتری چندہ ہے۔ جسمین سوا سے خاص مصرفون کے کسی متنفس کی خصوصیت نہین۔ زکوٰۃ اور اور صدقات کن لوگون کے لیے ہین۔ دیکھو قرآن۔

[1]إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ۔ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ

سورۂ توبہ۔ سیپارہ ۱۰۔ رکوع ۱۴۔

ہان محمد صاحب کی قوم بنو ہاشم پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے۔ [illegible]

[1] زکوٰۃ جو ہو سو حق ہے [illegible]

مشنری چندون سے کچھ لین۔ گو کیسے ہی غریب اور مسکین کیون نہون۔ منصفو ! یہ استثنا بھی قابل غور ہی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ بچے تھے۔ تو آپ نے صدقے کی کھجورون مین سے ایک کھجور اوٹھالی اور چاہا کہ مُنہ مین ڈالین۔ جناب رسالتمآب نے زور سے منع فرمایا۔ اور مُنہ سے نکلوادی۔

مقابلہ۔ یہودی شریعت کے روسے ایسے چندے خاص لاویون (قوم موسے وہارون) کا حق۔ یا مسکن کے خرچ تھے۔

ثبوت سنو۔ ہدایا مسکن کے لیے۔ سونا۔ سونے کے برتن۔ برّے۔ مینڈھے بیل۔ بخور۔ گنتی ۷ باب ۱۱۔ و ۱۸ باب ۸۔ و ۳۵ باب ۲۔ گھر کے لیے سال بسال۔ ثلث مثقال تخمینا۔ ۱۰ باب ۳۲۔ آدمی پیچھے پانچ مثقال۔ یہ فدیہ ہارون اور اوسکی اولاد کے لیے۔ گنتی ۴ باب ۴۸۔ خروج ۳۰ باب ۱۳۔ ۲۶۔ ۲ تاریخ ۲۴ باب ۶ و ۹۔

کاہنون کے حقوق۔ شانہ۔ کنپٹی۔ جھوجھہ۔ پہلا غلہ پہلی شراب۔ (یہ بھی صدقات مین ہی) پہلا تیل۔ پہلی اون۔ کیونکہ وہ برگزیدہ ہین۔ استثنا۔ ۱۸ باب ۳۔ رومن کیتھولک اور آریہ کے ایسے چندے پاپا اور برہمنون کے لیے ہین۔

مقابلہ۔ ہادی اسلام کو اسیواسطے قرآن عمدہ کہانت سے الگ کرتا ہی اور کہتا ہی۔

اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ۔ سورۃ الحاقہ سیپارہ ۲۹۔ [1]

اور ہادی اسلام علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہین۔

---

[1] یہ بات ہے ایک پیغام لانے والے سردار کی اور نہین یہ بات کسی شاعر کی تم تھوڑا یقین کرتے۔ اور نہ یہ بات کاہن کی تم تھوڑا دھیان کرتے۔

مَا سَأَلْتُكُمْ مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ - سورۂ سبا سیپارہ ۲۲-

ہادی اسلام کو مدینے مین یہودون کے اموال سے جسکا ذکر جہاد مین مین نے کیا ہے کچھ مال ہاتھ آیا وہ مسلمانون لشکریون کی فتوحات سے نہ تھا-

اس مال کی نسبت سورہ حشر سیپارہ ۲۸ مین حکم ہوتا ہے- یہ مال الٰہی ضرورت اور نبوی احتیاجون اور رشتہ دارون کے لیے اور یتیمون مسکینون مسافرون کے واسطے ہے- یہ مال مہاجرون اور انصارون- اور انسے پیچھے آنے والے لوگون کا ہے جو پہلون کے حق مین دعائین کرتے اور برا نہین بولتے- پھر خاص حصۂ نبوی کی نسبت جناب رسالتمآب فرماتے ہین- لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ-

تارک الدنیا ہادی بنی اسرائیل اور اونکے گھرانے کا خاتم حضرت مسیح زکوٰۃ کی نسبت کیا فرماتے ہین-

مال اپنے لیے آسمان پر جمع کر جہان کیڑا نہ مورچہ خراب کرے نہ چور سیندہ دے جہان مال ہے وہان دل ہے- متی ۶ باب ۲۰ و ۲۱-

ایک دولتمند نے حضور کے پاس رہنا اور خدائی بادشاہت مین داخل ہونا چاہا- اوسے حکم دیتے ہین تمام مال واسباب دے ڈال تب میرے ساتھ رہ- متی- ۱۹- باب- ۱۶- ۲۴-

وہ بیچارہ باوجود شوق داخل نہو سکا- انسانی فطری کمزوری نے روک لیا- غور کرو کیا تمام لوگونکے ایسے حوصلے ہوتے ہین جیسی مسیح کی خواہش ہے-

جو کل کی فکر آج کرے حسب تعلیم مسیح ... بنجاوے-

[1] جو مین نے تمسے مانگا کچھ نیگ سو تمھین کو پہونچے- میرا نیگ ہے اوسی اللہ پر ۱۲-

تعجب ہے اتنے بڑے دولتمند اور بادشاہ عیسائی جو ہرسون کا فکر آج کر رہے ہین کیسے
الٰہی بادشاہت مین داخل ہونگے۔ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے نکلنا آسان۔ اور
دولتمند کا خدا کی بادشاہت مین داخل ہونا محال۔ متی ۱۹ باب ۲۴۔
مسیح کی تعلیم خاص وقت اور خاص محل پر اور خاص طبائع مین مؤثر بے ریب اور
بعض طبائع کو پسند اور پیاری معلوم ہوسکتی ہے۔ مگر ہرحال اور ہر ایک کے لیے اس تعلیم کا
خدا کی طرف سے حکم ہو۔ قانون فطرت کی گواہی اور عمل درآمد سے اسکی تصدیق نہین
ہوسکتی۔ البتہ فطرت کے مطابق کہا جسنے کہا۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا[۱]۔ سورۂ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵۔ رکوع ۳۔

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ[۲]۔ سورۂ بقر سیپارہ ۲۔ رکوع ۱۱۔

صدقات کیسے مال سے دین۔ کس قدر صدقہ نہایت ضرور ہے۔ اسکے قواعد جیسے اسلام
مین مفصل موجود ہین مجھے معلوم نہین کہین اور جگہ بھی ہون۔ مسیح فرماتے ہین جو
کوئی تجھسے مانگے اوسے دے۔ کہان سے دے۔ چوری حرامکاری سے بھی۔ بری
چیز مانگے۔ محال بھی مانگے کیا تب بھی ہم دین۔ مگر قرآن فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ۖ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنفِقُونَ وَلَسْتُم بِآخِذِيهِ[۳]۔

سورۃ البقر سیپارہ ۳۔

---

[۱] اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھول اسے اوسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ۱۲

[۲] اور پوچھتے ہین تجھسے کیا خرچ کرین تو کہہ جو افزود ہو (حاجت سے) ۱۲۔

[۳] اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنی کمائی میں اور جو ہمنے نکال دیا تمکو زمین مین سے اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ نہ لو ۱۲

اسلامی چوتھی اصل

اسلامی چوتھی اصل روزہ ہی -

اس عبادت کا پتا عہد عتیق مین دیکھنا ہو تو دیکھو - مین نے اہاوا کے دریا پر منادی کی ائی که روزہ رکھین اور خدا کے آگے دکھہ کھینچین اور اوس سے دعا مانگین تو کہ اپنے اور اپنی اولاد اور مال کے لیے سیدھی راہ پاوین - عزرا ۸ باب ۲۱ -

روزے کی نسبت یسعیاہ ۵۸ باب ۳ - ۲ سموئیل ۱۲ باب ۱۶ - دانیال ۹ باب ۳ آستر ۴ باب ۱۶ - یوئیل ۲ باب ۱۲ - و ۲ باب ۱۵ - یہود پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے لوقا ۱۸ - باب ۱۲ - اور روزے کا حکم عہد جدید مین اسطرح ہی -

مسیح اور روزہ -

مسیح کے شاگرد مسیح سے کہنے لگے - ہم کیون دیو نہ نکال سکے - تو آپ فرماتے ہین اپنی بے اعتقادی کے سبب - مین تمھین سچ کہتا ہون اگر تمھین رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوتا - تو پہاڑ کو یہانسے وہان چلا سکتے - اور کوئی بات تمسے انہونی نہوتی - پر یہ جنس دعا اور روزے کے بغیر نہین نکلتی - متی ۱۷ باب ۱۹ - ۲۱ -

غور کرو عیسائیو ! مسیح کے شاگرد حسب شہادت مسیح بے اعتقاد اور بے ایمان ہین کہ نہین - یہان ذرا ہمارے ہادی کے جان نثارون کو یاد کر لو - آجتک وہ دعاؤن اور روزون کی بدولت مسیح کے قول کی تصدیق کرتے ہین -

عیسائیو ! یورپ اور ہند افریقہ اور امریکہ مین حسب آیت متی ۱۷ باب ۱۹ - کوئی تم مین سے رائی برابر بھی ایمان رکھتا ہی یا نہین - سنو - پولوس اور برنباس مسیح کے شاگرد بھی روزہ رکھتے تھے - ۱۳ باب ۲ - اعمال - مگر اونھون نے بھی انہونی کو ہوتا نہ کر دکھایا - اس عبادت کا فائدہ قرآن نے خود بیان کیا -

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ -

لکھا گیا تمپر روزہ جسطرح لکھا گیا اگلون پر تو کہ بچ رہو کئی گنتی کے دن - ۱۲

اسلامی پانچوین اصل حج ہی- حج کیا ہی- (حج اور اوسکے اعمال پر مفصل بحث
مکہ معظمہ کا ثبوت مقدسہ کتب سے علیحدہ اسی کتاب مین مندرج ہی-) اہل اسلام کے
قومی اجتماع کا ایک سفر- مسلمان بھائی محلے محلے کے آپس مین ہر روز پانچ دفعہ پانچ نمازون
مین باہم مل لیا کرین- یہ بات محلونکی مسجدونمین پانچ بار حاصل ہوجاتی ہی- اور شہر شہر کے
اہل اسلام کا باہم ملنا برسوین روز حج کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہی-

فیضان وقت مساجد کی نظافت کا اہتمام اس بات سے دریافت ہوسکتا ہی- ابتدا
اسلام مین جب اسلام اپنی اصلی حالت پر تھا ہادی اسلام اور اوسکے جانشینان باکرام
تک کے لیے مساجد مین وضو کرنے کا کوئی مکان نہوتا تھا- نہ مساجد مین طہارت خانے
اور جاے ضرور ہوتے تھے- صاف ظاہر ہوتا ہی رطوبات متعفنہ سمنیدہ وغیرہ کو مخل صحت
اور ایسے موقع اجتماع کا منافی سمجھا- ہم پچھلے لوگون کے اطوار اور کردار کے ذمہ دار نہین-
رسالتمآب کے وقت مساجد مین خوشبو جلائی جاتی تھی- اور مساجد مین یا اونکے قریب
اجتماع رطوبت کا کوئی مکان نہین ہوتا تھا- گھرون مین وضو کرکے مسجدون مین جانا جناب
رسول اللہ سے ثابت ہی- اور اوسکی فضیلت بیان کی گئی-

تمام شہر اور اوسکے حوالی مین رہنے والے مسلمانون کے اجتماع کے لیے جامع مسجد
اور جمعے کی نماز تجویز ہوئی- اور کثرت اجتماع کے لحاظ سے حکم ہوا جمعے سے پہلے نہا لینا
کپڑے بدلنا بشرط امکان خوشبو لگانا- اذان کے وقت جو خطبے (لکچر) کی ابتدا مین ہوتی
ہی جمعے کو آؤ اور ظہر کی نماز سے آدھی دو رکعت کی نماز پڑھکر اپنے اپنے کام پر چلے جاؤ
زیادہ دیر تک کے اجتماع کو جو مخل صحت تھا منع کردیا- بعد الجمعہ وعظ کی عادت ابتدای
اسلام مین نہ تھی- قصبات اور دیہات اور شہری اہل اسلام کے اجتماع کو سال مین

دوبار عید الفطر اور عید الاضحیٰ پر تجویز کیا۔ کثرت بھیڑ مین عدم صحت کا اندیشہ اسطرح مٹایا نہاؤ کپڑے بدلو۔ سخت گرمی سے پہلے ہی شہر سے باہر کھلے میدان مین زن و مرد سب جاکر جمع ہو۔ وہان دو رکعت کی نماز ہو اور اوسکے بعد ضروریات پر خطبہ (لکچر)۔

تمام بلاد اسلام کے مسلمان بھائیون کے اجتماع کے واسطے صدر مقام وہ جگہ تجویز ہوئی جہان سے ایسے عظیم الشان حکیمانہ مذہب کا نشو و نما اور ابتدا شروع ہوئی۔ الا ہر ایک مسلمان فقیر ہو یا امیر ہر سال اوسکا وہان جانا خلاف فطرت تھا۔ اور خلاف امکان۔ اسلیے حکم ہوا آسودہ لوگ استطاعت والے مسلمان وہان جاوین۔ مختلف بلاد کے حالات جاننے اور اونکے علوم و فنون کے ادھر سے اودھر۔ اودھر سے ادھر لانے مین اصحاب استطاعت ہی غالبًا عمدہ طور پر کامیابی کا ذریعہ ہوسکتے ہین۔

کمال اتحاد اور باہم پرلے درجے کی یکتائی کے واسطے اور اس لحاظ سے بھی کہ اُمرا اور روسا کے ساتھ اونکے غریب نوکر چاکر بھی ہونگے اور ضرور ہر کوئی عاشق الٰہی غریب اور مسکین مسلمان بھی وہان جا پونہچے۔ حکم دیا تمام حجاج سادہ لباس صرف دو چادرون پر اکتفا کرین۔ کسی کے سر پر عمامہ اور ٹوپی نہو۔ کوئی کرتہ نہ پہنے۔ کمال درجے کی بے تکلفی اور سادگی سے باہم ملین اور لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ کی صدا بلند کرین۔ اتنا بڑا اجتماع اس صدر مقام مین کہان ہو۔ شہر سے کئی کوس کے فاصلے پر نہایت بڑے وسیع میدان ہین۔ جہان کسی مخلوق کی تعظیم کا نام و نشان ہی نہین نہ کوئی پتھر نہ کوئی درخت نہ کوئی ندی نہ کوئی رتھ۔

حج کی بحث مفصل علحدہ لکھی ہے اوسے دیکھو وہان ہر ایک فعل حج کی نسبت کلام کیا ہے۔

لطیفہ۔ ذرا ناظرین صاحبان اس امر پر غور کرین۔ میرے اکلوتے فرزند نے صلی اللہ وسلم

(جسکی جدائی سے نہایت سخت رنج مین ہون۔ وَ آشکُو بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللہِ۔ اللّٰھم اطلب وصالہ اِن کان مع رضاک) مجھسے نماز اور زکوٰۃ اور روزے اور حج کے اسرار پر سوال کیا۔ اوسوقت مین نے اوسے جواب دیا۔ نیازمندی دو قسم ہوتی ہے۔ ایک نیازمندی خادمانہ۔ خدام کی نیازمندی اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے۔ دوسری نیازمندی عاشقانہ۔ عاشق کی محبوب کے ساتھ۔ پہلی قسم کے نیازمند کو مناسب ہے درباری لباس پہنکر بڑے ادب اور وقار سے مالک کے دربار مین حاضر ہو۔ اور تمام حکام اور مجبون کی اطاعت سے کان پر ہاتھ رکھکر اطاعت کا اقرار کرے۔ ہاتھ باندہ حکم کا منتظر رہے جھک کر تعظیم دے۔ زمین پر ماتھا رکھے حضور کے غریب نوکرون کے لیے نذر دے۔ یہی مجملاً حقیقت نماز اور زکوٰۃ ہے۔

عاشقانہ نیاز مین ضرور ہے۔ عاشق اپنے محبوب کے سامنے عشق مین بھوکھ اور پیاس بھی دیکھے۔ نہایت درجے کے اوس عزیز کو بھی جسکی نسبت لکھا ہے۔ انسان مان باپ چھوڑ کر اوس سے متحد اور ایک جسم ہوگا کچھ دیر کے لیے ترک کرے۔ اور جہان یقینی طور پر سُن لیا ہو کہ میرے محبوب کی عنایات اور توجہات کا مقام ہے وہان دوڑتا کودتا سر کے عمامے اور ٹوپی سے بے خبر پہونچے۔ پروانہ دار وہان فدا ہو۔ کمین دشمنون کی روک ٹوک کی جگہہ سُن پائے تو وہان پتھر چلاوے۔ یہی مجمل حقیقت روزے اور حج کی سمجھو۔ مولوی محمد قاسم مرحوم نے یہ صوفیانہ تقریر مفصل اپنے کسی رسالے مین لکھی ہے۔ اس جواب پر میرے عزیز فرزند نے مجھے کہا۔ آپ جب اسرار شرائع اسلام بیان کرتے ہین تو ہم پر دو اعتراض وارد ہوتے ہین۔

اوّل یہ اسرار جو آپ بیان کرتے ہین اگر واقعی اور سچے ہین تو خود خدا نے یا جناب

رسالت مآب نے یا آپکے صحابہ نے کیون بیان نہ کیے۔

دوم۔ ان اعمال کے ساتھہ اسلام نے یہ چند رکعات اور دعائین کیون لگا دین اگر صرف اجتماع قومی ہی جمعہ اور جماعت عیدین اور حج مین مقصود تھا۔

خاکسار نے اوس عزیز سے کہا۔ قانون قدرت پر نظر کرو۔ فوٹو گراف۔ لیتھو گراف ٹیلیگراف۔ چھاپہ۔ ریل اسٹیم کے اسرار عناصر مین اوسوقت سے موجود ہین جب سے عناصر کو خالق عناصر نے پیدا کیا (یہان میرا عزیز غور کرے) اللّٰہ خدا نے اوسوقت ان اسرار کو بیان فرمایا۔ نہ اوسکے اون مقربین بارگاہ نے جو اوسوقت تھے۔ انکی تشریح کی پھر کیا اوسوقت کے بیان نکرنے سے لازم آتا ہی کہ یہ اسرار موجود ہی نہ تھے۔ اور یہ منافع جو آج ظاہر ہوئے ان عناصر مین اسی زمانے مین موجود ہوگئے ہین۔ عزیز من قانون شریعت ہان اسلام بعینہ قانون الٰہی سمجھو۔ عزیز من قانون قدرت اور طبعیات مین صرف وہی اسرار اور منافع نہین جو حکماے یونان اور یورپ اور بقول آریہ سماج دانایان ہند (توبہ) آریہ ورش نے بیان کیے۔ بلکہ اور بے انتہا اسرار بھی ہین۔ اگر الٰہی قانون کے اسرار بے انتہا ہین اور صرف اسقدر نہین جو ابتک حکما نے بیان کیے ہین تو احکام اسلام کے اسرار بھی ایسے ہی سمجھو۔

معلوم نہین زمانے کی ترقی پر کیا کیا اسرار قانون قدرت اور قانون شریعت مین ظاہر ہونگے سلف اُمت اگر اسرار بیان کرتے تو کسقدر اور کیا بیان کرتے۔

لطیفہ اوسوقت جب مین یہ باتین کر رہا تھا۔ یا اسکے قریب۔ ایک ہندو یا آریہ آتشک کا مبتلا بغرض علاج میرے پاس آیا۔ بیمار کو دیکھا اوسکا وہ چمڑا جو مرد کی شرمگاہ پر ہوتا ہی۔ اور ختنے مین کاٹ دیا جاتا ہی اندر سے زخمی تھا۔ اور ممکن نہ تھا پیچھے ہٹ سکے۔ ناچار

اوس بیمار کا ختنہ کیا گیا۔ مین نے کہا سبحان اللہ آج ختنے کی ضرورت مشاہدے مین آئی اور ایک آرین کو ایک اسلامی مسئلہ بمجبوری ماننا پڑا۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے۔ (۱) صرف اجتماع قومی ہی مقصود بالذات نہین ہوتا بلکہ اسلام کا منشا ہی کہ ہر ایک فعل مین ہر ایک قول مین ہمکو ہمارا خالق اور رازق مربی یاد رہے کوئی فعل ورقول بدون شمول نام باری ورضای ایزدی نہو۔ ہر وقت فانی اشیا سے بقا کی طرف جسم سے روح کیطرف توجہ رہے۔ دیکھو پاپخانے کو جاتے ہوئے۔ ایک جسمانی نجاست پھینکنے کی جگہ جاتے ہین۔ اسلام سکھاتا ہے پاپخانے مین جاتے وقت کہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ[۱]۔

اور جب پاپخانے سے نکلے تو اسواسطے کہ ایک جسمانی دکھ سے نجات پائی اور جسم سے جسمانی نجاست دور ہوگئی۔ روحانی نجاستون کے دور ہونے کی دعا مانگے اور کہے۔

غُفْرَانَكَ۔ یعنی ہر ایک برائی پر تیری مغفرت مانگتا ہون۔

دوسری بات بجواب اعتراض دوم یہ ہے۔ کہ اگر یہ روحانی محرکات الٰہی اذکار اور الٰہی عبادتین ان اعمال کے ساتھ نہوتین تو یہ اعمال متروک ہوجاتے۔ باہمی اختلافات سے یہ انجمنین مثل اور دنیوی انجمنون کے فنا ہوجاتین۔ یا یہ اعمال صرف دنیوی منافع پر محدود رہجاتے۔ اب ان اصول خمسہ اسلام کا ثبوت قرآن سے سنو۔ قرآن کے پہلے سیپارے۔ پہلی سورت کی ابتدا مین ہے۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ[۲]۔ ابتدای قرآن۔

---

[۱] ای اللہ مین تجھسے پلیدیون اور خباثث سے پناہ مانگتا ہون ۱۲ اللھم [illegible]

[۲] اس کتاب مین کچھ شک نہین ہدایت ہی ڈرنے والونکو جو یقین کرتے مین ان دیکھے (اللہ) اور درست کرتے ہین نماز اور ہمارا دیا کچھہ خرچ کرتے ہین ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ - سورۂ بقر - سیپارہ ۲ -

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا - سورۂ آل عمران سیپارہ ۴

لطیفہ - حج کے بیان مین دینی اور دنیوی دونون قسم کے منافع کا بیان ان آیات سے نکلتا ہے - اول رکوع اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ مین لکھا ہے -

فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ - سورۂ بقر - سیپارہ ۲ -

وَأَذِّن فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ - سورۂ حج - سیپارہ ۱۷ -

فائدہ - حج مین فوائد کی تحصیل کا خیال رہے غور کرو لفظ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ پر -

انسان پیدا ہو لڑکی یا لڑکا - تمام بلاد مین علی العموم اور عرب مین بالخصوص رواج تھا لڑکیون کو مار ڈالتے تھے - اور لڑکون کی نسبت کثرت اولاد کو ناپسند کرتے تھے - ایک یونانی حکیم کا قول ہے لنگڑے لڑکے کا نونا مارے جا دین - کثرت اولاد پر اسقاط جنین اور موانع حمل ادویہ پوچھنے والے بہت سے لوگ میرے پاس آئے - انسانی قربانی کا جسے ہند مین نربلی کہتے ہین - یہود مین عام رواج تھا - عرب کے بت پرست بھی

---

۱ اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم ہوا تھا تمسے اگلون پر شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ ۱۲

۲ اور اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ ۱۲

۳ پھر کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین اور اوسکو آخرت مین کچھ حصہ نہین - اور کوئی آدمی کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین خوبی اور آخرت مین خوبی ۱۲ - اور بچا ہمکو عذاب دوزخ سے

۴ اور پکار دے لوگون مین حج کیواسطے کہ آوین تیرے پاس پیدل اور سوار دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے کہ پہنچین اپنے

اس بلاے بد مین گرفتار تھے مگر حضور نے ان امراض کا علاج ایسا کیا جسکی نظیر نہین اور یہی بات خرق عادت ہے کہ ان امراض کا نام و نشان ملک عرب مین نہ رہا۔ دیکھو قرآن ان قبیح رسوم پر کیا فرماتا ہے۔

اِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ - سورۂ تکویر سیپارہ ۳۰۔

وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا - سورۂ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ - سورۂ انعام - سیپارہ ۸ -

یتامی کی تربیت اور پرورش - اور یتیموں کے حفظ اموال و اسباب کی تاکید فرمائی

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ -

اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا - سورۂ نسا - سیپارہ ۴ -

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا - سورۂ نسا - سیپارہ ۴ -

پھر بچون کے پیدا ہونے پر کسی فضول رسم کا نام و نشان نہین - بچے کے پیدا ہونے

---

۱ ف جب بیٹے جیتے گاڑدی کو پوچھے کس گناہ پر وہ مارے گئے ۱۲-

۲ ف اور نہ مار ڈالو اپنی اولاد کو ڈر سے مفلسی کے ہم روزی دیتے ہین اونکو اور تمکو بیشک ولکا مارنا بڑی چوک ہے ۱۲

۳ ف اسیطرح بھلی دکھائی ہے بہت مشرکون کو اولاد مارنی اونکے شریکون نے کہ اونکو ہلاک کرین اور اونکا دین غلط کرین ۱۲

۴ ف اور کھڑے ہو جاؤ یتیمون کے لیے انصاف کے ساتھ ۱۲

۵ ف جو لوگ کھاتے ہین مال یتیمون کے ناحق وہ یہی کھاتے ہین اپنے پیٹ مین آگ اور اب بیٹھینگے آگ مین ۱۲

۶ ف اور دیڈالو یتیمونکو اونکے مال اور بدل نہ لو گندا ستھرے سے اور نہ کھاؤ اونکے مال اپنے مالونکے ساتھ یہ ہے بڑا وبال ۱۲

بعد کلمات اذان کا بچے کے کان مین کہدینا- اور ساتوین روز ایسے نام رکھنے کا حکم دی جسمین الٰہی عظمت اور بزرگی ہو- اور باری تعالیٰ کے جامع صفات کاملہ کا بیان ہو یا اوسکی رحمت عامہ کا تذکرہ-

أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللهِ عَبْدُ اللهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ-[1]

اور بشرط وسعت محتاجون کے لیے عمدہ غذا گوشت مہیا کردینا- قرآن نے سچ کہا ہے جو آپکے حق مین کہا-

وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ[2] - سورۂ اعراف سیپارہ ۹

توریت اور انجیل مین اول درجے کے دو ہی حکم ہین- ایک باری تعالےٰ سے پیار- دوسرا پڑوسی سے سلوک- قرآن پڑوسی کے سلوک سے آگے بڑھتا ہے- اور عیسوی تعلیم کی تکمیل کرتا ہے اور کہتا ہے-

وَاعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ[3] - سورۂ نسا سیپارہ ۵-

ناظرین! ذرا سوچو- جن لوگون کو قرآن نے پڑوسی سے مقدم کیا ہے وہ تقدیم کے قابل ہین یا نہین- قانون ازدواج مین اول تبتل کو منع فرمایا- پھر کثرت ازدواج کو جو تمام ایشیا کے مقدسون اور شرفا اور عوام مین مروج تھا-

---

[1] مومن مین بہت ہی پیارا نام اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمٰن ہو- ۱۲

[2] اور اوتارتا ہو ان سے بوجھ اونکے اور پھانسیان جو اونپر تھین- ۱۲

[3] اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اوسکے ساتھ کسی کو اور ماں باپ سے نیکی اور قرابت والے سے اور یتیمون سے اور فقیرون سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنبی سے- اور برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور ہاتھ کے مال سے

اسکو اخلاقی خوبی پر رکھکر محدود کیا۔

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ۔ سورۂ نور سیپارہ ۱۸۔[1]

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔ سورۂ نساء سیپارہ ۴۔[2]

غرض عدالت کی اخلاقی شرط لگا کر بیجا کثرت ازدواج کو روک دیا۔ گو کثرت ازدواج بلحاظ قانون قدرت حرام نہین۔ اور مین دلیری سے کہتا ہون توریت اور انجیل اور وید مین کثرت ازدواج کی نسبت صریح ممانعت کیا اتنی تحدید بھی نہین۔

بلکہ ابراہیم جو کامل اور راستباز اور تمام یہود اور نصاری اور اہل اسلام کا مورث اعلی گذرا جو کچھ کثرت ازدواج کا نمونہ دکھا گیا کتب مقدسہ کے دیکھنے والون سے مخفی نہین۔ موسیٰ نے خود بہت سی بی بیان کین اور تحدید کا کوئی قاعدہ نہ بنایا۔ داؤد جو ہمیشہ خدا کی مرضی پر چلا اسنے سو کی تعداد کو جسطرح پورا کیا وہ حاجت بیان نہین رکھتا۔ مسیح کو ابتدا ہی عروج مین دنیا سے چلنا پڑا۔ اور جسقدر سے حضور کو سر رکھنے کی جگہ نہ ملی۔ شادی کہان کرتے۔

رگوید۔ اوکا۔ ۱۷۔ سکت۔ ۱۔ ر ۱۱۲) مین بہت سی کنواریون کی اجازت صاف صاف ہوتی ہے۔

---

[1] اور بیاہ دو رانڈون کو اپنے اندر۔ اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہونگے محتاج اللہ انکو غنی کریگا ۱۲۔

[2] پس نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھوگے تو ایک ہی ۱۲۔

(عورتونسے سلوک)

یورپ مین - ہان انگلستان مین - کوئی عورت کوئی معاہدہ نہین کرسکتی - جائداد کی مالک نہین - نفقے کا دعوی کرے تو وہ دعوی مسموع نہین - شوہر کے ایام مفارقت مین جو کچھہ کمائے وہ سب کچھہ شوہر کا - زنا کی مجرم نہین - خیانت مجرمانہ مین مجرم نہین - مگر قرآن کہتا ہے -

[1] لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا - سورۂ نسا - سیپارہ ۴ -

[2] وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ - سورۂ بقر - سیپارہ ۲ -

[3] لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ - سورہ نسا سیپارہ ۵

دیکھو قرآن کیسی مساوات کرتا ہے - اور پھر اس قدرتی فوقیت کو جو مردونکو عورتون پر ہے کس لطافت سے بیان فرماتا ہے -

[4] اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ - سورۂ نساء - سیپارہ ۵ -

[5] وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ - سورۂ بقر سیپارہ ۲ -

موسی و یعقوب نے جو کامل کہلاتے ہین خسر کی خدمت کرکے اپنے نکاح کی حق الخدمت کا نفع عورت کے سوا دوسرے کو پہونچایا - پیدایش ۲۹ و ۳۱ باب - ۱ سموئیل ۱۸ و ۲۵ باب - یوشع ۱۵ باب ۲ - مگر قرآن کہتا ہے -

[6] وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً - سورۂ نساء - سیپارہ ۴ -

---

[1] حلال نہین تمکو کہ میراث مین لے لو عورتین زور سے ۱۲ -

[2] اور عورتون کا بھی حق ہے جیسا اُنپر حق ہے ۱۲ [3] مردونکو حصہ ہے اپنی کمائی سے اور عورتونکو حصہ ہے اپنی کمائی سے ۱۲

[4] مرد حاکم ہین عورتون پر ۱۲ [5] اور مردون کو اونپر درجہ ہے -

[6] اور دے دو عورتون کو مہر اونکے خوشی سے ۱۲ -

فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً۔ سورۂ نسا۔ سیپارہ ۵۔
عورت رکھنے کے فائدے اور معاشرت پر فرمایا۔
ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّھُنَّ۔ سورۂ بقر سیپارہ ۲۔
خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔ سورۂ روم۔ سیپارہ ۲۱۔
ان آیات مین عورت اور مرد کی معاشرت کی نسبت باری تعالی اپنا عندیہ ظاہر فرماتا ہے۔ اور یہ فرماکر زن و مرد کے باہمی تعلق کو دائمی کر دیا۔
مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ۔ سورۂ نسا۔ سیپارہ ۵۔
میرے خاص معترض! پادری صاحب محصنین غیر مسافحین کا کلمہ حلالہ اور متعہ کو بھی حرام کرتا ہے۔ مگر آپنے اندنون خاص خط مین حلالہ اور متعہ کے بارے مین مجھے ارقام فرمایا ہے۔ سو گذارش ہے حسب قرآن اور احادیث صحیحہ یہ دونو فعل اور دونون میعاد معینہ کے نکاح حرام ہین۔ نکاح مین تعیین مدت کا حکم کسی صریح آیت اور صحیح حدیث مین نکالدینا آپسے قیامت تک ناممکن ہے سُنیے ہادی اسلام نے فرمایا ہے۔ (حلالے کی نسبت)۔
عن علیؓ قال لعن رسول اللہ المحلل والمحلل لہٗ۔

سلہ اونکو دو اونکے حق جو مقرر ہوئے۔
سلہ وہ پوشاک ہین تمھاری اور تم پوشاک ہو اونکی ۱۲
سلہ بنادی تمکو تمھاری قسم سے جوڑی کہ چین پکڑو اونکے پاس اور کیا تمہارے بیچ پیار اور مہر ۱۲
سلہ قید مین لانے کو نہ مستی مٹانے کو ۱۲
سلہ روایت ہے علی مرتضی رضؓ سے لعنت کی رسول اللہ نے حلالہ نکالنے والے اور نکلوانے والے پر ۱۲

یہ حدیث مسند احمد مین ہے۔ ترمذی اور ابن قطان اور ابن دقیق العید اور ابن السکن نے اسکی تصحیح کی ہے۔ اور یہ حدیث علی مرتضےٰ سے امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے۔ اور حتیٰ تنکح زوجاً غیرہ مین وہ نکاح مراد ہے جسکو شرع اسلام نے جائز رکھا۔ اور شرعی نکاح پر لعنت کا حکم نہین لگ سکتا۔ معلوم ہوا حلالہ شرعی نکاح نہین۔ اور متعۃ النسا کی نسبت۔

عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعۃ النساء۔[1]

ترمذی وغیرہ نے اس حدیث کی تصحیح کی۔ اور حرمت متعۃ النسا پر محمد صاحب کے اصحاب کا یقین تھا۔ ابن عباس قدیم ملکی روایات اور عادت کے باعث چند روز مجوز رہے۔ جب اونکو شرعی حکم کی اطلاع ہوئی تجویز متعہ سے رجوع کردی۔ متعہ کی حرمت تمام حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنابلہ اور اہل حدیث اور صوفیہ مین متفق ہے۔ متعہ کی ابدی تحریم اگر دیکھنی ہو تو دیکھو مسلم اور بخاری اور ترمذی یہ بات قانون قدرت مین صاف صاف مشاہدہ کی جاتی ہے۔ مختلف اسباب سے میان بی بی مین جدائی کی نوبت پہونچتی ہے۔ اور باہمی نہایت تنفر پیدا ہو جاتا ہے۔ گو اسلام نے جدائی کی روک یہ رکھدی تھی اور فرمایا۔

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ۔[2]

اس آیت مین حکم دیا بی بی کو قبل نکاح پسند کر لو پھر نکاح کرو اور فرمایا۔

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا۔[3] سورہ نساء۔ سیپارہ ۴۔

---

[1] علی مرتضےٰ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا عورتون سے متعہ کرنا۔ ۱۲

[2] تو نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین ۱۲ ۔ الرازم بھیسنہ

[3] اور گذران کرو عورتون کے ساتھ معقول (جو لوگون مین پسند ہو) پھر اگر وہ تمکو نہ بہاوین تو شاید تمکو نہ بھاوے ایک چیز اور اللہ رکھے اوسمین

ناظرین! منصفانہ طور پر اس آیت کے معنی مین غور کرو۔ تاکید معاشرت کیواسطے قرآن مذہبی طور پر کیسے سخت اور لطیف طرز اختیار کرتا ہے۔

اس آیت مین فرمایا اگر کسی باعث سے بی بی ناپسند اور ناگوار ہو تب بھی سلوک ہی کرو۔ اس سلوک کے بدلے ہم تمکو بہت سی بھلائی دینگے۔ !!!!

اس عجیب و غریب انعام کے سننے پر بھی اگر کوئی کاربند نہو تو اور تدابیر فرمائین دیکھو

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ۔[1]

سورۂ نسا۔ سیپارہ ۵۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا[2] اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا۔ سورۂ نساء۔ سیپارہ ۵۔

وَاَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ۔[3] سورۂ احزاب۔ سیپارہ ۲۲۔

وَالصُّلْحُ خَیْرٌ۔[4] سورۂ نساء۔ سیپارہ ۵۔

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْآ اِصْلَاحًا۔[5] سورۂ بقر سیپارہ ۲

ہاں زنا کا بدفعل اگر عورت سے سرزد ہو۔ اور یہ فعل منشاے نکاح کے بالکل خلاف تھا۔ اسکے ظہور کے وقت فرمایا۔

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ۔[6] سورۂ نسا پارہ ۴

---

[1] اور جنکی بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو انکو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے مین اور مارو۔ ۱۲

[2] اور اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ دونون آپس مین ضد رکھتے ہین تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والون مین سے اور ایک منصف عورت والون مین سے۔ اگر یہ دونون چاہین گے صلح تو اللہ ملاپ دیگا اونمین ۱۲

[3] رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے ۱۲

[4] اور صلح اچھی بات ہے۔ ۱۲

[5] اور اونکے خاوند کو پہونچتا ہے پھیر لینا اونکا اگر چاہین صلح کرلین ۱۲

[6] اور نہ اونکو بند کر رکھو کہ لے لو اون سے کچھ اپنا دیا مگر جب وہ کرین بیحیائی

وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ[۱] - سورۂ طلاق - سیپارہ ۲۸ -

جب ان تدابیر باہمی معاشرت میں فتور ہوا - اور دلی روابط زن وشوے ٹوٹ گئے تو صرف جسمانی تعلق کو جو ایک جسم بلا روح تھا روحانی شارع نے پسند نفرمایا اور طلاق کی اجازت بخشی - لاکن ایک ہی طلاق کی اور تین مہینے تک باہمی مصالحے کی مہلت دی اور فرمایا -

إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ[۲] - سورۂ طلاق - سیپارہ - ۲۸ -

وَأَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ[۳] - سورۂ طلاق سیپارہ ۲۸ -

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ[۴] سورۂ طلاق - سیپارہ - ۲۸ -

وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ[۵] - سورۂ بقر - سیپارہ - ۲ -

فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ[۶] - سورۂ بقر سیپارہ ۲ -

---

ف ۱ اور مت نکالو اونکو اونکے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں مگر جو کریں صریح بیحیائی - ۱۲

ف ۲ ای نبی جب تم طلاق دو عورتونکو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر اور گنتے رہو عدت اور ڈرو اللہ سے ۱۲

ف ۳ گھر دو اونکو رہنے کو جہاں سے آپ ہو اپنے مقدور سے اور ایذا نہ پہنچاؤ اونکی یا تنگ پکڑو اونکو ۱۲

ف ۴ پھر جب پہنچیں اپنے وعدے کو تو رکھ لو اونکو دستور سے یا چھوڑ دو اونکو دستور سے ۱۲

ف ۵ اور مت بند کرو اونکے ستانے کو تا زیادتی کرو اور جو کوئی یہ کام کرے اوسنے برا کیا اپنا ۱۲

ف ۶ تو اب نہ روکو اونکو نکاح کرلیں اپنے خاوندوں سے ۱۲ -

سو جو تو صحیح نکاح مین طرفین کی رضامندی اور باہمی پسندیدگی جیسے آیت فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ اور حدیث عقبہ بن عامر سے ثابت ہی۔

اَنَّہٗ[1] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ اَتَرْضٰی اَنْ اُزَوِّجَکَ فُلَانَۃَ قَالَ نَعَمْ وَقَالَ لِلْمَرْاَۃِ اَتَرْضَیْنَ اَنْ اُزَوِّجَکِ فُلَانًا قَالَتْ نَعَمْ۔ فَزَوَّجَ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ

اور طرفین کے اولیا اور اقارب کی رضامندی جو حدیث۔

لَا نِکَاحَ[2] اِلَّا بِوَلِیٍّ وَشَاھِدَیْ عَدْلٍ۔ احمد دار قطنی بیہقی نے روایت کی ثابت ہی۔

اور پھر اگر خاوند کوئی بدسلوکی کرے۔ یا کہین بے خبر ہو کر چلا جاوے۔ یا ایسے امراض اور اسباب مین گرفتار ہو جاوے جس سے عورت کو ضرر ہو تو اوسپر فرمایا۔

وَلَا تُمْسِکُوْھُنَّ[3] ضِرَارًا۔ وَلَا تُضَارُّوْھُنَّ۔ سورۂ طلاق سیپارہ ۲۸۔ مَا جَعَلَ[4] عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ۔ سورۂ حج۔ سیپارہ ۱۷۔

جو کوئی خدا سے ڈرے شرعی احکام پر پابند ہو اور آیات متذکرۂ بالا پر عمل کرے اوسے کوئی تکلیف نہین۔

وَمَنْ[5] یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ سورۂ طلاق سیپارہ ۲۸۔

(بے موقع نہو) پادری صاحب کا ایک اور اعتراض اسوقت سامنے آگیا۔ فرماتے ہین اسلام نے (خدا کی پناہ) عورت سے خلاف وضع فطرت جائز رکھا ہی۔ پادری صاحب

---

[1] یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ آیا تو راضی ہی اسپر کہ تیرا نکاح فلان عورت کے ساتھ کرا دون اوسنے کہا ہان پھر آپنے ایک عورت سے فرمایا کہ آیا تو راضی ہی اسپر کہ تیرا نکاح فلان مرد کے ساتھ کرا دون اوسنے عرض کیا ہان پس آپنے اون دونون کا نکاح کرا دیا ۱۲

[2] یعنی بغیر دو گواہ عادل اور ولایت ولی کے نکاح صحیح کامل نہین ہوتا ۱۲

[3] اور مت بند کرو اونکو ستانے کو ۱۲ [4] اور ایذا نہ پہنچاؤ اونکو ۱۲ [5] نہین رکھی تمپر دین مین کچھ مشکل ۱۲

[6] اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سے وہ کر دیتا ہی اوسکا گذارہ ۱۲

اللہ تعالے نے قرآن مین عورت کو کھیتی کہا ہے۔ اور خلاف وضع فطرت مین عورت کھیتی نہین رہتی۔ دیکھو۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ۔ سورۂ بقر سیپارہ ۲۔

باہمی معاملات مین راستی اور سچائی

(۱) وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ۔ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ۔

(۲) أَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ۔ سورۂ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵

(۱) أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا۔ سورۂ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵۔

(۳) وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدتُّمْ وَلَا تَنقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا سورۂ نحل پارہ ۱۴

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ سورۂ انفال پارہ ۹

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔ سورۂ نساء سیپارہ ۵۔

(۲) وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم سورۂ انعام۔ سیپارہ ۸۔

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ۔ سورۂ نساء۔ سیپارہ ۵۔

سے ۱ عورتین تمھاری کھیتی ہین تمھاری سو جاؤ اپنی کھیتی مین ۱۲

سے ۲ خرابی ہے گھٹانیوالونکی وہ کہ جب ناپ لین لوگونسے پورا بھر لین اور جب ناپ دین اونکو یا تول دین تو گھٹا کر دین ۱۲۔

سے ۳ پورا بھر دو ناپ جب ناپ دینے لگو اور تولو سیدھی ترازو سے ۱۲

سے ۴ اور پورا کرو قرار کو بیشک قرار کی پوچھ ہے ۱۲ سے ۵ اور پورا کرو قرار اللہ کا جب آپس مین قرار دو اور نہ توڑو قسمین پکی کیے پیچھے ۱۲

سے ۶ اے ایمان والو چوری نکرو اللہ سے اور رسول سے یا چوری کرو آپس کی امانتون مین ۱۲۔

سے ۷ اللہ تمکو فرماتا ہے کہ پہنچاؤ امانتین امانت والون کو ۱۲۔

سے ۸ اور جب بات کہو تو حق کی کہو اگرچہ وہ ہو اپنے ناتے والا اور اللہ کا قول پورا کرو یہ تمکو کہدیا ہے ۱۲۔

سے ۹ اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر گواہی دو اللہ کیطرف اگرچہ نقصان ہو اپنا یا مان باپ کا یا قرابت والون کا ۱۲۔

(٢) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰامِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى[١] - سورۂ مائدہ سیپارہ ٦

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ[٢] - سورۂ مائدہ سیپارہ ٦ -

وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ[٣] - سورۂ مائدہ سیپارہ ٧ -

باہمی محبت

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ[٤] - سورۂ حجرات - سیپارہ ٢٦ -

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ - وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ - وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[٥] -

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ[٦] - سورۂ حجرات سیپارہ ٢٦ رکوع ١٤

سـ١ـ ای ایمان والو کہڑے ہوجایا کرو اللہ کے واسطے گواہی دینے کو انصاف کی اور ایک قوم کی دشمنی کے باعث عدل نہ چھوڑو - عدل کرو یہی بات لگتی ہے تقوے سے ١٢

سـ٢ـ اے ایمان والو پورا کرو اقرار - ١٢

سـ٣ـ اور نگاہ رکھو قسمین اپنی ١٢ -

سـ٤ـ مسلمان جو ہین سو بہائی ہین - سو ملا دو اپنے دو بہائیون کو اور ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم پر رحم ہو - ١٢

سـ٥ـ ای ایمان والو ٹھٹھا نکرین ایک لوگ دوسرون سے شاید وہ بہتر ہون اونسے اور نہ عورتین دوسری عورتون سے شاید وہ بہتر ہون اونسے اور عیب نہ دو ایک دوسرے کو اور نہ نام ڈالو چڑہ ایک دوسرے کی برا نام ہے گنہگاری پیچہے ایمان کے اور جو کوئی توبہ نکرے تو وہی ہین بے انصاف ١٢ -

سـ٦ـ ای ایمان والو بچتے رہو بہت تہمتین کرنے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسیکا اور برا نکہو پیٹھ پیچھے ایکدوسرے کو بھلا خوش لگتا ہے تم مین کسیکو کہ کھاوے گوشت اپنے بہائی کا جو مردہ ہو سو گھن آتی ہے تمکو اوس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ - سورۃ حجرات - سیپارہ ۲۶ -

اور حدیث مین آیا ہی لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ اور قرآن کریم نے مخالف قومون سے سلوک کی بابت فرمایا -

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ - سورۂ سجدہ - سیپارہ ۲۴ - رکوع ۱۸ -

وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ - سورۂ رعد سیپارہ ۱۳

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ - سورۂ قصص سیپارہ ۲۰

جو لوگ اسلام کے سخت مخالف ہین اور اسلام کے مسائل سے اونکو انکار ہی - اگر وہ حملہ آور ہون اور اسلام کے استیصال پر کمر باندھین - تو اسلام جو خالق فطرت کا کلام ہی علی العموم لوگونکو کمزور مسیح کی تعلیم پر عملدرامد کرنے کی اور طاقت سے باہر تکلیف نہین دیتا - ہر ایک منصف اپنے دل مین سوچ لے ایک گال پر طمانچہ کھاکر دوسرے گال کو سامنے رکھنا - جو ایک میل بیگار پر لیجاوے اوسکے ساتھہ دو میل چلے جانا عام لوگون سے دلی محبت کے ساتھہ ہوسکتا ہی - اگر نہین ہوسکتا - تو عالمگیر مذہب مین ایسا کلام بے فائدہ ہوگا اسیواسطے اسلام

ل اے آدمیو ہمنے تمکو بنایا ایک نر اور مادہ اور کردین تم مین ذاتین اور قبیلے تا کہ پہچان لو بیشک بزرگ تم مین سے اللہ کے نزدیک بڑے ادب والا ہی بیشک اللہ جاننے والا ہی خبردار ۱۲

ل اور برابر نہین ہوتی نیکی اور نہ بدی جواب مین تو کہہ اوس سے بہتر پھر جو تو دیکھے تو جسمین تجھمین دشمنی تھی جیسے دوستدار ہو ناتے والا اور یہ بات ملتی ہی اونھین کو جو سہار رکھتے ہین اور یہ بات ملتی ہی اوسکو جسکی بڑی قسمت ہی ۱۲

ل اور کرتے ہین برائی کے مقابل بھلائی اون لوگون کو ہی پچھلا گھر ۱۲

ل وہ لوگ پاوینگے اپنا حق دوہرا اسپر کہ ٹھیرے رہے اور بھلائی دیتے ہین برائی کے جواب مین ۱۲

فطری قوی یعنی انتقامی طاقتوں کو مدنظر رکھکر غور کرو کس لطافت کے ساتھ اخلاقی شریعت کی تکمیل کرتا ہے۔

(۱) جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ سورۂ شوریٰ سیپارہ ۲۵ رکوع ۴۔

(۲) وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ۔ سورۂ نحل سیپارہ ۱۴ رکوع ۲۴

(۳) وَقَاتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ

سورۂ بقر سیپارہ ۲۔ رکوع ۸۔

(۴) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ سورۂ فتح سیپارہ ۲۶۔

علی العموم منکرین اسلام سے جنگ جائز نہیں غور کرو آیات سابقہ پر۔

(۵) لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ سورۂ ممتحنہ سیپارہ ۲۸ رکوع ۷۔

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ۔ سورۂ زخرف سیپارہ ۲۵۔
(پھر عفو کرو انسے اور کہو سلام ۱۲)

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ سورۂ مائدہ۔ سیپارہ ۶۔

وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ۔ سورۂ نور سیپارہ ۱۸۔

---

(۱) اور برائی کا بدلہ برائی ویسی ہی۔ پھر جو کوئی معاف کرے اور سنوارے سو اوسکا ثواب ہے اللہ کے ذمے ۱۲

(۲) اور اگر بدلا لو تم پس لالو برابر اوس چیز کے کہ ایذا دیے گئے ہو تم ساتھ اوسکے اور البتہ اگر صبر کرو تم البتہ وہ بہتر ہے واسطے صبر کرنے والوں کے ۱۲

(۳) اور لڑو خدا کی راہ میں اونسے جو لڑیں تمسے اور ہرگز زیادتی مت کرو بیشک اللہ پسند نہیں کرتا زیادتی کرنے والوں کو ۱۲

(۴) محمد اللہ کا رسول اور اوسکے ساتھ والے خاص منکروں پر سخت اور آپس میں نرم دل اور رحیم ہیں ۱۲

(۵) نہیں منع کرتا تمکو اللہ اون لوگوں سے کہ نہیں لڑے تمسے بیچ دین کے اور نہیں نکالدیا تمکو گھروں تمہارے سے یہ کہ احسان کرو تم اونسے اور انصاف کرو طرف انکی تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے انصاف کرنے والوں کو سوا اسکے نہیں کہ منع کرتا ہے تمکو اللہ اون لوگوں سے کہ لڑے تمسے بیچ دین کے اور نکالدیا تمکو گھروں تمہارے سے اور مددگاری کی اوپر نکالدینے تمہارے کے یہ کہ دوستی کرو تم اونسے اور جو کوئی دوستی کرے اونسے پس یہ لوگ وہ ہیں ظالم ۱۲

(۶) پس اونسے عفو کر اور درگذر بیشک احسان والے خدا کو پیارے ہیں ۱۲ (۷) اور ضرور عفو کرو اور درگذر تم نہیں چاہتے کہ بخشے اللہ تمہیں ۱۲

غلامی کی نسبت فرمایا

فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا۔ سورۂ محمد سیپارۂ ۲۶ رکوع ۶

اسلام مین مخالف قیدی جب جنگ سے آتے اور اوسوقت اونکا واپس کرنا مصلحت نہوتا تو پرورش اور تربیت کے واسطے مجاہدین کے سپرد ہوتے اور حکم ہوتا جو کھانا تم کھاؤ انکو دو جو تم پہنو انکو پہناؤ طاقت سے زیادہ کام مت بتاؤ۔ ہان جیل خانون اور دریای شور کے دُکھ نہ دیے جاتے تھے۔

محرّمات کی نسبت فرمایا

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

نکاح مین قریب کے رشتے کو حرام فرمایا۔ مان بہنون وغیرہ کے ساتھ نکاح کرنا منع کیا اکل وشرب مین شراب اور مردار اور ایسے چرند و پرند کا کھانا حرام کیا جنکا کھانا جسم یا اخلاق کے لیے مضر ہو۔ مثلاً سور گندگی کا عاشق۔ بے حیا۔ حلے مین نا عاقبت اندیش۔ جانورون مین ایک ہی ایسا ہی جو نر سے جماع کرے اور لواطت کا مرتکب ہو۔ اور جسکے گوشت مین کدو دانے کا مادہ ہی۔ اور کتا جو پچاس من کے مردار کے پاس اپنے ہمقوم کو آنے نہ دے باآنکہ اسکی ضرورت سے زیادہ موجود ہی اسکو بھوک کی طاقت نہین اور حد سے زیادہ خوشامدی اور بے حیا۔ اور درندے حرام کیے

اسلام کا احسان عام

۱؎ پس یا احسان کیجیؤ پیچھے اسکے اور یا بدلا لیجیو یہانتک کہ رکھدیوے لڑائی بوجھ اپنے ۱۲

۲؎ تو کہہ منجز در حرام کین میرے رب نے کھلی اور چھپی بے حیائیان اور گناہ اور زیادتی ناحق۔ اور شریک ٹھیراؤ اللہ کا جسکی کوئی دلیل نہین اور خدا پر لگانا بے علمی سے ۱۲۔

اوّل - توحید الٰہی کو سکھایا - اور بتایا خدا ہی متصف بصفات کاملہ اور ہر برائی سے پاک ہی - خدا ہی عبادت کے لائق ہی - نہ وہ کسی کا بیٹا نہ وہ کسیکا باپ - نہ ممکن کہ وہ بیوو دینے مار کہائے - نہ ممکن پتھرون مین حلول کرے - جورو نہین رکھتا جو ہبکا لیجانے والے سے لڑائی کی اوسے حاجت ہو - کل شی کا خالق ہی - ارواح اور ذرات عالم اور اونکے خواص اور زمانہ وغیرہ سب اوسیکا بنایا ہوا ہی - وہ پیدا کرنے مین کسی چیز کا محتاج نہین -

دوم - تمام مقدسون کی بے ادبی سے منع کیا - اور فرمایا -

لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ[1] - سورہ انعام - سیپارہ ۷ -

سوم - کل دنیا مین منذرین کا آنا تسلیم فرمایا اور انصاف سے مذاہب پر کلی انکار نہین کیا - بلکہ تمام انبیا و رسل پر یقین کرنا اور اونپر ایمان لانا بتایا - اور فرمایا -

اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ[2] - سورۂ فاطر - سیپارہ ۲۲ -

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ اُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[3] - سورۂ بقر سیپارہ اول رکوع ۱ -

چہارم - کسی نبی کی نسبت طعن نہین کیا - انبیا کی تعلیم پر کہین بہی نکتہ چینی نہین کی - بلکہ نصائح کو بدون طعن و تشنیع بیان کیا ہی - مطاعن بیان کرنے مین بالکل سکوت فرمایا - یہود اور عیسائیون کو فرماسکتے تھے تم کن لوگون کے تابع ہو - لوط اور یعقوب داؤد اور سلیمان حسب کتب عہد عتیق کیسے تھے - بلکہ تمام بزرگان یہود اور مسیح کی عظمت

---

[1] اور تم لوگ برا نہ کہو جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا کہ وہ برا کہہ بیٹھین اللہ کو بے ادبی سے بے سمجھے ۱۲

[2] کوئی بھی گروہ نہین مگر اوسمین نذیر گذرے (امۃ = معلم خیر) ۱۲ -

[3] اور جو یقین کرتے ہین جو کچھ اوترا تجھپر اور جو اوترا تجھسے پہلے اور آخرت کو وہ یقین جانتے ہین - اونھون نے پائی راہ اپنے رب کی اور وہی مراد کو پونہچے ۱۲

بیان کی۔ براے نام بھی اونکے مطاعن کا تذکرہ نفرمایا۔ بڑی مح سرائیان کین۔ عیسائیون آریون یہودیون کی عادت ہی کسی کی مذہبی خوبیون سے چشم پوشی کرکے اوسکے مطاعن بیان کرنے پراکتفا کرتے ہین۔

عیسائیون کی مقدسہ کتب مین ایسے ایسے خطرناک حالات انبیاء کے مندرج ہین جنکے پڑھنے سے اون بزرگون کے چال چلن پر حرف آتا ہی۔ اور پھر جب قائل کی حقا ثابت ہوتی ہی تو اوسکے کلمات کی عظمت خاک بھی نہین رہتی۔ مقدس کتابون مین لکھا ہو کہ فلان شخص حسب عام راے ہمعصرون کے شرابی اور کھاؤ اور بدکارون کا دوست تھا تو ایسے شخص کی تعلیم پر توجہ ہوگی۔

پنجم علم کی ترقی پر بڑی ترغیب دی ہی۔

۱ إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔ سورۂ فاطر۔ سیپارہ ۲۲۔ رکوع ۱۵۔

۲ يَرْفَعِ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ سورۂ مجادلہ سیپارہ ۲۸

۳ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ سورۂ زمر سیپارہ ۲۳۔

۴ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا۔ سورۂ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵۔

۵ أَعُوذُ بِاللهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ۔ سورۂ طٰہٰ۔ سیپارہ ۱۶۔

تعلم علم اور تعلیم کی نسبت فرمایا۔

---

۱ اللہ کے بندون مین سے اللہ سے علم والے ہی ڈرتے ہین ۱۲۔

۲ اللہ تم سے ایمان والون اور علم والون کے ہی درجات بڑھاتا ہے ۱۲۔

۳ تو کہہ علم والے اور بے علم کیا برابر ہونگے۔ نہین۔ ۱۲۔

۴ تو کہہ اے میرے رب مجھے علم مین ترقی دے ۱۲۔

۵ مین پناہ مانگتا ہون اس سے کہ ہو جاؤن جاہل ۱۲۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ سورۂ توبہ سیپارہ ۱۱۔[1]

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔ سورۂ نحل سیپارہ ۱۴۔[2]

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ سورۂ آل عمران۔ سیپارہ ۴۔[3]

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ سورۂ سجدہ فصلت سیپارہ ۲۴[4]

ششم۔ جمہوری سلطنت قائم کی۔ رعایا کی آزادی کو دیکھو۔

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ سورۂ شوریٰ سیپارہ ۲۵[5]

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ۔ سورۂ آل عمران۔ سیپارہ ۴۔[6]

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ۔ سورۂ مائدہ سیپارہ ۶۔[7]

امن اور بغاوت کی بیخ کنی کی۔

إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ سورۂ اعراف۔ سیپارہ ۸۔[8]

تمام نیکیوں کا مدار قیامت پر ایمان لانا تھا۔ قیامت کو کیسے کیسے دلائل سے ثابت کیا

ف ۱ سو کیوں نہ نکلے ہر فرقے میں سے اونکے ایک حصہ تا سمجھ پیدا کریں دین میں اور تا خبر پہونچاویں جب پھر آویں اونکی طرف شاید وہ بچتے رہیں ۱۲ —

ف ۲ ذکر والوں سے پوچھلو اگر تم نہیں جانتے ۱۲

ف ۳ اور جب لیا اللہ نے پختہ اقرار کتاب والوں سے کہ اسکو بیان کروگے لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤگے ۱۲ —

ف ۴ اوس سے اچھا کون بولنے میں جسنے خدا کی طرف بلایا اور اچھے عمل کیے ۱۲۔

ف ۵ اور ایمان والے وہ جنھوں نے حکم مانا اپنے رب کا اور درست رکھی نماز اور اونکی حکومت ہو مشورے سے آپس میں ۱۲

ف ۶ اور مشورہ کر لیا کر اونسے حکم میں ۱۲

ف ۷ تمھارا والی اللہ اور اوسکا رسول ہے ۱۲

ف ۸ بیشک حرام کیا میرے رب نے بے حیائی کی باتیں کھلی اور چھپی اور گناہ اور بغاوت ۱۲

کہ عقل دنگ رہجاتی ہے۔ توریت مین قیامت کا صاف صاف تذکرہ بھی نہین اسیواسطے یہود کا ایک فرقہ بالکل منکر تھا مسیح کو بدقت ثابت کرنا پڑا۔ الا قانون قدرت کے دلائل سے ثابت نہ کیا۔ بخلاف قرآن کے کہ اوسنے قیامت کا مسلہ مبرہن کر دیا۔

موت - جو ایک ضروری اور ہر ایک فقیر و امیر کے لیے قدرتی اور لابدی ہے اوسکے دفع پر باین خیال کہ مردے کے اجزا ہوا مین نہ پھیلین۔ گہری زمین مین گاڑنا تجویز کیا غسل دیکر سادے ایک یا تین کپڑون مین لپیٹ کر دفن کیا۔ اور مردے کے لیے کھڑے ہوکر دعا مانگنے کا حکم دیا۔ وید یا پرکاش مین لکھا ہے کا گوشت پکانے سے ہوا مین ردی اجزا پھیلتے ہین اور ایک پرچے مین لکھا ہے پہننے والے کے کپڑے جلانا بڑی بات ہے اس سے ہوا مین ردی اجزا پھیلتے ہین۔ پھر مردے کے جلانے کے فوائد جب بیان کرنے لگا وہ پہلا مضمون بھول گیا۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔

مرنے کے بعد بھی نا امید نہین کیا۔ دیکھو مقالات ابو الحسن الاشعری اور مسند احمد بن اسود ابن سریع اور ابو ہریرہ کے احادیث جنہین برزخ اور میدان محشر مین۔ شرعی احکام اور اونکی تکالیف کا حکم ہے۔ اور دیکھو شرح منازل ابن قیم مین ہے۔

وَمَنْ طَعَنَ فِي هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ بِاَنَّ الْاٰخِرَةَ دَارُ جَزَاءٍ لَا دَارُ تَكْلِيْفٍ فَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ مُخَالِفَةٌ لِلْعَقْلِ فَهُوَ جَاهِلٌ فَاِنَّمَا التَّكْلِيْفُ اَنْ يَنْقَطِعَ بَعْدَ دُخُوْلِ دَارِ الْقَرَارِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ۔[1]

پھر الٰہی رحمت کی نسبت اسلام مین آیا۔

---

[1] اور جس نے ان احادیث مین طعنہ کیا کہ آخرت دار جزا ہے نہ دار تکلیف۔ بس یہ احادیث عقل کے خلاف ہین وہ جاہل ہے کیونکہ تکلیف جنت اور نار مین پہونچنے پر موقوف ہوگی۔ ۱۲

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ وَرَحْمَتُهٗ سَبَقَتْ غَضَبَهٗ۔[1]

غرض اسلام نے۔ توحید۔ صبر۔ اور شکر۔ خوف۔ اور باری تعالےٰ سے امید۔ او۔ رضا۔ اور زہد۔ اور عبادت۔ تقویٰ۔ قناعت۔ سخاوت۔ احسان۔ حسن ظن۔ حسن خلق۔ حسن معاشرت۔ صدق۔ اخلاص۔ عفت۔ شجاعت۔ علم وعمل۔ اور تمام بھلائیوں کے کرنے کی تاکید فرمائی۔ شرک اور غل۔ اور کینہ۔ اور حسد۔ تکبر۔ حب الثنا۔ ریا۔ غضب۔ عداوت۔ بغض۔ طمع۔ بخل۔ فخر۔ لایعنی مین خوض۔ عیاشی۔ اور سستی۔ حرامخوری۔ بے حیائی۔ قلت رحمت۔ مکر۔ دغا۔ خیانت۔ چغلی۔ جہل۔ جبن۔ اور ہر ایک برائی سے ممانعت کر دی۔ طعن کیا گیا ہی مسلمانون مین کسل و سستی۔ حرامخوری۔ عیاشی۔ فضول خرچی۔ غرور۔ یہ صرف اسلام کی تعلیم کا نتیجہ ہی۔ پر سنو۔ یہ آیات کن لوگون کی مقدس کتاب مین ہین۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ[2]

سورۂ بقر۔ سیپارہ ۳۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ[3] ۔ سورۂ بقر۔ سیپارہ ۲

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ[4] ۔ سورۂ بقر۔ سیپارہ ۲۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ[5] ۔ سورۂ مائدہ سیپارہ

---

[1] یعنے لازم کر لیا تمہارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو اور رحمت اوسکی غالب ہی اوسکے غضب پر ۱۲۔

[2] اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنی کمائی سے اور اوسے جو ہمنے نکالین تمہارے لیے زمین سے ۱۲۔

[3] اے ایمان والو کھاؤ ہمارے رزق مین سے ستھرے اور اللہ کا شکر کرو اگر تم اوسکی عبادت کرتے ہو ۱۲۔

[4] اے ایمان والو مت کھاؤ آپس مین مال ناحق اور نہ پہونچاؤ اونکو حاکمون تک کہ کھا جاؤ کاٹ کر لوگون کے مال سے مارے گناہ کے اور تمکو معلوم ہے ۱۲

[5] اور کھاؤ اوسمین سے جو دیا تمکو خدا نے حلال و ستھرا اور خدا سے ڈرو جسپر تمہارا یقین ہے ۱۲۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا ۔ سورۂ بنی سرائیل سیپا ۱۵۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ
الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۔ سورۂ مائدہ ۔ سیپارہ ۷ ۔

عیاشی سے یہانتک نفرت دلائی کہ بدکار عورتون اور کسبیونسے نکاح کے بارے مین
اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ
ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

اسراف اور حق تلفی اور غرور کے بارے مین ارشاد ہوتا ہی ۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ
كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۔ سورۂ بنی اسرائیل ۔ سیپارہ ۱۵
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا
كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۔ سورۂ بنی سرائیل سیپارہ ۱۵ رکوع ۴

مسائل ذات وصفات باری تعالی اور توبہ اور اذکار اور حشر و نشر کہان تک لکھون
تعلیم قرآنی کو چند آیات کی تحریر پر ختم کرتا ہون ۔ دیکھو آخر سورۂ فرقان ۔
وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ۔

سلہ زنا کے نزدیک بھی مت جاؤ بے شک یہ بے حیائی ہے اور بری راہ ۱۲
سلہ اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور فالین گندی باتین شیطانی کام ہین سو بچو تو کہ نجات پاؤ ۱۲
سلہ بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا اور یہ
حرام ہوا ہے ایمان والون پر ۱۲
سلہ اور دے رشتہ دار کو اوس کا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور اڑا مت کر اسراف والے شیطان کے بھائی ہین ۱۲
سلہ اور مت چل زمین پر اِتراتا تو پھاڑ نہ ڈالیگا زمین کو اور نہ پہونچیگا پہاڑون تک لنبا ہو کر یہ جتنی باتین ہین اونمین سب سے بری چیز
سلہ اور بندے رحمن کے وہ جو چلتے ہین زمین پر دبے پانوُن اور جب بات کرین اون سے بے سمجھ لوگ کہین صاحب سلامت ۱۲

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۔

وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا ۝ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ۔

اسلامی دعائیں تو ایسی ہیں کہ اونکا عشر عشیر بھی اور مذاہب میں نظر نہیں آتا عجیب غریب دعا الحمد ہی جسکی تفسیر براہین احمدیہ میں قابل دید ہی۔ میں اس بیان کو ایک مسنون دعا پر ختم کرتا ہوں۔ ذرا اسمیں تامل کیجیے۔ اور مسیح کی دعا۔ متی ۶ باب ۹ کو دیکھیے۔

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِكَ مَا تَحُوْلُ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَیْنَا مَصَآئِبَ الدُّنْیَا اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَآ اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَآ اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا ۔

---

۱ اور جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے آگے سجدے میں یا کھڑے اور وہ جو کہتے ہیں اے رب ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اوسکا عذاب بڑی چٹی ہے وہ بری جگہ ہے ٹھہراؤ کی اور بری جگہ رہنے کی ۱۲

۲ اور وہ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ اوڑاویں اور نہ تنگی کریں اور ہو اسکے بیچ ایک سیدھی گزران ۱۲

۳ اور وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور معبود اور نہیں خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہاں چاہیے اور بدکار نہیں اور جو کوئی کرے یہ کام بھڑے گناہ سے دونا ہوا اوسکو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اوسمین ۱۲

۴ اے اللہ دے ہمکو اپنا ڈر جو روک ہو ہمارے اور گناہوں میں اور عبادت میں لگا جس سے ہم تیری جنت میں پہنچیں اتنا یقین دے کہ دنیا کے مصائب آسان ہوں اے اللہ ہمکو کانوں اور آنکھوں اور قوت سے زندگی بھر نفع دے اور کر ہمارا غلبہ ظالموں پر اور ہماری حمایت کر حد سے نکلنے والوں پر ہمکو دین میں مصیبت نہ دے دنیا کا زیادہ خیال نہ رہے صرف دنیا ہی علم کا پورا نتیجہ ہو اور نہ کر غالب ہم پر وہ جو رحم نہ کرے ۱۲

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
ای ہمارے رب دے ہمکو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا آگ کے عذاب سے"

ہادی اسلام کے معجزات پر انکار کے لیے پادریون اور اسلام کے مخالفون نے ان چند باتون سے استدلال کیا ہی -

اوّل خرق عادت یا فعل یا فوق العادت کا لفظ جو معجزے کا مترادف ہی - بلکہ خود معجزے کا لفظ بھی قرآن مین محمد صاحب کے حق مین نہین آیا -

جواب - قرآن مین تو یہ الفاظ کسی نبی کے نشانات نبوت مین نہین بولے گئے محمدؐ صاحب کے لیے کیسے بولے جاتے - مگر یاد رہے ان الفاظ کا نہ بولا جانا بھی ایک معجزہ اور خرق عادت بلکہ نشان نبوت ہی - جسے آیت نبوت بھی کہتے ہین - کیونکہ یہ لفظ نہایت کمزور اور ناقص ہین ان الفاظ کا استعمال اون نشانات نبوت پر جو واقعی نشان تھے عمدہ نہ تھا اسلیے ترک کیا - (سبحان اللہ علمی ترقی مین جو الفاظ نکلے وہ ناقص اور قرآنی الفاظ کامل -) کیونکہ خرق عادت کے معنی ہین عادت کا خلاف - اور پھر حسب تسلیم یہود و نصارٰی وغیرہ انبیا اور رسولون کے ساتھ جب ہمیشہ ایسے امور کا ظہور ہوتا رہا ہے تو یہ امور عادت مین داخل ہو گئے - یہ عجائبات سنۃ اللہ مین شامل ہو گئے تبدیل سنت اللہ یا خلاف عادۃ اللہ نہوئے - پس ایسے عجیبہ اُمور یا نشانات کو خرق عادت کہنا کیسا غلط ہوا - اگر معجزے کے بھی یہی معنی ہین تو اسکا اطلاق بھی غلط ٹھہرا - اور اگر حسب لغت اسکے معنی عاجز کر دینے والے کے لیے جاوین تو بھی یہ لفظ کمزور ہی - دیکھو یہودان یروشلم اور پلاطس سے بقول انجیل اربعہ ایسا فعل سرزد ہوا جسنے مسیح اور اونکے تلامذہ کو عاجز کر دیا - پس کیا یہود دشمنان مسیح اور پلاطس اصحاب معجزات کہلا کر نبی بن جائینگے -

علاوہ برین توریت استثنا ۱۳ باب ۱ - ۵ - سے معلوم ہوتا ہی کہ صرف معجزہ مثبت نبوت

نہین ہوسکتا۔ بلکہ جھوٹے انبیا بھی معجزات دکھا سکتے ہین۔ مرقس ۱۶ باب ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے۔ ہر ایک مومن عیسائی معجزات دکھا سکتا ہے۔ پھر معجزہ نشان نبوت کیسے ہوگا۔ اسلیے معجزہ اور خرق عادت کا لفظ قرآن کیا حدیث صحیح اور اسلامی اعلے طبقے کی کتابون مین نہین آیا۔ بلکہ بجاے اسکے آیت اور علامت کا لفظ آیا ہے۔ غور کرو (اگر تعلیم یافتہ نوجوانون کے کہنے پر کان لین) ترقی کے زمانے مین جو لفظ نکلا وہ ناقص ہے۔ اور رسالتآب کا لفظ پورا اور کامل ہے۔

پادری صاحبان! محمد صاحب کی نسبت قرآن بلکہ صحیح حدیث اور صحابہ کے زبان پر کبھی صدور معجزہ یا خرق عادت کا لفظ نہین آیا۔ تو آپ یاد رکھین کوئی نقص نہین ہوا عین ثبوت کمال ہے۔

دوم۔ دلیل انکار معجزات پر قرآن مین آیا ہے۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ۔

مین پوچھتا ہون الآیات عربی لفظ ہے دو کلمون سے بنا ہے۔ ایک اَلْ اور دوسرا آیات جو آیت کی جمع ہے۔ ال کے معنے عربی مین کبھی خاص کے آتے ہین۔ اور کبھی کل کے معنی دیتا ہے۔ اگر لفظ ال کے خاص کے معنے لیے جاوین تو آیت کا مطلب اور معنے یہ ہونگے نہین ان خاص نشانیون کے بھیجنے سے (جنھین منکر لوگ طلب کرتے ہین۔) کوئی امر مانع نہین ہوا مگر یہ کہ ان نشانیون کو اگلون نے جھٹلایا۔

اسکے بعد کی آیت بھی ان معنون کی تاکید کرتی ہے۔ جسکا مطلب ہے ثمود کی قوم نے ایک نشان مانگا پھر اونھون نے تکذیب کی۔ اور اس نشان پر ظلم کیا۔

اس قسم کے نشانات کی نفی صرف محمد صاحب ہی کے وقت نہین ہوئی۔ بلکہ غور کرو

مرقس ۸ باب ۱۱- فریسیون نے مسیح کے نشانات طلب کیے اوسنے آہ کھینچ کے کہا اس زمانے کے لوگ کیون نشان چاہتے ہین- مین تم سے سچ کہتا ہون اس زمانے کے لوگون کو کوئی نشان دیا نجاویگا-

اور جس نشان نویسی کا وعدہ ہوتا ہی وہ بھی ابتک ظلمت مین ہی- اور لوقا ۲۳ باب ۸ مین ہی- ہیرودیس کو بڑی خواہش تھی کچھ مسیحی معجزے دیکھے- باوجود اصرار مسیح اوسکے سامنے بولے بھی نہین- آخر اوسنے تاچیز ٹھہرایا-

غور کیجیے ذرا انصاف سے سنیے انجیل مین لکھا ہی- اگر کسی مین رائی برابر بھی ایمان ہو تو پہاڑون کو کہے یہان سے وہان چلے جاؤ تو وہ چلے جاوینگے- بیمارون کو ہاتھ رکھکر چنگا کریگا- وغیرہ وغیرہ- مرقس ۱۶ باب ۱۷- عیسائی انصاف سے کہین- تمام دنیا مین کوئی عیسائی مومن ہی یا سب کے سب کافر ہین- اگر کوئی ہی تو اپنے ایمان کو مرقس ۱۶ باب ۱۷ پر رکھکر دیکھیے- اگر کہے کہ اسوقت معجزات کی ضرورت نہین تو ہم کہتے ہین ایسی ہی محمد صاحب کے وقت بھی ضرورت نہ تھی-

دوم- اگر ال کے معنے جو الآیات مین ہے کُل کے لیے جاوین تو یہ معنے ہونگے ہمین کل معجزات بھیجنے سے کوئی امر مانع نہین ہو امگر اگلون کا اون معجزات کو جھٹلانا- یعنی جسقدر معجزات ہماری قدرت مین ہین وہ سب کے سب ظاہر نہین کیے گئے-

پادری صاحبان! اس سے بالکلیہ معجزے کی نفی نہین نکلی- اسکی مثال ایسی سمجھو کوئی کہے مین نے کل مطالب بیان نہین کیے- اس کلام سے کوئی بھی سمجھ سکتا ہی کہ قائل نے کوئی مطلب بھی بیان نہین کیا-

سوم دلیل انکار معجزات یا آیات نبوت پر-

آیات نبوت یا معجزات صرف احادیث مین ہین اور احادیث دوسری صدی کے بعد
لکھے گئے - قابل اعتبار نہین ہوسکتے -

جواب - آیات صرف حدیث مین نہین بلکہ وہ آجتک قانون قدرت مین موجود ہین - قرآن مین
انکا بیان مفصل آچکا - اور اگر حدیث مین ہی ہوتین تو حدیثین جناب رسالتآب کے وقت
لکھی جاتی تھین - اس جواب مین ہم نے تین دعوے کیے ہین -

اول تیسرے دعوے کا ثبوت سنو - بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۲۵ مین ہے - اور صفحہ ۱۶۵ مین -
۱ - کسی شخص نے جناب علیؑ مرتضی رسالتآب کے خلیفہ سے پوچھا - آپکے پاس قرآن کے
سوا کچھ اور وحی کی باتین بھی ہین - تو آپنے فرمایا ہان میرے پاس اس کاغذ مین چند احکام
رسول کریم کے لکھوائے ہوے جنہین جرمانون کے حکم اور قیدی کے چھوڑانے کے متعلق
چند حکم وغیرہ ہین -

۲ - کتاب الزکوۃ بخاری مین دیکھو - جلد ۱ صفحہ ۱۸۹ - و ۱۹۰ - ابو بکرؓ رسالتآب کے جانشین نے
جو زکوۃ کے احکام لکھدیے وہ سب رسول خدا کے لکھوائے ہوئے - یا بتائے ہوئے تھے -

۳ - بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۱ مین ہے - عبداللہؓ (صحابی) بن عمرؓ (خلیفہ) ہمیشہ حدیثون کو لکھ
رکھتے تھے -

آپنے حج مین خطبہ (لکچر) پڑھا - یہ آپکی آخری حج مین واقع ہوا -
پھر اس بڑے لنبے چوڑے خطبے کو جب رسالتآب تمام کر چکے تو ابو شاہ نام صحابی نے عرض کیا
یا رسول اللہ یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجیے - آپنے حکم دیا ابو شاہ کو لکھدو -

غرض اسطرح کی کئی ایک شہادتین ہین - جنسے ثابت ہوتا ہے حدیثین مختلف طور پر
لکھی جاتی تھین - علاوہ برین قوی روایات - جو باوجود اختلاف شدید مشترک ہون اور

ایک دوسرے کی تصدیق قوی ثابت کرتی ہون۔ اناجیل کے ثبوتون سے صحیح احادیث کا ثبوت کچھہ کم نہین۔ یاد رہے بخاری اور مسلم کی بڑائی صرف بخاری اور مسلم کے کہنے سے نہین ہوئی۔ بلکہ انکی کتابین کتب سابقہ اور کتب زمانۂ بخاری اور مسلم اور کتب محققین بعد زمانۂ بخاری اور مسلم کے ساتھہ موازنہ کی گئین۔ اور بعد موازنہ انکو ترجیح حاصل ہوئی۔ کسی حدیث کا اعتبار صرف ایک راوی کے کہنے سے نہین ہوتا بلکہ مختلف رُوات کی روایت سے کہ کوئی اونمین سے عراق کا رہنے والا اور کوئی شام کا اور کوئی حجاز کا۔ کوئی مصر کا اور باوجود اسقدر دوری کے اونکے الفاظ متقارب اور اونکی حدیثین متحد المعنی ہون۔ تعجب آتا ہے دو صحیح حدیثین ایک درجے کی باہم متخالف اور متعارض نہین ہوتین۔ اور یہ کیسا بڑا ثبوت علم حدیث کی سچائی کا ہے۔

پادری اس بات پر ہمیشہ زور دیتے ہین۔ دیکھنے والون کی تحریر۔ تاریخی امور کا ثبوت اسپر موقوف نہین کہ دیکھنے والا کسی تحریر مین اپنا معاینہ بیان کرے۔ بلکہ معتبر کے روبرو بیان کرنا کافی ہے۔ اگر کسی تحریر مین اسکا اقرار پا یا گیا تو تحریر بھی جب ہی قابل اعتبار ہو سکتی ہے کہ کسی کے روبرو اوسکا زبانی اقرار موجود ہو کہ یہ میری تحریر ہے۔ پھر وہ تحریر بھی ہر طرح سے محفوظ رہے۔ بہرحال زبانی اقرار پر مدار رہا۔ فقط تحریر سے کام نہ چلا۔ اور حدیثون مین دونون طرح کا ثبوت موجود ہے۔ تحریری بھی اور زبانی بھی۔ اسیواسطے محدثین صرف کتابون کو دیکھکر روایت کرنے والے کا اعتبار نہ کرتے تھے۔

آپکے دلائل نبوت اور علامات رسالت جنکو قرآن کریم نے آیات اور برہان کر کے تعبیر فرمایا ہے قانون قدرت مین مشہود اور قرآن مین موجود ہین۔ اگر ان دلائل کو معجزہ کہین جسکے معنی ہین غیر کو عاجز کردینے والا۔ یا خرق عادت کہین تو بالکل بجا ہے۔

اول محمد صاحب کے وقت دنیا کی تاریخ پر نظر کرو جس ملک مین آپ پیدا ہوئے وہ
کیسا تھا - عامۂ عرب کسی مذہب کے پابند نہین - کوئی کتاب نہین رکھتے - کوئی پتھرون
کی پوجا کرتا ہی - کوئی درختون کی - کوئی سیارون کی - کوئی بھوت اور پریت کی - جزا و سزا
کے منکر ہین - سیاست و تمدن کو نہین جانتے - چوری - قمار بازی - باہمی جنگ اور بغض
او رعناد - جہالت - فخر اور کبر اونکے صفات ہین - اور شاعریت پر کمال کا مدار ہی - عرب کی
مشرق مین ایک طرف ہندوستان ہی جسمین توہمات کی گھٹا ایسی چھائی ہی کہ مرد کی شرمگاہ
جسے لنگ کہتے ہین اور عورت کی شرمگاہ جسے بھگ کہتے ہین بے طعن پوجی جاتی ہی - منتر
فال وغیرہ توہمات کا سمندر موج مار رہا ہی - دوسری طرف ایران ہی جسمین آگ کی پرستش
سیارون کی معبودیت نور و ظلمت دو خداؤن کی سلطنت پر اعتقاد ہی - شمال و مغرب اور عین
وسط مین کچھ عیسائی پوپ کے بندے رومن کیتھولک وغیرہ پروٹسٹنٹ مذہب کے علاوہ
(اس مذہب کا بانی لوتھر ہی) مریم اور مسیح کے پوجاری - اور اونہین پوپ صاحب بہشت
بانٹنے والے - اور تمام عیسائی خاکسار بندے ابن مریم کو خدا ماننے والے جنکے حق مین
قرآن فرماتا ہی - لَا يَتَّخِذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ[1] اور کچھ یہود بعل اور مولک
اور عستارات کے پوجاری - اور ایسے سخت بے ایمان جو عرب کے سخت بت پرستون کو کہتے ہین
أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَ
يَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا[2] سیپارہ ۵ رکوع ۵ -

دنیا کی ایسی حالت مین ایک بے ساز و سامان بے فوج و ملک توحید کا واعظ کھڑا ہوا

---

[1] ...

[2] تونے نہ دیکھے جنکو ملا ہی کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہین بتون اور شیطان کو اور کہتے ہین کافرون کو یہ زیادہ پائے ہین مسلمانون سے راہ - ۱۲ -

اور دعوی کیا کہ مجھے خدا نے بھیجا - اور حکم دیا ہے - قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ [۱] - اُسنے تمام مذہب باطلہ پر یک قلم خط نسخ کھینچا چاہا - تمام رئیس اور امیر غریب اور فقیر اس واعظ کے جانی دشمن ہو گئے - سبحان اللہ کیسا مخالف اوٹھا - اپنی قوم کو جاہل اور اونکے زمانے کو جاہلیت کا زمانہ کہتا ہے - قوم کا ایسا مخالف نہین جیسے ایک شخص مصلح قوم کہتا ہے - یہ مت سمجھو مین نبیون کی کتابین منسوخ کرنے آیا - اور ایک کہتا ہے وید ایسے ہین کہ تمام علوم اور فنون کا مخزن ہین - پھر اپنی اُمیدین خاک مین لے گیا - تمام ملک اور تمام اہل شہر مارنے کے درپے ہین اور یہ کہتا جاتا ہے -

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ [۲] هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْمُشْرِکُوْنَ - سورۂ صف - سیپارہ ۲۸ - رکوع ۹ -

سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ [۳] - سورۂ قمر - سیپارہ ۲۷ - رکوع ۱۰ -

اور پھر ایسا کامیاب ہوا ایسا کامیاب ہوا کہ اپنے سامنے اوسکو یہ سورۃ پہونچگئی -

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا [۴] -

جس قوم مین اوٹھا اوس قوم مین ایک بھی نہ رہا جو اوسکے آخری ایام مین مخالف ہوتا - اپنے ارادون مین پورا کامیاب ہو گیا - اور کامیابی دیکھ اپنی ڈیوٹی کو پورا کر کے رفیق اعلی سے جا ملا -

---

[۱] کھڑا ہو کر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی کر ۱۲

[۲] چاہتے ہین کہ بجھا دین اللہ کی روشنی اپنے مُنہ سے اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور پڑے برا مانین منکر وہی ہے جسنے بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ دیکر اور سچا دین کہ اوسکو غالب کرے اوپر تمام دینون کے اور پڑے برا مانین مشرک ۱۲

[۳] اب شکست کھاویگا میل اور بھاگینگے پیٹھ دیکر ۱۲

[۴] جب پہونچ چکی اللہ کی مدد اور فیصلہ اور تو نے دیکھے لوگ پیٹھتے اللہ کے دین مین فوج فوج ۱۲

بتائیے یہ معجزہ ابتک نظر مین آتا ہی یا نہین - اگر یہ خرق عادت نہین تو اسکی نظیر دکھایئے اور معجزہ بمعنی عاجز کنندہ نہین تو اوسکے ہم شہر اور ہم قوم دشمنون کا نام و نشان ڈھونڈ ھیے عیسائی مذہب کا رب اور اونکا خدا کیا نظیر ہو سکتا ہی جو بقول عیسائیون کے قوم سے پٹا مارا گیا - اوسکی مخالف اوسکی قوم ابتک موجود ہی - موسیٰ کب نظیر ہو سکتا ہی جسنے خود کبھی وہ ملک نہ دیکھا جسکی امید پر مصر سے قوم کو لیچلا -

وید کے متبع کیا دکھائین گے - جنکے مقدس مکان دوسرون کے قبضہ مین نظر آتے ہین جنکی الہامی دعائین خدا کی بتائین رہین ہمیشہ اُلٹی پڑین -

زرتشتی کیا نظیر دکھائین گے جنکو اپنے ملک مین سر رکھنے کی جگہ نہین ملی -

دوسری آیت نبوت یا دوسرا معجزہ اور خرق عادت جو محسوس اور مشہود ہی - آپکی حیات مین آپکا اپنے ملک پر پورا تسلط اور اپنی قوم پر پوری حکومت - جو نہ آپکے پہلے کبھی ایسی کامیابی کسی مدعی نبوت کو ہوئی اور نہ آپکے بعد - حضور علیہ السلام کیسے آزادی بخش اپنی قوم کے ہوئے کہ آپکا شہر آجتک غیرون کی غلامی سے آزاد ہو گیا - سلطان ٹرکی جو بڑا نام وہان کے بادشاہ ہین خادم الحرمین کا لقب رکھتے ہین -

اس موقع پر وید کی الہامی دعائین - اور اونکی کوششین جو وید کے مومن ہین - اور عیسائیون کے مخلص منجی کی جانفشانی - اور موسیٰ کے بڑے معجزات - اور ابراہیم اور یعقوب کے ساتھ خدائی وعدے کنعان کی ابدی وراثت کی بابت - اور پارسیون کے الہامی ہادیون کی دعائین فراموش کرنے کے قابل نہین - قومی آزادی کے قدردان قوم کے مصلحین کے قربان انصاف کرین ہادی عرب کمزوری کی حالت مین کیا کر گئے

جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ - سورۂ سبا - سیپارہ ۲۲ - رکوع ۱۲

آیا دین سچا اور جھوٹ کو نہ پھیلا اور نہ دوہرا

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا[1]
فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا۔ سورۂ مزمل۔ سیپارہ ۲۹۔

اور آرام کا وعدہ۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ[2]

سورۂ نور۔ پارہ ۱۸۔ رکوع ۱۳۔

پھر اپنے وعدے کو سچ کر دکھاتا ہی۔

مدعی نبوت سے ایسی کامیابی بے نظیر اور خرق عادت نہین تو اور کیا ہی۔

تیسیر معجزہ یا خرق عادت۔ بلکہ آیت نبوت۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[3]۔ سورۂ حجر۔ سیپارہ ۱۴۔ رکوع ۱۔

کس طرح قرآن کی حفاظت ہوئی۔ دنیا مین کوئی مذہب دکھاؤ جسکی کتاب اپنے ہادی کی زبان مین بعینہ اسطرح شہرت پذیر ہو۔ تراجم کا اعتبار نہین تراجم مترجمین کے خیالات ہین انجیل کی تو ایسی حفاظت ہوئی کہ الامان۔ انجیل کی حالت ناگفتہ بہ ہی۔ آجتک پتہ نہین لگتا مسیح کی اصل کتاب عبری تھی یا یونانی۔ پھر اونکا کلام بالکل حواریون کے کلام سے مخلوط ہی۔ ممتاز نہین۔ وید کی حالت شب و روز آنکھ کے سامنے ہی حاجت بیان نہین پھر علے العموم تلاوت سے محروم ہین۔ اگر دنیا بنصرت الٰہی کسی مذہبی کتاب کی حافظ و ناصر ہی تو قرآن کریم اول نمبر پر ہے۔

---

[1] ہمنے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا تمہارا جیسے بھیجا فرعون پاس رسول پس کہا نمانا فرعون نے رسول کا پھر پکڑی ہمنے اوسکو پکڑ وبال کی ۱۲

[2] وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام البتہ پیچھے اونکو حاکم کریگا ملک مین ۱۲ پادری ٹھاکر داس

[3] ہمنے آپ اوتاری ہی یہ نصیحت اور ہم آپ اوسکے نگہبان ہین ۱۲۔

قرآنی معجزے یا خرق عادت - بلکہ آیات نبوت - یعنی وہ آیات جنکا ذکر قرآن مین ہی

اول - [1] اِن کُنتُم فِی رَیبٍ مِّمَّا نَزَّلنَا عَلٰی عَبدِنَا فَاْتُوا بِسُورَۃٍ مِّن مِّثلِہٖ وَ ادعُوا شُھَدَآءَکُم مِّن دُونِ اللّٰہِ اِن کُنتُم صٰدِقِینَ فَاِن لَّم تَفعَلُوا وَ لَن تَفعَلُوا - فَاتَّقُوا النَّارَ - سورۂ بقر - سیپارہ ۱ - رکوع ۳

[2] قُل لَّئِنِ اجتَمَعَتِ الاِنسُ وَ الجِنُّ عَلٰی اَن یَّاْتُوا بِمِثلِ ھٰذَا القُراٰنِ لَا یَاْتُونَ بِمِثلِہٖ - وَ لَو کَانَ بَعضُھُم لِبَعضٍ ظَھِیرًا - سورۂ بنی اسرائیل - سیپارہ - ۱۵ -

ایک اُمّی (بلکہ فرض کرو اہل کتاب کا بقول نصاریٰ شاگرد) یہ دعوی کرے اور کوئی مخالف تکذیب نہ کر سکے - معجزہ نہین تو کیا ہی -

ہمنے مانا کہ ہومر - ملٹن - سکسپیر - بالمیک - حافظ وغیرہ بے نظیر کلام کہ گئے - مگر کیا اونھون نے ایسا دعوی کیا - اگر دعوے کے بعد اور ایسے زبردست دعوے کے بعد امتحان مین کامیاب نکلتے تو اونکا کلام بے ریب ممتنع النظیر اور معجز سمجھا جاتا -

عالم لوگ عربی دان تو اس بے نظیری پر علماً یقین کر سکتے ہین - اور جاہل اسطرح کہ وہ جانتے ہین تیرہ سو برس گذر چکے یہ دعوی اپنی راستی پر بدستور مستحکم ہی حضرت مآب نے قرآن کریم کے بے نظیر ہونے کا بارہا ذکر فرمایا - مکے مین سورۂ یونس اور سورۂ ہود اور سورۂ طور مین - پھر مدینے مین اس دعوے کا اعادہ کیا سورۂ بقرہ مین - منصفو! ذرا احادیث کی عربی اور قرآن کی عربی غور کرو صاف معلوم ہوتا ہی کہ محمد صاحب بھی اسکے مثل سے عاجز ہین - آپکے کامل درجے کے عقیل ہونے مین کسیکو

---

[1] اگر تم شک مین ہو اوس کلام سے جو اوتارا ہمنے اپنے بندے پر پس لے آؤ ایک سورۃ اوس قسم کی اور بلاؤ جنکو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو - پس اگر نہ کرو اور البتہ نہ کر سکوگے تو بچو آگ سے ۱۲

[2] کہ اگر جمع ہوں آدمی اور جن اسپر کہ لادین ایسا قرآن نہ لاوینگے ایسا قرآن اور پڑے مدد کرین ایک کی ایک ۱۲

کلام نہین - بھلا منصفو غور تو کرو - ایک دانا جسکو دنیا مین اپنی تصدیق مقصود ہی - اپنی ابتدائی حالت مین بدون یقین کامل ایسے دعوے کی جرات ہو سکتی ہی - جو آیت مذکورہ یعنے لئن اجتمعت الخ مین کیا گیا ہے -

دوسرا معجزہ

دوسرا معجزہ یا خرق عادت بلکہ آیت نبوت بدر کی لڑائی ہی -

یاد رہے اس جنگ مین چھوٹے سے گروہ کا بڑے گروہ پر فتحیاب ہونا معجزہ اور خرق عادت یا برہان نبوت نہین - بلکہ یہ جنگ اسلیے آیت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی شکست اور اونپر آپکی مخالفت سے وبال آنے کی خبر دی تھی - اور کہدیا تھا - مخالفو تمہاری فنا کا ابتدائی زمانہ سال بھر کے بعد شروع ہونے والا ہی - جب مین مکے سے چلا جاؤنگا - اسکے ایک سال بعد تمپر ہلاکت آویگی - اور یہی خبر سابقہ کتب مقدسہ مین مندرج تھی - پس یہ جنگ سابقہ کتب کی تصدیق تھی - اور اس جنگ مین فتحیابی کے باعث محمد صاحب مصدق کتب مقدسہ ہوئے - اسیواسطے قرآن جنگ بدر کو آیت کہتا ہی جہان لکھتا ہی -

[1] قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِیْ فِئَتَیْنِ الْتَقَتَا -

[2] وَاِنْ كَادُوْا لَیَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِیُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا یَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِیْلًا - سورۂ بنی اسرائیل - سیپارہ ۱۵ - رکوع ۸ -

جب کفار نے پوچھا تھا کب ہمپر ہلاکت شروع ہوگی تو آپنے بلکہ آپکے خدا نے فرمایا [3] قُلْ لَّكُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ - سورۂ سبا

[1] بیشک تمہارے لیے نشان تھا دو گروہون کی بھیڑ مین - (بدر کی لڑائی) -

[2] یقیناً یہ لوگ (اہل مکہ) تجھے (محمد صلعم) اس زمین مکے سے نکالڈالنے والے تھے اور اس صورت مین تیرے بعد یہ لوگ بھی تھوڑی ہی دیر رہینگے ۱۲

[3] تو کہہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہی اس سے ایک ساعت ادھر ادھر نہ کر سکو گے ۱۲ -

یوم کا لفظ اگر بدون صبح اور مسا کے ہو تو نبوت مین ایک برس کا بھی ہوتا ہی - اندرو
بیبل صفحہ ۵۹ و ۱۲۳ -

کتب سابقہ مین اسکا ذکر - یسعیا نبی - رسالتآب کی ہجرت اور دشمنون کے تعاقب کا ذکر کرکے عرب کی بابت الہامی کلام مین کہتا ہی -

خداوند نے مجکو یون فرمایا - ہنوز ایک برس ہان مزدور کے سے ٹھیک ایک برس مین قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور تیر اندازون کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے - یسعیا ۲۱ باب ۱۶ - ۱۷ - مین نے زیادہ تفصیل پیشین گوئیون مین کی ہی - غور کرو جنگ بدر کیسی آیت اور کیسا معجزہ ہی - قیدار عرب مین کون ہین - کیا قریش ہی نہین - کیا بدر مین انکے بہادر لوگ گھٹ نہ گئے -

تیسرا معجزہ جو قرآن سے ثابت ہی - اس معجزے کے بیان سے پہلے یہ چند باتین نامناسب نہونگی گو پہلے انکا ذکر بارہا ہو چکا ہی -

یادداشت - کتاب اللہ (قرآن) اور سنت رسول اللہ (حدیث) مین بجای لفظ معجزہ اور خرق عادت کے جو نہایت کمزور اور ناقص تھے - آیت اور برھان کا لفظ استعمل ہوا ہی جو دلائل اثبات نبوت اور علامات رسالت کے واسطے جامع اور محیط ہونے کے علاوہ ہر زمانے کے موافق اور ہر ایک عقل صحیح کے مناسب ہے فطرت اور قانون کے نزدیک صحیح ہی - دیکھو آیت کا استعمال معجزات مین اگر لیا جاوے

وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ آيَةً أُخْرَىٰ -[1]

سیپارہ ۱۹ - رکوع ۱۶ -

[1] اور ڈال اپنا ہاتھ اپنے جیب مین نکلیگا سفید نہ برا یہ نشان اور دوسرا - ۱۲

[1] أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ - سیپارہ ٣ - رکوع ١٣ -

[2] قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ - سیپارہ ٣ رکوع ١٢

اور برہان کا لفظ معجزات یا آیات کے معنے مین - دیکھو قرآن موسیٰ کے عصا اور ید بیضا کو جو عیسائیون اور یہودیون مین مسلم معجزہ ہو برہان کہتا ہو -

[3] فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِنْ رَبِّكَ - سیپارہ ٢٠ رکوع ٧ -

اور محمد صاحب کی گرامی ذات کو بھی برہان (معجزہ یا خرق عادت) فرمایا جہان کہا

[4] يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِينًا

یہود اور نصاریٰ نے کہا ہم لوگ بھی بہشت مین جائینگے تو اونکو قرآن کہتا ہو -

[5] قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ - پارہ (١) رکوع (١٣)

معجزے کے معنی غیر کو عاجز کر دینے والے کا محاورہ قرآن مین -

[6] وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ - پارہ ٨ رکوع ٣ - وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ - سیپارہ ٢٤ رکوع ٢ -

مطلق عاجز کر دینا چونکہ نشان نبوت نہ تھا جیسے بارہا ذکر کیا - رسالتماب کے اثبات نبوت مین قرآن نے یہ ناقص لفظ ترک کر کے آیت اور آیات اور برہان کا لفظ استعمال فرمایا - اور خرق عادت کا لفظ چونکہ بالکل غیر صحیح تھا اسلیے اُسے صاف ترک کر دیا

---

[1] بیشک مین لایا تمہارے پاس تمہارے رب سے نشانی بیشک مین بناتا تمہارے لیے مٹی سے جانور کی شکل پھونکتا اوسمین پس وہ ہوجاتا جانور اللہ کے حکم سے ١٢

[2] اوسنے (زکریا) کہا میرے رب بنا میرے لیے نشانی کہا تیرے لیے نشانی ہو کہ تو بات نہ کریگا لوگون سے ١٢ -

[3] پس یہ دونون (عصا اور ید بیضا) دو برہان ہین تیرے رب سے ١٢ -

[4] اے لوگو بے ریب آئی تمہارے پاس برہان تمہارے رب سے - اور اوتارا تمہاری طرف نور ظاہر ١٢ -

[5] کہ لاؤ دلیل اپنی اگر تم سچے ہو -

[6] یعنے نہ تم عاجز ہو اور نہ وہ عاجز ہین -

انصاف سے دیکھو ایسے لفظون سے بچ رہنا ہی اعجاز ہے یا نہین۔ ان پڑھ وہ لفظ بولے جو شبہات سے پاک ہون اور پڑھے ناقص لفظ سبحان اللہ عیسائی اور تمام تاریخی مذاہب کے پابند علی العموم مانتے ہین کہ معجزات ہمیشہ ہوتے رہے بھلا جو چیز ہمیشہ ہوتی رہے وہ خرق عادت ہو سکتی ہے۔ یا وہ تبدیل سنت و تحویل عادۃ اللہ ہوگی

بعد اس تمہید کے سورۂ شعرا کی چند آیتون پر غور کرو۔ یہ تیسرا معجزہ ہوگا بلکہ کئی معجزات ہونگے۔ یہ سورۂ شعرا مکے مین اُتری جب آپ بالکل اکیلے تھے۔ کچھ لوگ جو ایمان لائے تھے وہ بھی حبشے کو ہجرت کر گئے تھے۔

منکرون کو آپ فرماتے ہین۔ تم میری تکذیب کرتے ہو اسکا وبال دیکھو گے تمھاری حالت زمین کے پودون کی طرح ہوگی جو آج ہے اور کچھ مدت کے بعد فنا ہوگا۔

فَقَدْ كَذَّبُوا[1] فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ - أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ - إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ - پارہ ۱۹- رکوع ۵-

پھر موسیٰ کا قصہ بیان کیا اور بتایا کہ فرعون مخالفت کے سبب سزایاب ہوا اور موسیٰ بچ رہا۔

وَأَنْجَيْنَا[2] مُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ أَجْمَعِينَ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ - سیپارہ ۱۹- رکوع ۶

پھر ابراہیم اور اونکی کامیابی اور اونکے دشمنون کی تباہی کا ذکر کیا اور کہا۔

---

[1] سو جھٹلا چکے۔ اب پہونچیگی اونپر حقیقت اس بات کی جسپر ٹھٹھے کرتے تھے۔ کیا نہین دیکھتے زمین کو کتنی اوگائین ہمنے وہین ہر بھانت بھانت چیزین آمین البتہ نشان ہے اور وہ بہت لوگ نہین مانتے ۱۲

[2] اور بچا دیا ہمنے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اوسکے ساتھ سارے پھر ڈوبا دیا اون دوسرونکو البتہ اسمین ایک نشانی ہے اور نہین بہت لوگ ماننے والے ۱۲

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ -

پھر نوحؑ اور اونکے ہمراہیون کی نجات - اور اونکی مخالف قوم کی ہلاکت کا ذکر کرکے فرمایا -

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ - سیپارہ ۱۹ - رکوع ۶، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵

پھر عادؑ اور اونکے دشمنون کی ہلاکت کا تذکرہ ہے - اور اوسکے بعد یہ کہا -

فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً - پارہ ۱۹ - رکوع ۱۱

پھر ثمودؑ کی نجات اور اونکے دشمنون کی ہلاکت کا ذکر کرکے کہا -

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً - سیپارہ ۱۹ - رکوع ۱۲

پھر لوطؑ کا ذکر اور اونکے مخالفون کی تباہی کا حال بیان کرکے کہا - إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً -

پھر شعیبؑ کی کامیابی کا بیان ہے اور آخر کہا کہ شعیب کے مخالف ہلاک ہوگئے -

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً - یعنی البتہ اسمین ایک نشانی ہے -

قَالُوا لَئِن لَّمْ تَنتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ - سیپارہ ۱۹ رکوع ۱۲ -

ایسا ہی جناب رسالتمآب کو بھی کہا اور سزا پائی -

یہ باتین روح الحق اور روح القدس سے کہین - قرآن نے آیات اور معجزات کے بعد کہا

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ - پارہ ۱۹ - رکوع ۱۰ -

یوسف کا تذکرہ بھی سورۂ یوسف مین ہے - اور کئی ایک آیات اور معجزات کا اشارہ ہے - جیسے فرمایا -

---

سلہ البتہ اسمین ایک نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے -

سلہ پھر اوسکو جھٹلانے لگے تو ہمنے اونکو کھپا دیا - اس بات مین البتہ نشانی ہے ۱۲-

سلہ پس لے لیا اونکو عذاب نے - اس بات مین البتہ نشانی ہے -

سلہ بولے اگر نہ چھوڑیگا تو اے لوط تو تو نکالا جاویگا ۱۲

سلہ لے اوترا ہے اسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر سنانیوالا ۱۲

لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ[1] - پارہ ۱۲ - رکوع ۱۲ -

یوسف کے بھائیون نے جسطرح کا سلوک کیا - اوسیطرح اہل مکہ نے آپکو نکالا - آخر شدید قحط مین آپکے پاس دعا کے لیے آئے -

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ[2] - سورۂ دخان - پارہ ۲۵ - رکوع ۱۲ -

اس آیت کے شان نزول مین لکھا ہے کہ مین جب قحط نہایت سخت پڑا ابوسفیان آپکے پاس آئے اور کہا تو صلۂ رحمی کا حکم کرتا ہے اور دیکھ تیرے باعث ہم کیسے وبال مین ہین تو دعا کر - آپنے دعا کی - جناب یوسف نے تو فرعونی خزانے سے غلہ دلایا تھا - آپ نے الٰہی خزانے سے دلایا - بخاری - سورۂ دخان -

اسیواسطے سورۂ یوسف کی ابتدا مین فرمایا لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ - اس سورۂ شعرا اور سورۂ یوسف مین گویا رسول خدا بتاتے ہین - تم مجھے کیسے ہی تکالیف دو آخر تم مانند مخالفین انبیاے سلف کے اپنی جھوٹی دنیا کی حمایت مین ہرگز کامیاب نہوگے - کفار کی تباہی میرے سامنے ہوجائیگی - اور چونکہ آپ موسٰی کے مثل تھے اسیواسطے کہا

إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا[3] - سورۂ مزمل سیپارہ ۲۹ - رکوع ۱۳ -

موسٰی کی پیشین گوئی سنو - شاید یہ پیشین گوئی بشارات مین نہین لکھی - یا اسطرح ہوگی فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا - دس ہزار قدوسیون کے ساتھ آیا - اور اوسکے داہنے ہاتھ مین ایک آتشی شریعت اونکے لیے تھی - استثنا ۳۳ باب ۲ -

---

[1] البتہ ہین یوسف اور اوسکے بھائیون کے مذکور مین نشانیان پوچھنے والون کو ۱۲ -

[2] جسدن لاوے آسمان دھوان صریح ۱۲ -

[3] ہمنے بھیجا تمھاری طرف رسول بتانیوالا تمھارا جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا پس پکڑی ہمنے اوسکو پکڑ وبال کی ۱۲

تعجب ہے یاجوج کی عقل پر کیا پتھر پڑے - اس بشارت مین دس ہزار قدوسیون کا ذکر ہے اور بخاری مطبوعۂ مصر و ہند مین لکھا ہے جب محمد رسول اللہ مکہ معظمہ مین تشریف لائے فاران کے پہاڑ سے ٹھیک دس ہزار قدوسیون کے ساتھ جلوہ گر ہوئے - دیکھو یہ بشارت کیسی صادق آئی - دیکھو بخاری مطبوعہ مصر نصف ثانی صفحہ ۵۰ - و مطبوعۂ ہند صفحہ ۶۱۳ -

مین اپنے ایمان اور وجدان سے حلفًا کہتا ہون - مجھے یہ بشارت دہریون کے واسطے بھی کافی نظر آتی ہے - اگر انصاف کرین اس سورت مین اللہ تعالے نے اکثر اون انبیا کا ذکر کیا جنکو اہل مکہ جانتے تھے - یہ اشارہ تھا کہ گویا آپ مختلف شرایع انبیا کے جامع ہین آپکی ذات گرامی کل اُن عمدہ صفات کی جامع ہے - جو فردًا فردًا اور انبیا مین پائی گئی ہین -

آپکا حلم ایسا تھا کہ اپنے ذاتی معاملات مین کسی سے بدلا نہ لیا -

شجاعت ایسی کہ توحید الٰہی کے واسطے اپنے ملک اور قوم مین شرک کا نام نہ چھوڑا اور تمام دنیا کو ہوشیار اور خبردار کر دیا - عیسائیون مین پروٹسٹنٹ نکلے پوپ سے انکار ہوا آریہ بھی کہہ اوٹھے وید شرک سے پاک اور شرک کا مخالف ہے -

آپکا کرم ایسا کہ کسی سائل کو بشرطیکہ اوسکا سوال خلاف تعظیم الٰہی نہو کبھی محروم نہ کیا -
آپکی دنیا سے بے رغبتی ایسی کہ مرنے کے دن تک باوجود اعلے درجے کی حکومت کے آپکی زرہ چند دانہ جو پر رہن تھی -

آپکی شیرین کلامی ایسی کہ کسی دشمن کے حق مین ثقیل لفظ نہ بولے - کسی ہادی اور مصلح پر نکتہ چینی نہ کی -

آپ صائب تدابیر ایسے کہ آپکی تدابیر صائب کے سامنے تمام دنیا کے اعدا کی تدبیرین بیکار ہوگئین -

آپکا دلربا چال چلن ایسا جسمین بلحاظ احادیث صحیحہ اور تاریخ کے حرف گیری کا موقع نہین
آپکا توکل ایسا کہ تمام اہل مکہ مخالف ہین اور پھر ذرا حزن و ملال نہین۔ کسی صحیح حدیث
مین نہین۔ اور یقیناً نہین۔ کہ اتنی بڑی عداوت عرب اور حالت غربت مین آپ اکثر محزون
رہتے ہون۔ ابو بکر یار غار آپکے ہجرت فرمانے سے گھبرائے تو آپ فرماتے ہین۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ سورۂ ہود۔ سیپارہ ۱۰۔ رکوع ۱۲۔
ڈر و نہین اللہ ہمارے ساتھ ہے ۱۲

آپکی صداقت وہ کہ صدیق مرید ہوگئے۔ آپکے صحابہ مین ایک بھی نہین گذرا جس نے
کبھی کسی حدیث کے بیان مین جھوٹ کہا ہو۔ اور بڑی صداقت بڑی صداقت نہایت
بڑی صداقت میرے وجدان کے مطابق علم حدیث کی صداقت اور محمد صاحب کی صداقت
پر یہ دلیل ہے کہ دو حدیثین صحیح ایک مرتبے کی اور دو آیتین اور احادیث صحیحہ اور آیات
قرآنیہ باہم متعارض نہین۔ سچ ہے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اگر آپ جھوٹ بولتے۔ یا آپکے
صحابہ کو جھوٹ کی عادت ہوتی۔ ضرور اونکی اس بات مین جو رسالتمآب کیطرف نسبت
کرتے ہین سخت تعارض ہوتا۔

یاد رہے باہم متعارض اور موضوع احادیث کی برائی اور غلطی اور انکا کذب اس جہت
سے ہوتا ہے کہ صحابہ سے نیچے کے راوی کذب بولتے ہین۔ متعارض اور موضوع احادیث
ان نیچے کے راویون سے پیدا ہوتے ہین۔ اگر مرفوع حدیث کا سلسلہ عمدہ وسائط سے
صحابہ تک پہونچ جاوے تو پھر تعارض نہین رہتا۔ اگر کہین کوئی تعارض دکھلائی دے تو ہم فہم مین وہ احادیث
متحد المعنی احادیث صحیحہ کے الفاظ دیکھو تو متقارب ہین۔ روایات دیکھو تو ایک دوسرے
کی تصدیق کرتے ہین۔ سچ ہے اور بالکل سچ ہے۔

لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۔ سیپارہ ۵۔ رکوع ۸۔

یعنی اگر قرآن یا یہ دین خدا سے نہوتا تو البتہ اوسمین اختلاف ہوتا - اور بہت اختلاف ہوتا حالانکہ اسمین ذرا بھی اختلاف نہین - تیس برس دُکھ اور سکھ کی مختلف اوقات مین باتین کین مختلف احکام دیے - سبحان اللہ پھر سب کے سب باہم موافق - قرآن آیات کو اسی واسطے متشابہات اور متشابہ کہتا ہو کہ ایک آیت دوسرے کی مصدق اور مثل ہو - مین دعوی کرتا ہون کوئی شخص دو حدیث صحیح ایک مرتبے کی میرے سامنے لاوے مین اوسے تطبیق کرکے دکھائے دیتا ہون -

آپکو اپنی صداقت پر ایسا یقین تھا کہ کبھی جنبش ظہور مین نہ آئی -

انبیا اور صلحا نیک ارادون مین ہمیشہ شیطان اور شریر القا کرتے ہین - مگر الٰہی نصرت شیطانی القا کو ہمیشہ باطل کر دکھاتی ہے -

اور اللہ تعالے اپنے آیات کو استحکام بخشتا ہو حضور کا استقلال تمام دنیا سے مخفی نہین جس کام کو اوٹھایا اور جس امر کا ارادہ کیا اوسکی تکمیل سامنے دیکھ لی - تب دنیا سے چلے جب سُن لیا -

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[1]

اور ندا ے الٰہی آگئی - اب تم اپنا کام کر چکے آؤ -

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ[2] - سورۃ نصر - سیپارہ ۳۰ -

میرا قلم صفات کے بیان سے رُکنا نہین چاہتا - مگر کیا کرون معذور ہون - اب مختصرًا مین ایک اور نظر آپکی تعلیم پر کرتا ہون - جیسے آپ تمام انبیا کے عمدہ صفات کے جامع مین

---

[1] آج مین پورا دیچکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا تمپر مین نے احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمہارے واسطے دین اسلام ۱۲

[2] جب آپہنچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو نے دیکھے لوگ پیٹھتے اللہ کے دین مین فوج فوج اب تسبیح کر اور بول اپنے رب کی خوبیان ۱۲

ویسی ہی اسکی حکیمانہ پاک تعلیم تمام دنیا کی عمدہ تعلیموں اور مشترک ضرورتوں کی حاوی ہے۔ اسی واسطے قرآن کی صفت ہے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْکِتٰبِ وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ[1]

سورۂ مائدہ - سیپارہ - ۶ - رکوع ۱۱ -

اسلام نے کوئی عمدہ تعلیم اور پسندیدہ بات نہیں جسکا حکم اور کوئی بری اور ناپسند بات نہیں جسکی ممانعت نہ کی ہو۔ بارہا سوال ہوا اسلام کو ہماری معاشرت اور دنیوی امور مین دخل ہے یا نہین مجھے یقین ہے اسلام ہمارے ان امور مین جنکا تعلق ہماری عام حالت صحت اور مرض سے ہے راحت بخش مقنن ہے۔ یہ صحت یا مرض روحانی ہو یا جسمانی - ہان ایسے امور مین جو خاص ملک یا خاص آب و ہوا یا اور خاص اسباب مختص الزمان یا مختص المکان کے ساتھہ تعلق رکھتے ہون - اسلام آزادی بخش مذہب ہے۔

توحید کا وہ بیان کہ ہادی اپنی عبودیت کا اقرار ایمان کا لازمی جزو قرار دے کوئی انکار کر سکتا ہے کہ کتب سابقہ کے ان الفاظ نے - اسرائیل میرا پلوٹھا ہے۔ میرا اکلوتا بیٹا - موسیٰ خدا سا وغیرہ وغیرہ اور سجدے کی عام رسم نے توحید الوہیت مین نقصان نہین پونچایا - ویدون مین اگر صاف صاف حکم ہوتا کہ سورج اور چاند اور عنصری آگ اور دیوتون کو سجدہ اور عبادت نکرو۔ تو یہ جھگڑا جواز یا عدم جواز بت پرستی کا آریہ ورت مین کیون پڑتا - اخلاق وہ کسی نبی پر کوئی اعتراض نہین - سب کا ماننا سبکا ادب اسلام مین ضرور ہوا - قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا[2] - وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ (سورۂ انعام - پارہ ۷ - رکوع ۱۹) سے بڑھکر کون حکم ہے جو اخلاق کا مصدر

---

[1] اور تجھپر اوتاری ہمنے کتاب تحقیق سچا کرتی اگلی کتابون کو اور سب پر شامل ۱۲

[2] کہو لوگون کو اچھا ۱۲ [3] اور تم لوگ برا نہ کہو ان لوگون کو جنکو وہ پکارتے ہین اللہ کے سوا ۱۲ -

بن سکے تعجب آتا ہی الزامی طور پر بھی قرآن عیوب کا اشارہ نہین کرتا -
آپنے کوئی حکم ایسا نہین فرمایا جسمین آج ہمکو کہنا پڑے کہ کاش اسلام مین یہ حکم نہوتا - کسی ایسی چیز سے منع نہین فرمایا جسمین آج ہمین یہ کہنے کی ضرورت ہو کہ کاش اسلامیون کو منع نہ فرماتے -

تمام عمدہ اور ستھری چیزون کی اجازت ہی - کل بُری اور خبیث اشیا سے ممانعت ہے نہایت پسندیدہ صفات مین عدل تھا - اِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ - فرماکر اوسکی تاکید کی - اور ظلم سے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ - کہکر سخت ممانعت کی (شرک بڑا ظلم ہو) عدل کی ضد ہی صدق مین - یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کہا - اور کذب کے حق مین لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ - فرمایا منشا صفات کاملہ علم ہے اوسکے لیے قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا - آیا - منشا شرور جہل ہے اوس سے اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ - کہکر سٹایا - احسان کی ترغیب اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ - سے ظاہر ہی - اور مد مقابل کی بُرائی وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَیُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ - سے عیان - معاد اور قیامت کا اعتقاد جو ہر خوبی اور نیکی اور دلی محبت و سلوک کا سرچشمہ اور تمام خوشیون اور امیدون کی غایت ہی - ایسی دلائل قویہ قانون قدرت سے مستحکم کیا ہی کہ اس سے زیادہ ممکن نہین -

---

ف۱ تحقیق اللہ حکم دیتا ہے عدل کا
ف۲ آگاہ ہو لعنت اللہ کی ظالمون پر ہے ۱۲
ف۳ اے مومنو ڈرو تم اللہ سے اور ہو تم ساتھ سچون کے ۱۲
ف۴ لعنت اللہ کی اوپر جھوٹون کے ۱۲
ف۵ کہہ تو اے رب زیادہ کر مجکو علم
ف۶ مین نصیحت کرتا ہون تجکو یہ کہ نہ ہوجاوے تو جاہلون سے ۱۲
ف۷ تحقیق رحمت اللہ کی قریب ہے نیکی کرنے والون سے ۱۲
ف۸ اور جب پیٹھ پھیرے دوڑتا پھرے ملک مین کہ اوسمین ویرانی کرے اور ہلاک کرے کھیتیان اور جانین اور اللہ خوش نہین [illegible]

ہان علوم مین جادو ٹونے - نجوم کا عملی حصہ وغیرہ ردیات سے وَاتَّبَعُوْا مَا[1]
تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰی مُلْکِ سُلَیْمٰنَ - فرما کر منع کیا
تمام اُمت کو کس امر کی تاکید کی - امت کو کیا کام سپرد کیا -
کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ[2]
وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ - سورۂ آل عمران پارہ ۴ - رکوع ۲۶ -
اسلام کی خوبی کیا بتائی - مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ[3] دیکھیے
ایمان کا مدار اسپر رکھا - لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ[4]
ایسے ملک مین جو سراسر جہالت ہو - اور کوئی کتاب وس ملک مین نہو - ایسی سیرت
اور تعلیم کا آدمی جسکی تمام تعلیم قواے فطری اور قانون قدرت کے موافق ہو جسمین
تمام روحانی ضرورتین موجود ہون - اگر معجزہ اور خرق عادت نہین تو نظیر دو -
مجھسے ایکبار گنیش داس نام سکھ نے کہا - سکھون کا مذہب تمام مذاہب سے بے عیب ہے
کیونکہ اوسمین بجز توحید اور حمد باری تعالےٰ کے کسی امر سے سروکار نہین - مین نے
عرض کیا - بتایئے مان بہن کے نکاح مین سکھی مذہب والا آزاد ہے - یا اس قسم کے
مسائل مین آریون ہندوون مسلمانون کا محتاج - بتقدیر اول آپ نمونہ دکھایئے
بتقدیر ثانی سکھون کا مذہب کامل نہین - اور عام اور مشترکہ ضرورتون مین کافی
نہین - ❊ -

---

[1] اور پیچھے لگے ہین اوس علم کے جو پڑھتے تھے شیطان سلطنت مین سلیمان کی ۱۲

[2] تم ہو بہتر سب امتون سے جو پیدا ہوئی ہین لوگون مین حکم کرتے ہو پسندیدہ بات پر اور منع کرتے ہو ناپسند سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر ۱۲ -

[3] یعنے مسلمان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ اور غیر مقصود چیز کو چھوڑ دے ۱۲ -

[4] یعنے کوئی تم مین کا مومن کامل نہین ہوتا ہے یہانتک کہ دوست رکھے اپنے بھائی مسلمان کے واسطے وہ چیز جو اپنے نفس کے لیے دوست رکھے ۱۲

احادیث مین جسقدر معجزات اور آیات نبوت اور علامات رسالت اور دلائل کمالات نبویہ کا ذکر ہی - پادری اور مخالف گروہ اونپر اتناہی اعتراض کرتے ہین - کہ احادیث معتبر نہین - مگر قومی روایات کے طور پر اونکو تسلیم کرنے سے چارہ نہین رکھتے - اسلامی مختلف مذاہب مین بطور اشتراک وجود معجزات تواتر سے ثابت ہی - اور اگر تواتر حجت نہین تو عیسٰی ابن مریم اور موسٰی نبی بنی اسرائیل کے نفس وجود سے انکار ممکن ہوگا - جو ایک سفسطہ ہی -

قحط مین آپنے دعا فرمائی - اور معًا مینہ برسا - بارہا تھوڑا پانی آپکی دعا سے بہتونکو کافی ہوا - قیصر اور کسری کی نسبت خبر دی کہ پھر قیصر و کسری نہونگے - تیرہ سو برس سے اوسکی تصدیق ہوتی ہی - قیصر ہند نہ تو مطلق قیصر ہی نہ قیصر ہند ہی - بلکہ قیصرۂ ہند ہی - حدیث صحیح مین آیا ہی - ہمیشہ میری اُمت مین ایک گروہ رہیگا جو حق پر غالب ہوگا - کوئی مخالف اونکو ضرر نہ دے سکیگا - اول تو ایسی پیشین گوئی کوئی صاحب مذہب اپنی مقدس کتاب مین بتائے - پھر اوسکی تصدیق کر دکھائے - مردون کو زندہ کرنا آپکا عام کام تھا - سنو قرآن کہتا ہی -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ -[1]

سورۂ انفال - پارہ ۹ - رکوع ۱۹ -

مسیحی طرز کے کرشمے آپکے اسقدر ہین کہ شمار مین نہین آسکتے - اور پھر انجیلی ثبوت سے کہین زیادہ ثبوت رکھتے ہین - کیونکہ ہزارون اولیاے کرام اور مشائخ عظام گذرے جنکے کرامات اور خوارق عادات اونکے مریدون نے اپنے چشم دید واقعات کرکے

[1] اے ایمان والو مانو حکم اللہ کا اور رسول کا جو وقت بلاوے تمکو ایک کام پر جسمین تمہاری زندگی ہی ۱۲ -

اون بزرگون کی زندگی مین لکھے ہین - اگر پادری لوگ دو تین مچھون یا جگرون کی تحریر پر یہ خیال کر اونھون نے چشم دیدہ واقعات کو مسیح کے زمانے مین قلمبند کر لیا تھا یقین کرتے ہین - اور حدیث پر اسلیے اعتماد نہین کرتے کہ وہ صحابہ کے زمانے مین قلمبند نہین ہوئی تو اسلامی اولیا اور صلحا کے کرامات اونکے مریدون کے ہاتھہ سے مشائخ اصحاب کرامت کے وقت کے لکھے ہوئے موجود ہین - پھر انپر تو انکار کی کوئی وجہ پادری بیان نہین کر سکینگے اون کرامات کو تسلیم کرین - اور چونکہ یہ سب کرامات محمدؐ رسول اللہ کے اتباع سے حاصل ہوئے ہین انکین اونکا وجود بوجہ اتم ماننا پڑیگا - (اگر انصاف اور خدا کا ڈر ہو) -

ایک پادری نے اندنون ایک رسالہ لکھا ہے - اور معجزے کو مرادف کرامت خیال کر کے رسالے کتاب کو بے کرامت کہا ہے - صاحب کرامت کے معنی عزت والے کے ہین - اور محمدؐ صاحب ایسے معزز ہوئے جنکی عزت کی نظیر تمام دنیا مین نہ پاوگے - کیا کانٹون کا تاج اونکو پہنایا گیا - کیا اونھون نے طمانچے کھائے - کیا اونکو سر کے بل لٹکایا گیا کہ بے کرامت ہوئے - خیر ہم اون کے بے کرامت رسالے کو انشاء اللہ تعالےٰ اچھی طرح ذلیل کرینگے - وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ -

تحقیق اجبار و اکراہ - عیسائیون کا اعتراض -

اکراہ اور جبر کے ذریعے سے غیر مذہب والون کو محمدی بنانا اسلام کا خاصہ ہے -

جواب - مخالف صاحبان یہ آپکا محض افترا ہے - اسلیے کہ محمدیون مین مؤمن اور محمدی مسلمان بننے کے لیے یہ امر لازمی اور ضروری ہے - کہ دل کے کمال خلوص سے باری تعالیٰ کی توحید اور محمدؐ صاحب کی نبوت اور قیامت وغیرہ باتون پر پورا پورا یقین ہو - اور ظاہر ہو کہ جبر سے اور زور سے دلی اعتقاد پیدا نہین ہوتا - پس جبر سے محمدی مسلمان

بنانا ممکن ہی نہین - قرآن کے آیات ذیل پر غور کرو - صاف ظاہر کرتے ہین کہ جبر و اکراہ سے
محمدی مسلمان بنانا جائز نہین -

پہلی آیت سورۂ بقر مین موجود ہی اور یہ سورت مدینے مین نازل ہوئی - اس آیت
مین یہ عذر بھی آپ نہین کر سکتے کہ یہ آیت مکے مین اُتری جبکہ اہل اسلام کمزور تھے اور جہاد
کی آیتین اوترنے کا محمد صاحب نے دعویٰ نہین کیا - اور یہ وہ سورت ہی جسمین

قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ - سورۂ بقرہ - سیپارہ ۲ - رکوع ۲۴ -[1]

کا حکم ہو چکا تھا - وہ آیت جسکا ذکر مجھے مطلوب ہی اور جسمین واضح ہی کہ جبر اور اکراہ اسلام
مین جائز نہین یہ ہے -

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ - سورۂ بقرہ سیپارہ ۳ - رکوع ۳۴[2]

پادری صاحبان کیسے صاف طور سے قرآن نے اکراہ اور جبر کی نفی کی ہے -
اب مین چاہتا ہون کہ آپکو قرآن کی بہت سی ایسی آیتین سُنا دون جو مکے اور مدینے
مین اُتری ہین اور اونمین جبر و اکراہ سے دین مین لانے کا ابطال موجود ہی - جہاد کے
مسئلے پر آپکو ایک لنبا چوڑا مضمون علحدہ سُنائین گے -

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ
فِي قُلُوبِكُمْ - سورۂ حجرات سیپارہ ۲۶ - رکوع ۲ -[3]

أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ - سورۂ یونس سیپارہ ۱۱ - رکوع ۱۵ -[4]

---

[1] اللہ کے رستے مین ونمین لوگون سے لڑو جو تمسے لڑتے ہین اور حد سے بڑھ نجاؤ کیونکہ زیادتی کرنے والونکو اللہ پسند نہین کرتا ۱۲

[2] اسلام مین جبر نہین ہے ہدایت اور گمراہی مین کھلا فرق ہوگیا ہے - ۱۲

[3] اعراب نے کہا ہم ایمان لائے تو کہہ کہ تم مؤمن نہین ہوئے لیکن بولو کہ ہم فرمانبردار ہوئے اور ابھی ایمان تمھارے دلون مین داخل نہین ہوا ۱۲

[4] کیا تو (اے محمد) لوگون کو مؤمن بننے پر مجبور کرتا ہے - (نہین) - ۱۲

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا- سورۂ نساء- سیپارہ ۵ رکوع ۱۱-

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ- سورۂ توبہ سیپارہ ۱۰ رکوع ۱-

جن لوگون نے غلطی سے یہ سمجھا ہی کہ اسلام تمام مذاہب مین ایسا سخت مذہب ہے کہ اپنے سوا دنیا کے ہر ایک مذہب کا تلوار سے استیصال کرتا ہے اور لڑائی اور زور سے دوسرے مذاہب کو باطل کرنا چاہتا ہے-

ان لوگون کی غلط فہمی بات مذکورۃ الصدر سے بالکل ظاہر ہے- اور اسلام اور صاحب اسلام اور اوسکے جانشینون خلفای راشدین کے اس چال وچلن سے صاف آشکارا ہی- کہ اسلام مین صلح یا فتح کے بعد رعایا اور صلح سازون کو خواہ مخواہ مسلمان نہین کیا جاتا- کیا رسول خدا محمد مصطفےٰ کے وقت خیبر کے باشندون کو جو قسیّ القلب یہود تھے اپنے مذہب پر نہین رکھا گیا- اور یہودان خیبر کے لیے صلح کے بعد یہودیت پر عملدرآمد کرنے مین کوئی روک ٹوک تھی- کیا بحرین والے عیسائیون پر تشدد کیا گیا ہی- کہ تم عیسائی مذہب کو ترک کرو- کیا بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت عمرؓ نے یروشلم کے یہودیون و عیسائیون کو وہان آباد ہونے نہین دیا-

ہان ایک قسم کا ٹکیس ایسی رعایا سے لیا جاتا تھا- جسکو عربی زبان مین جزیہ کہتے ہین اور وہ ٹکیس بھی نہایت خفیف درجے کا ہوتا تھا جسکا لگانا اونھین لوگون کے امن

---

۵۱ جو شخص رسول کی اطاعت کرے یقیناً اوسنے اللہ کی اطاعت کی- اور جو پیٹھ پھیر دے (اوسکی خوشی) ہمنے تجھکو اونپر نگہبان نہین بھیجا ہے ۱۱- [illegible]

۵۲ اور اگر کوئی مشرکین سے تیرے پاس پناہ چاہے اوسے پناہ دے کہ وہ خدا کا کلام سنے پھر اوسکو اوسکی امن کی جگہ پونہچا دے

اور چین کے لیے ضروری تھا۔ مسلمانون کی جانین اور مال جس امن کے قائم رکھنے کے
لیے خرچ ہوتے تھے اوسی امن کے واسطے اسلام کے سوا دوسرے مذہب والونسے
چندہ چپنے لیے جاتے تھے۔

یادداشت ۔جزیہ قتل کا بچاؤ نہین تھا کیونکہ قتل کا بچاؤ امن صلح معاہدہ
خالی عن الجزیہ سے ہوسکتا تھا۔ جزیہ تو ماتحت رعایا سے لیا جاتا تھا جنکی حفاظت کے
ذمہ دار مسلمان ہون۔ مسلمانون سے سخت ٹیکس سالانہ زکوۃ اور لڑائی کے وقت سامان
جنگ لینے کا حکم۔ اور مسلمانون کے سوا دیگر مذاہب والے ان محاصل سے بری تھے دو آدمی
دیگر آزاد ہوجاتے تھے۔ لاکھ روپئے کا مالدار مسلمان کم سے کم ڈھائی ہزار روپیہ زکوٰۃ دے
اور کافر تین روپئے کبھی آٹھ اتنی ہی ملکیت پر۔ پس جزیہ مسلمان بنانے پر رغبت نہین دیتا۔
بلکہ دنیا کی محبت والے کو اسلام سے مانع ہے۔ (خلاصہ تقریر سید)

ضروریات سلطنت اور امن کے لیے ہمین ہندوستان کے ٹیکس اور محاصل جسوقت کھلائی
دیتے ہین اوسوقت پادری صاحبان کے اعتراض پر تعجب آتا ہے۔

اس زمانے مین بہار کی فتح کا خرچ غریب ہندوستان پر۔ اور اوسکے خزائن اور دفائن
اور منافع تجارت اور معزز ترین نوکریون کے فوائد اہل انگلستان کو حاصل ہین۔

رہا بادشاہان اسلام کا چال چلن جو اونھون نے ملک گیری اور فتوحات مین
دکھلایا۔ اونمین بعض کے حد سے بڑھجانے کا اسلام ذمہ دار نہین ہوسکتا۔ اور اون
لوگون کی رفتار اور کردار سے اصول اسلام پر حرف نہین آسکتا۔ کیونکہ انگلستان اور
فرانس بلکہ یورپ کے بعض وحشی مزاج سنگدل بادشاہونکی بداطواری خاکسار عیسویت
کو قابل ملامت ٹھہرا نہین سکتی۔

بیشک اسلام اور اہل اسلام - بانی اسلام اور اوسکے جانشینان برحق یعنی خلفای راشدین کے غزوات اور جہادات کے ذمہ دار ہین - اور انشاءاللہ تعالی مضمون جہاد مین ثابت کردیا جائیگا کہ وہ سب دفاعی تھے یعنی خود حفاظتی پر اون سب کی بنا تھی -

آخر مین سر ولیم میور کا یہ فقرہ لکھنا نامناسب نہوگا - وہ لکھتے ہین - "گو شہر مکہ نے بطوع ورغبت آنحضرت کی عظمت کو تسلیم کرلیا مگر تو بھی تمام باشندون نے ابھی اسلام قبول نہین کیا تھا - ایسا معلوم ہوتا ہو کہ آپکا شاید یہ منشا ہوگا کہ اہل مکہ کو مدینے کے طور پر چھوڑ دیا جاوے کہ رفتہ رفتہ خود بخود بلا اکراہ و اجبار اسلام مین داخل ہوتے جائین گے"

(لائف آف محمد از سر ولیم میور جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ -)

ہمارے کتب مغازی مین (خواہ کیسی ہی ناقابل وثوق کیون نہون) کوئی ایک بھی ایسی مثال نظر نہین آتی کہ آنحضرت نے کسی شخص کسی خاندان کسی قبیلہ کو بزور شمشیر و اجبار مسلمان کیا ہو - سر ولیم میور صاحب کا فقرہ کیسا صاف صاف بتاتا ہو کہ شہر مدینے کے ہزارون مسلمانون مین سے کوئی ایک شخص بھی بزور و اکراہ اسلام مین داخل نہین کیا گیا اور اوسکے بعد بھی آنحضرت کا یہی رویہ اور سلوک رہا - بلکہ اون سلاطین عظام (محمود غزنوی - سلطان صلاح الدین - اورنگ زیب) کی محققانہ اور صحیح تواریخ مین کوئی ایک بھی مثال نہین ملتی کہ کسی شخص کو اونھون نے بالجبر مسلمان کیا ہو - ہان ہم اونکے وقت مین غیر قومون کو بڑے بڑے عہدون اور منصبون پر ممتاز و سرفراز پاتے ہین - پس کیسا بڑا ثبوت ہو کہ اہل اسلام نے قطع نظر مقاصد ملکی کے اشاعت اسلام کے لیے کبھی تلوار نہین اوٹھائی -

ف عالمگیری لڑائی اگر کبھی ہندو راجہ سے ہوئی ہو تو اوسکی لڑائی تاناشاہ سے بھی ہوئی ہو جو سید تھا اور عالمگیری لڑائی اپنے باپ بھائیون سے

جہاد

آنحضرت کے دشمنون اسلام کے مخالفون نے اکثر یہ طعن کیا ہی - کہ آپکا دین بزور شمشیر شایع ہوا ہی - اور تلوار ہی کے زور سے قائم رہا - جن مؤرخین عیسائیون نے آنحضرت کا تذکرہ یعنے لائف لکھی ہے آپ پر طعن کرنا اونھون نے اپنا شعار کر لیا ہی - اور اونکے طعن کی وجہ فقط یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپنے اپنے تئین اور اپنے رفقا کو دشمنون کے حملون سے بچایا - یہ سچ ہے کہ بعض برگزیدگان خدا دنیا مین وقتاً فوقتاً پیدا ہوئے ہین اور سوء اتفاق اور گردش تقدیر سے خدا کی راہ مین اور اعلاے کلمۃ اللہ کی کوشش مین شہید ہوئے ہین - اور بعض لوگ ایسے بھی گذرے ہین جنھون نے خلل دماغ کی وجہ سے اوس امر کا دعوی کیا جسکی تکمیل اونسے نہو سکی - الغرض مخبوط بھی گذرے ہین اور مجذوب بھی ہوئے ہین جنھون نے اپنی مجنونانہ حرکات کی سزا پائی - مگر اس سے یہ کہان لازم آتا ہی کہ مثلاً اگر حضرت مسیح مصلوب ہوئے یا مسیلمہ کذاب اپنی کذابیت اور مجذوبیت کی سزا کو پہنچا تو معاذ اللہ آنحضرت کو بھی اونکی تقلید کرنا فرض تھا - اور بغیر اپنی رسالت کے اتمام و تکمیل کے شہید ہو جانا لازم تھا -

قوانین اسلام کے موافق ہر قسم کی آزادی مذہبی اور مذہب والون کو بخشی گئی جو سلطنت اسلام کے مطیع و محکوم تھے - لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (سورۂ بقرہ تیسرا سپارہ) دین مین کوئی اجبار نہین - یہ آیت کھلی دلیل اس امر کی ہی کہ اسلام مین اور اہل مذاہب کو آزادی بخشنے اور اونکے ساتھہ نیکی کرنے کا حکم ہے -

[1] اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ سورۂ ممتحنہ ۲۸ سپارہ

---

[1] احسان کرو تم اونسے اور انصاف کرو طرف اونکے تحقیق اللہ دوست رکھتا ہی انصاف کرنے والون کو ۱۲ -

یہ آیت کسی بے قابو مجذوب کا قول نہین ہے۔ نہ کسی فلسفی کا خیال خام ہے۔
بلکہ یہ اوس شخص کا فرمودہ ہے جو ایسی سلطنت کا بادشاہ تھا۔ جو اتنی قدرت رکھتی تھی۔ اور
جسکا انتظام ایسا عمدہ تھا کہ جیسے اصول کو چاہتی نافذ کر سکتی تھی۔ اور فرقون اور اشخاص
نے دین مین بھی اور سیاست مدن مین بھی مذہبی آزادی بخشنے کی ترغیب دی ہے۔ مگر اوسکے
عملدرآمد کی تاکید صرف اوسوقت تک کی ہے جب تک وہ خود بے قابو اور کمزور رہے ہین۔
لیکن شارع اسلام نے مذہبی آزادی کی ترغیب ہی نہین دی بلکہ اوسکو احکام شریعت مین
داخل کر دیا ہے۔ رسول اللہ نے بنی حارث اور بنی نجران کے بڑے اسقف اور
اور اساقفہ کو اور اونکے مریدون اور راہبون کو بایں مضمون نامہ لکھا۔
کہ ہر چیز قلیل و کثیر جس حیثیت سے اب تمہارے کنائس اور خانقاہون مین ہے
اوسی حیثیت سے وہ تمہارے پاس باقی رہیگی اور تم اوسے اوسیطرح کام مین لاؤ جس طرح
اب لاتے ہو۔ خود خداوند عالم اور اوسکا رسول عہد کرتا ہے کہ کوئی اسقف اعظم اپنی عملداری
سے اور کوئی راہب اپنی خانقاہ سے اور کوئی اسقف اپنے عہدے سے برخاست
نہ کیا جاویگا۔ اور اونکی حکومت اور حقوق مین کچھ تغیر و تبدل نہ کیا جاویگا۔ اور نہ اوس
بات مین کچھ تغیر کیا جاویگا جو اونمین مرسوم و مروج ہو۔ اور جب تک وہ صلح و دین
کو اپنا شعار رکھین گے اونپر کسی قسم کا جور نہ کیا جاویگا نہ وہ کسی پر جور و ظلم کرنے پائینگے۔
جس زمانے مین آنحضرت مبعوث ہوئے اوس زمانے مین مختلف قومون کے باہمی
فرائض کو کوئی جانتا بھی نہ تھا کہ ایک قوم کو دوسری قوم سے کیا سلوک کرنا چاہیے
جب مختلف قومین یا قبیلے باہم لڑتے بھڑتے تھے تو نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ضعیف آدمی تہ تیغ
بے دریغ کیے جاتے اور بے گناہ لونڈی غلام بنائے جاتے۔ اور قوم فاتح قوم مفتوح

کے معبودون یعنے بتون کو لوٹ لیجاتی تھی۔ تیرہ سو برس کے عرصے مین رومیون نے ایک
ایسا سلسلہ قوانین اختراع کیا تھا جو وسیع بھی تھا اور مضامین عالیہ سے مملو بھی تھا۔ مگر اوس
اخلاق اور اوس انسانیت و مروت کو جو ایک قوم کو دوسری قوم سے کرنی چاہیے
رومی خاک بھی نہین سمجھتے تھے۔ وہ فقط اس غرض سے لڑائیان لڑتے تھے کہ گرد و نواح
کی قومون کو مغلوب و مقہور کرین۔ اونکے نزدیک عہد و پیمان کا نقض کر دینا کچھ بڑی
بات نہ تھی۔ بلکہ مصالح وقت پر مبنی تھی۔

(۲) دین مسیحی کے جاری ہونے سے بھی اون خیالات مین کچھ تغیر و تبدل نہوا۔ عیسائیون
کے زمانے مین بھی لڑائی مین وہی بے رحمیان اور وہی قتل اور لوٹ مار ہوتی تھی۔
جو رومیون کے عہد مین ہوتی تھی۔ اور فاتحین مفتوحین کو بلا تکلف لونڈی غلام بنا ڈالتے
تھے۔ اور عہد و پیمان کر کے پھر توڑ ڈالنا بے ایمان سرداران فوج کی راے پر موقوف تھا

الغرض دین مسیحی نے قومی اخلاق کا کچھ تصفیہ نہ کیا۔ اوس زمانے کے محققین مسیحی
نے اس قومی اخلاق کے فقدان کو اپنے دین مین ایک نقص عظیم نہین قرار دیا ہے۔
حالانکہ یہ نقص اسوجہ سے پیدا ہوا تھا کہ اونکا دین ناقص اور ناتمام چھوڑ دیا گیا تھا۔

مذہب پروٹسٹنٹ نے جب فروغ پایا تب بھی علماے مسیحی کی مذہبی تعدی مین کچھ فرق
نہ آیا۔ ہالم صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ "اس مہذب دین (پروٹسٹنٹ) کے مختلف
شعبون اور فرقون سے اعظم معاصی یہ معصیت سرزد ہوئی کہ بندگان خدا پر دین مین جبر و
اکراہ کرتے ہین۔ اور یہ گناہ ایسا ہے کہ ہر ایک ایماندار آدمی جتنی زیادہ کتب کی سیر کرتا ہے
اوتنی ہی اوسکو اوس سے کدورت اور نفرت ہوتی جاتی ہے"۔ الغرض عیسائیون کے
جدید فرقون مین باہم یا کلیساے روم سے اعتقادات مذہبی مین کیسا ہی اختلاف

عظیم ہو مگر اس باب خاص مین وہ سب متفق الرائے ہین - کہ جو قومین دین مسیحی کے دائرے سے باہر مین اونسے کوئی سلسلہ مواجب و حقوق مشترکہ کا قائم رکھنا یا کسی قسم کا فرض اونکی نسبت بجا لانا حرام مطلق ہے - برخلاف دین مسیحی کے یہ بات اسلام کی طینت مین داخل نہین کہ اور اہل مذاہب سے کنارہ کشی اختیار کرے - اوس زمانہ جاہلیت مین جبکہ نصف دنیا پر اخلاقی اور تمدنی تاریکی چھائی ہوئی تھی - آنحضرت نے وہ اصول تمام بنی آدم کی مساوات کے تعلیم فرمائے جنکی قدر اور مذہبون مین بہت کم کی جاتی تھی - چنانچہ وہ لائق مورخ (ہالم صاحب) جسکا قول ہمنے پہلے نقل کیا ہے لکھتا ہے کہ "دین اسلام بندگان خدا پر عرض کیا گیا - مگر کبھی اونسے جبراً انہین قبول کرایا گیا - اور جس شخص نے اس دین کو بطیب خاطر قبول کیا اوسکو وہی حقوق بخشے گئے جو قوم فاتح کے تھے - اور اس دین نے مغلوب قومون کو اون شرائط سے بری کر دیا جو ابتدائے خلقت عالم سے پیغمبر اسلام کے زمانے تک ہر ایک فاتح نے مفتوحین پر قائم کیے تھے"۔

ہم اس امر کا قطعی انکار کرتے ہین کہ اسلام نے کبھی لوگون کو زبردستی مسلمان کرنا چاہا ہو - بلکہ اسلام نے فقط اپنی ذات کی حفاظت کے لیے تلوار پکڑی اور اسی غرض سے شمشیر بکف رہا - عیسائیون کے نزدیک اختلاف مذہب ایک وجہ وجیہ جنگ و جدل کی کی تھی - جیسے قوم سیکسن و فریسین کو اور دیگر اقوام جرمنی کو شارلمین شاہ جرمنی نے قتل و قمع کیا -

جسوقت سے صوبہ میکسکو[۱] اور صوبہ پیرو مین لاکھا بندگان خدا تہ تیغ کیے گئے - جس زمانے سے فرقہ انجینسر فرانس مین مقتول و مذبوح ہوا - اور جسوقت سے اون خون ریز لڑائیون

---

[۱] یہ دونون صوبے جنوبی امریکا کے ہین - یہان اہل ہسپانیہ نے لاکھا آدمیونکو صرف بوجہ اختلاف مذہب قتل کیا ۱۲ -

مین جو تاریخ یورپ مین جنگہاے سنی سالہ کے نام سے مشہور ہین بڑی بڑی خونریزیان ہوئین۔ اوسوقت سے اوس زمانے تک جبکہ سکاٹلنڈ مین پیروان مسلک کالون نے اور انگلنڈ مین تابعان دین لوتھر نے شدید ظلم و تعدی کی ایک غیر منقطع سلسلہ جبر و اکراہ اور تعصب و نفسانیت اور غلو بیجا کا امور دینی مین چلا آیا ہے۔ جو دین مسیحی کے لیے مخصوص ہے اور جس سے اسلام بحمد اللہ ہمیشہ بری رہا ہے۔

غزوات صلیبی مین ملاحظہ کیجیے مجاہدین عیسائی کا کردار مسلمانون کے مقابل مین کیا رہا۔ ایک معتبر مورخ لکھتا ہے کہ جب خلیفۂ ثانی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سنہ ۱۶ھ مین بیت المقدس مین داخل ہوئے تو گھوڑے پر سوار سفرونیوس اسقف اعظم کے ساتھ بیت المقدس کی عمارات قدیم وغیرہ کی باتین کرتے ہوئے شہر کے اندر چلے گئے اور جب نماز ظہر کا وقت آیا تو آپنے اوس کلیسا ے بزرگ مین نماز پڑھنا پسند نہ کیا جہان اوسوقت کھڑے تھے۔ بلکہ ایک اور کلیسا کے زینے پر فریضہ نماز ظہر ادا کیا اور اسقف اعظم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر مین اس کلیسا ے بزرگ کے اندر نماز پڑھتا تو آیندہ مسلمان اوس معاہدہ کے خلاف کرتے جو ہمسے اور تمسے ہو گیا ہے۔ اور یہ حیلہ کرتے کہ جب خلیفہ نے اس گرجا مین نماز پڑھی ہے تو پھر ہمکو کون مانع ہے۔ مگر جب مجاہدین عیسائی نے بیت المقدس پر قبضہ پایا تو مسلمین کے اطفال خورد سال کو دیوارون سے ٹکرا ٹکرا کر اونکے بھیجے پھاڑ ڈالے۔ اور جوانون کو زندہ بھون بھون کر مارا اور بعضون کے پیٹ چاک کر ڈالے کہ دیکھین سونا تو نہین نگل گئے ہین۔

اور یہود کو اونکے معابد مین بند کر کے زندہ جلا دیا۔ اور تقریباً ستر ہزار بندگان خدا کو تہ تیغ بے دریغ کیا۔ الغرض اسلام نے اپنے نفس کی حفاظت کے لیے تلوار پکڑی تھی

مگر دین مسیحی نے اس غرض سے شمشیر لی کی کہ آزادی خیال اور آزادی اعتقاد کو صفحہ روزگار سے مٹا دے قسطنطین اعظم نے جب دین مسیحی قبول کرلیا تو یہ دین تمام ملک مغربی مین پہیل گیا - اور اوسوقت سے اس دین کو کسی دشمن کا خوف باقی نہ رہا - مگر جس ساعت سے اس مذہب کو فروغ ہوا اوسی ساعت سے اسکی سچی خاصیت ظاہر ہونے لگی - یعنے اور ادیان سے نفرت و بیزاری کرنے لگا - اور جہان جہان دین مسیحی شایع ہوا وہان وہان لوگون کو اور کسی مذہب پر چلنا بے ایذا اوٹھائے غیر ممکن ہوگیا - برخلاف عیسائیون کے اہل اسلام صرف صلح و عافیت کی ضمانت طلب کرتے تھے اور حفظ جان و مال اور مساوات کامل کے عوض مین کچھ برائے نام جزیہ مانگتے تھے[1]"

عیسائیون نے اس مضمون کے (جہاد) خصوص مین نہایت نفرت انگیز تحریرات دنیا مین پہیلائے ہین - اور ناواقفان تاریخ اور سادہ دلون کو دام تزویر مین پہنسانا چاہا ہے اونھون نے انجیل کے ایک دو فقیرانہ فقرون کو قرآن کریم کی ملکی تمدنی اخلاقی اور عادت اللہ کے موافق تعلیمات سے مقابلہ کرنے مین نہایت بے رحمی سے بیش بہا وقت ضایع کیا ہے -

اسلیے ضرور ہوا کہ ہم غزوات محمدیہ لکھنے سے پہلے توریت شریف کے موافق ثبوت دین کہ عادت الٰہی اس بارے مین کسطرح جاری ہے - اور باوجود رحیم و کریم ہونے کے ذراسی اپنے قانون کی خلاف ورزی پر کیسی کیسی سزائین مثلاً لعنت و با بیماری قتل حرق غرق انسان پر نافذ کرتا ہے - یا بلفظ دیگر قانون قدرت (لاز آف نیچر) پر حملہ کرنے والون اور احکام اللہ کے عاصیون کے دفاع مین کیسے کیسے سخت جہاد کرتا ہے اور کرتا جائے گا -

---

[1] اول سے یہانتک تنقید الکلام سے اقتباس کیا گیا ہے مفصل دیکھنا ہو تو اصل کتاب ملاحظہ کرو ۱۲

پھر توریت کے نبیوں کے جہادات پہ سرسری نظر کر جائین - اور پھر ذراسی نگاہ اون بے بس انجیلی معلم کے مخفی انتقام آمیز فقرات پر کرین تاکہ سفر ور رضا رئی پر اوس مجبور خاکساری مگر خفیہ غضبناکی کی قلعی کھل جاوے -

الٰہی انتقام

گناہ - عصیان - عدول حکمی - نقض قانون قدرت - حکام دنیوی کی بغاوت - یہ ایسے عوارض ہین جنکے باعث انسان قابل سزا ہو جاتا ہے -

پیدایش ۳ باب - خدا نے آدم کو ایک درخت کا پھل کھانے سے منع کیا - سانپ نے حوا کو پھر حوا نے آدم کو بہکایا - اسپر خدا نے سانپ کو ملعون کیا - عورت کو درد زہ مین مبتلا کیا - زمین کو بے قصور ملعون کیا - آدم کو آرام کی جگہ سے نکالدیا -

جب نوح کے وقت انسان کی بدی بڑہ گئی - تو خدا انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا - پیدایش ۶ باب ۶ -

اور خداوند نے کہا کہ مین انسان کو جسے مین نے پیدا کیا روے زمین پر سے مٹاڈالونگا - انسان کو اور حیوان کو بھی اور کیڑے مکوڑے اور آسمان کے پرندون تک کیونکہ مین انکے بنانے سے پچھتاتا ہون - پیدایش ۶ باب ۷ -

باب ۷ مین لکھا ہے کہ اوسنے غضب مین سبکو غرق کردیا - پیدایش ۱۲ باب ۳ - ابراہیم سے فرمایا جو تجھے برکت دیتے ہین اونھین برکت دونگا - اور جو تجھپر لعنت کرتے ہین اونپر لعنت کرون گا -

پیدایش ۲۸ باب ۲۲ - یعقوب اور ابراہیم کے خدا نے فرعون کا دل خود ہی سخت کیا - پھر مینڈکون جوؤن لہو پسوؤن وبا ژالہ باری آگ ٹڈی اور اقسام اقسام کے عذابون

مین مبتلا کرتے کرتے آخر غرق ہی کرکے چھوڑا۔

غرض تمام کتب مقدسہ ایسے مضامین سے بھری پڑی ہین۔ کہ فلان قوم پر خدا کا غضب نازل ہوا۔ فلان ملک تباہ و برباد ہوا۔ نبیون کی واویلا کی آوازین ابھی توریت کی لپیٹون مین گونج رہی ہین۔ عموماً قانون قدرت کی خلاف ورزی سے جو سزا اقوام دنیا نے پائی اور پا رہی ہین اسپر ہم کچھ لکھنا نہین چاہتے کیونکہ عیان بات ہے۔ اور بچے اور پاگل اور کم عقل۔ کوئی بھی اس سزایابی سے مستثنیٰ نہین۔

بنی اسرائیل خاندان مسیح کا قتل

پیدایش۔ ۳۴ باب ۲۵۔ کس فریب اور دھوکے سے سکم اور حمور اور اونکے شہر والے بنی اسرائیل کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ دیکھو اعداد ۳۱ باب۔ ۷۔ اونھون نے مدیانون سے لڑائی کی جیسا خداوند نے موسیٰ سے فرمایا تھا۔ اور سارے مردون کو قتل کیا۔ آیت ۸ اوی۔ اور رقم۔ اور صور۔ اور حور۔ اور ربع کو جو مدیانون کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا۔ مدیان کی عورتون اور بچون کو اسیر کیا۔ مواشی اور مال و اسباب کو لوٹا۔ شہرون اور قلعون کو پھونک دیا۔ آیت ۱۵۔ موسیٰ اونپر اسلیے غصے ہوا کہ عورتون کو کیون جیتا رکھا۔ یہ تو گناہ کا باعث نہین۔ کل باب ملاحظہ ہو اور ضرور۔

اعداد۔ ۳۳۔ ۵۵۔ پر اگر تم زمین کے باشندون کو اپنے آگے سے دفع نہ کروگے۔ تو یون ہوگا کہ جنھین تم رہنے دوگے تمھاری آنکھون مین خار ہونگے اور کانٹون کے مانند تمھارے پہلوؤن مین چبھینگے۔ الخ۔

اعداد ۳۴ باب ۔ ۶ سے ۔ ۱۵ تک ۔ ۸۴ ۔ شہر لاویون کے لیے۔

استثنا۔ ۳ باب ۴۔ اور ہمنے اوسیوقت اوسکے سب شہر لے لیے۔ وہان ایک شہر

بھی نہ رہا جو ہمنے اونسے نہ لے لیا۔ ساٹھ شہر ۔ ارجوب کا سارا ملک ۔ سارا باب دیکھ جاؤ۔
ایضاً ۔۲۰۔ باب ۔ ۴۲ ۔ مردون اور عورتون اور بچون کو حرم کیا۔
ایضاً ۱۲ باب ۲ سے ۴ تک ۔ اونکے بتون کو توڑ ڈالیو ۔ گھنے باغون مین آگ لگائیو ۔ اونکے
معبودون کی کھدی ہوئی مورتون کو چکنا چور کیجیو۔
ایضاً ۲۰ باب ۱۰ و ۱۳ ۔ جزیہ لینا لوٹ مارنا اور خوبصورت عورتون کا پسند کرنا۔
ایضاً ۷ باب ۲ سے ۴ تک ۔ جب خداوند تیرا خدا سات قومون کو تیرے حوالے کرے ۔ اونھین
ماریو ۔ حرم کیجیو ۔ اونسے عہد نہ کریو ۔ اونپر رحم نہ کریو وغیرہ وغیرہ ۔
اعداد ۲۱ ۔ و ۱۶ و ۳۱ باب ملاحظہ کرو۔
یشوع ۵ باب ۱۴ ۔ الٰہی فرشتہ یشوع کا لشکر ہوکر آیا ۔ تب اوس یشوع نے تمام لوگون
کو جو شہر مین تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بوڑھا ۔ کیا بیل کیا بھیڑ اور گدھا سبکو
ایک سخت ہلاک کیا ۔ تہ تیغ کیا ۔ حرم کیا ۔ یشوع ۶ باب ۲۱ ۔
ایضاً ۶ باب ۲۴ ۔ سب کچھ پھونک دیا مگر سونا اور روپا ۔
ایضاً ۷ باب ۱۵ ۔ انبیای بنی اسرائیل کا مارشل لا (جنگی قانون) دیکھو ۔ مجرم آدمیونکا جلانا
ایضاً ۷ باب ۲۵ ۔ و ۸ باب ۲۴ ۔ و ۸ باب ۲۹ ۔ و ۱۰ باب ۴۰ ۔ سنگسار کرکے
جلانا اور پھر اوسپر پتھرون کا تودہ لگانا ۔ قتل عام کرنا ۔ بادشاہون کو پھانسی
دیکر پتھراؤ کرنا ۔ بادشاہون کو فنا کرنا ۔ بلکہ حسب الحکم خداوندی کوئی ذی روح باقی
نہ رکھا ۔ ایک بادشاہ بھاگ کر یاعیل کے خیمے مین آیا ۔ اونے فریب سے اوس کے
سر مین میخ گاڑ دی ۔ قاضی ۴ باب ۲۱ ۔
پھر قاضی ۵ باب ۲۴ ۔ اس وحشیانہ حرکت سے مبارک ٹھہرے ۔

قاضی ۵ باب ۳۰ - وہ دو دو کنواریون کو سپاہیون کیلیے رکھا۔

قاضی ۹ باب ۴۹ - سکم کے برج مین آگ لگا کر لوگون کو جلا دیا۔

قاضی ۸ باب ۱۶ - سپاہ کو روکی نہ دینے سے کسقدر لوگ قتل کیے گئے

۲ سموئیل ۱۲ باب ۳۱ - داؤد نے ربہ کے بادشاہ کا تاج اوتار اپنے سر پر رکہا -
لوگون کو آرون اور کلہاڑون اور لوہے کی داؤنی گاڑیون کے نیچے کیا -
اور اینٹون کے جلتے پزاوے مین جلا دیا۔

ا - تاریخ ۲۰ باب ۳ دیکہو۔

۲ سلاطین ۱۰ باب ۱۱ - یہو نے اخی اب کے سارے گہرانے کو بالکل نابود کیا۔

۲ سلاطین ۱۵ باب ۱۶ - مناخم نے تمام حاملہ عورتونکے پیٹ پہاڑ ڈالے۔

۲ سلاطین ۲۳ باب ۱۶ - قبرون سے ہڈیان نکلوا کے الٰہی حکم سے جلوائین -

ہمنے عہد عتیق سے مختصراً انبیای بنی اسرائیل کے آتش افشان جہاد نقل کرکے منصفونکے روبرو رکھدیے ہین - ہم دعوی کرتے ہین کہ یہ غضب یہ ستم یہ قہر مکانون کو ڈہانا شہرون کو آگ لگا دینا باغون اور ہرے درختون کو جلانا قتل عام کرنا سر زمین مین گاڑنا آرون کلہاڑون سے چروانا پزاوونمین جلوانا حاملہ عورتون کے پیٹ پہاڑنا - اسپر بہی قوت غضبی کا فرو نہونا تو قبر سے ہڈیان نکلوا کر جلوا کر جی ٹھنڈا کرنا - ہاے ستم یہ افعال ہرگز ہرگز اسلام اور رحیم بانی اسلام سے سرزد نہین ہوئے - کون شخص اس حکم کو سنکر کانپ نہین اوٹہا - وہ تو اوسے عہد مت باندہیو" اور نپر رحم نہ کریو" بخلاف اسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے جانشینان برحق جب کسی طرف کو لشکر روانہ کرنے لگتے - اول نصیحت سردار لشکر کو یہ ہوتی - ملک مفتوح کی عورتون - بچون - بوڑہون - نا توان ہون -

عبادتگاہون۔ خانقاہ نشینون سے تعرض مت کرنا۔ کھیتون کو مت جلانا۔ پھلدار درختونکو
مت کاٹنا۔ انصاف سے سوچنا چاہیے اس سے بڑھکر کیا رحم ہوسکتا ہے۔

انبیاے بنی اسرائیل جیسے حضرت داؤد یشوع و موسیٰ وغیرہ کے سخت جہادون
کی نسبت جب کوئی معترض اعتراض کرتا ہے عیسائی لوگ بیباکی سے فورًا پکار
اوٹھتے ہین کہ اونھون نے خطا کی وہ معصوم انسان نہ تھے۔ اور یہ کہ اونھون نے
دین کے واسطے جنگ نہین کی۔

یاد رہے یہ اس قوم کا سخت دھوکا ہے۔ توریت اعلان کر رہی ہے کہ موسیٰ میرا برگزیدہ
رسول۔ میرا اکلوتا۔ میری مرضی پر چلنے والا ہے۔ ابتک بنی اسرائیل مین کوئی نبی
نہین اوٹھا جس سے خداوند آمنے سامنے آشنائی کرتا۔ استثنا ۳۴ باب ۱۰۔

حضرت داؤد کی نسبت جس سے بڑھکر سفاکی شاید اور کسی سے کمتر ہوئی ہوگی
لکھا ہے۔ داؤد نے میرے سارے حکمون کو حفظ کیا۔ اور اپنے سارے دل سے
میری پیروی کی۔ تاکہ فقط وہی کرے جو میری نگاہ مین اچھا تھا۔ (۱ سلاطین ۱۴ باب ۸)

داؤد نے خداوند کی نگاہ مین نیکوکاری کی۔ (۱ سلاطین ۱۵ باب ۵۔)

اور میری شریعتون اور حکمون پر اپنے باپ داؤد کیطرح چلتا۔ (۱۔ سلاطین ۱۱ باب ۳۳)

یشوع بن نون روح قدس و دانائی کی روح سے معمور تھا۔ (استثنا ۳۴ باب ۹)

یہ تمام مدح و ثنا جو توریت ان نبیون کی نسبت کرتی ہے کیا رائگان ہے نہین نہین
وہ بالکل خداوند خدا کی مرضی پر چلے اور اوسی کے حکم سے سب کام کیے۔

پس ان برگزیدون کا فعل اصل نفس جہاد کی اباحت اور استحسان کی کافی دلیل
ہے۔ رہی یہ بات کہ اونھون نے دین کی خاطر نہین کیا۔ تو پھر کیا دنیا کی خاطر کیا۔ یا ہوو

اور لغو کام کیا - اور اگر اون قومون کے معاصی کی سزا ہو - تو صاف معلوم ہوا دین کے خاطر جنگ کی - اگر وہ خدا کی قوم بنی اسرائیل کیطرح ٹھیک موسیٰ یا توریت کے مطیع ہوتے تو کاہے کو ایسی خطرناک سزائین پاتے -

ہم بڑے زور اور صداقت سے دعویٰ کرتے ہین کہ نبی عربی صلعم نے کبھی کسیکو اکراہًا مسلمان کرنے کے لیے تلوار نہین اوٹھائی - اور جب اوٹھائی تو صرف خود حفاظتی اور دفاع مین اوٹھائی - اور پھر اوسمین بھی کمال رحم و رافت کو مرعی رکھا - سخت سے سخت دشمن سے بھی کبھی توریت والا معاملہ نہین کیا - اور یہی بات ہم انشاء اللہ غزوات محمدیہ مین دکھادینگے -

غزوات مسیحیہ

متی ۲۴ باب ۳۰ - حضرت مسیح فرماتے ہین جب مین آؤنگا دنیا کی ساری قومین چھاتی پیٹینگی -

متی ۱۶ باب ۲۷ - کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال مین اپنے فرشتون کے ساتھ آویگا - تب ہر ایک کو اوسکے کام کے موافق سزا دیگا - بعضے یہی موت کا مزہ نہ چکھینگے -

سبحان اللہ خاکسار حلیم بندہ کیسے تزک و احتشام سے تشریف لاتا ہے - اور کیسے جنگجو مزاج سے - اگر انجیل اور پیروان انجیل کے عقائد پر نظر کی جاوے تو مسلہ جہاد کا اور مخالفون سے جنگ کرنے کا عجیب طور پر ملسکتا ہے - عیسائی علما آیت مذکور الصدر کی یہ تاویل کرتے ہین کہ مسیح کا آنا یہی طیطس رومی کا آنا ہے جس نے خطرناک خونریزی یروشلم مین کی - اور جب یروشلم مین مسیح نے کسی زمانے مین کبوتر بیچنے کی شدید مخالفت کی تھی اوسمین اوسنے سور کی قربانی کرائی - شاید رومی بت پرست مسیح

کے فرشتے تھے - اس آیت سے یہ بات آشکارا ہے کہ اجسام انسانی مین جناب پھر حلول کرکر آتے ہین - سبحان اللہ عجیب بدل بدل خفیہ خفیہ کارسازیان کرتے ہین - دکھانیکے ...... اور کھانے کے اور -

جس حالت مین مسیح کا اجسام مین حلول کرآنا اور دوسرے انسانون کے جسم مین آکر عاصیون اور باغیون سے انتقام لینا انجیلی مذاق پر مسلم ہے - تو کیئے والا اس عقیدے کی بنا پر کہہ سکتا ہے کہ عرب مین اوسی منتقم نے جو پہلے زمانون مین لوگون کو وباؤن قحطون اور جنگون سے ہلاک کرتا رہا - اور خاکساری بے نسبی کی حالت مین یہودیون کی منتین کرتا رہا کہ مجھے مانو اور کبھی دھمکاتا کہ دیکھو مجھے مانو ورنہ فرشتون کے لشکرون کے ساتھ آکر تمھین تباہ کردونگا - ہان اوسی منتقم نے عبداللہ اور آمنہ کے گھر مین جنم لیا اور بت پرستون اور الٰہی باغیون سے واجبی انتقام لیا ہم نہین سمجھتے کہ عقلمند پادری صاحبان اس بات کو کیونکر رد کرسکتے ہین -

اور سنیئے - متی ۸ باب ۳۲ - سورون کے غول کو مسیح نے ہلاک کیا - پادری کلارک اور پادری لاہر صاحب کہتے ہین کہ وہ سور تعداد مین دو ہزار تھے اور وہ اسلیے ہلاک ہوئے کہ آدمی کی جان کا نقصان کرتے تھے - اور اسلیے بھی کہ ملک والون کو معلوم ہو کہ مسیح کون ہین - اور اسلیے بھی کہ ایک نجات دو ہزار سور کی ہلاکت سے بہتر ہے - اور اسلیے کہ مخالف شریعت یہودون کا مال تھا - یا ایسی غیر قوم کا مال تھا جو شریعت کی بے عزتی کرنے والی تھی - اور دونون صورتون مین ان سورون کی ہلاکت جائز تھی - اب اس تفسیر پر اور ان پر گہری نگاہ کرکے دیکھو اور سوچو کہ سورون کا ہلاک کرنا جائز ہے -

متی ۷ باب ۶ - جو پاک ہے کتون کو مت دو - اور اپنے موتی سورون کے آگے مت پھینکو - اس سے معلوم ہوا کہ بعض آدمی بھی سور ہین - اب غور کرنا چاہیے کہ سورون کا ہلاک کرنا مسیح سے ثابت ہے - اور بعض آدمیون کا سور اور کتا ہونا مسیح کے کلام سے ثابت پس آدمیون سے جو سور اور کتے ہون اجتناب کرنا اور اونھین قتل کرنا کیسے ممنوع ہوگا -

پادری صاحبان ! - اگرچہ ہم اتنا قبول کرنا گوارا کرلین کہ بیٹا باپ سے جو طوفانون اور وباؤن سے لوگون کو ہلاک کرتا ہے - کسیقدر زیادہ رحیم ہے - مگر کیا کرین خود انجیل سے اوسکا آدمیون کو سور اور کتے کہنا اور اونکو ہلاک کرنا ثابت ہوا جاتا ہے - ہان انجیل نویس لفظ سور کے استعارے کے تقلیب مین قتل ابن آدم کو چھپایا چاہتے ہین - بیشک بیٹے مین اتنی بات ضرور ہے کہ ایک زمانے تک وہ اپنے ضعف و ناتوانی اور قلت انصار و اعوان کے سبب سے پٹتا رہا اور طمانچے کہاتا رہا - الا جب فرشتون کے لشکر کے ساتھ آیا تب اوسکا رحم و فضل و رنمود کی مسکینی سب غائب ہوگئی اور لگا دھڑا دھڑ منکرون اور ٹھٹھو کنے والون سے بدلے لینے - سچ ہے کمزوری کھلے جہاد کا فتوے کاہیکو دینے دیتی - کہ منکران کلام حق سے علانیہ موسی کیطرح انتقام لیتے - مسیح ہوکی دھمکیون (جب مین آونگا) اور گہاس کے مٹھون سے ڈرانے مین تو کچھ کوتاہی نہین کی - مگر حضور کی ان سرسون بھری توپون سے کاہیکو کوئی ڈرنے لگا تھا -

عیسائیون کو آجا کے بڑا فخر اس بات پر ہوتا ہے کہ مسیح کمال بردباری اور تحمل کی تعلیم دیتا ہے - کہ "جو کوئی تجھے ایک گال پر تپانچہ مارے دوسرا گال بھی پھیر دے - اور اگر ایک کوس بیگار مین پکڑ لیجاوے تو دو کوس چلا جا - اگر کوئی تیرا کپڑا پکڑ لے تو اوسے دیدے"

مین کہتا ہون - نہین بلکہ عقل سلیم اور فطرت مستقیم کہتی ہی کہ کبھی ایک لمحہ بھر کے لیے یہ خیالی احکام تعمیل ہوئے - یا کبھی کسی نے کوشش کی - ایسی گوش خوش کن باتون پر نازان ہونا دانشمندی نہین -

بودہ اور آرین اور جینیون کے اصول اس سے بھی زیادہ لفظی اور خیالی رحم پر مبنی ہین - کہ کسی ایک ذی روح کو ستانا مذہبًا وہ جائز نہین سمجھتے - مگر ایسی گھرتون سے کیا فائدہ - اور ان بے مغز ستون پر فخر کے کیا معنے - کوئی نہین جواب دے سکتا کہ ان احکام پر کبھی عمل ہوا - یا عادۃ اللہ انپر عمل کرنے کی مختلف القویٰ اور متباین الاوضاع انسان کو اجازت دیسکتی ہی - متقدمین نصاریٰ کا ذکر جانے دو جنپر اوّل اول روح القدس نے جلوہ کیا - اور جنکی رفتار بنی نوع کے ساتھ ہم مقدمے مین ذکر کر آئے ہین - آجکل کی مہذب ترقی یافتہ یورپ کی سلطنتون کو دیکھ لو - کیا اونکے توانین ملکی کا مدار اسی پر ہے - اس ادعاے ترقی کے زمانے مین شب و روز جان کش آلات جنگ کے ایجاد و اختراع مین لگا رہنا ہر وقت لڑائی کے داؤ پیچ بچا رہتے رہنا اور پھر ہم پر کمیشن پر کمیشن بھیجکر بڑے بڑے ضلاع اور حیال سے ممالک غیر مین ریشہ دوانی کرنا - ایک کو دغا ایک کو لالچ - ایک سے قطع - ایک سے وصل -

صاحبو یہ احکام مسیحی کی تعمیل ہے -

یاد رہی صاحبان ! صاف دل لوگون کو بہت جلد دھوکا دینے پر آمادہ ہوتے ہین - کہ فلان افریقہ کے بادشاہ نے ملکہ معظمہ قیصر ہند سے پوچھا کہ آپکی ترقی سلطنت کی کیا وجہ ہی - ملکہ ممدوحہ نے اوسکے جواب مین انجیل بھیجدی " اللہ اللہ - سوچو عقل کو کام فرماؤ - دھوکے بازیون سے کیا فائدہ - اصلیت کہان چھپی رہتی ہی - گریبان مین منہ

مُنہ ڈالو۔ ذری ہسٹری آف انڈیا ہی اوٹھا کر دیکھلو۔ کہا شک ہے امر پایہ صداقت کو پونہچا ہوا ہے مصلحت ملکی مانع ہو کہ ہر ایک پہلو کو بالوضوح ہم ثابت کردین۔

بعض جلد باز کرسچن جھٹ بول اوٹھینگے کہ معاملات پولیٹیکل کو اسنے کیا نسبت۔ بلاشبہ ہم بھی بڑے خوش ہونگے۔ پس اسلام کے دفاع اور آیات جہادیہ قرآنی کو پولٹیکل مشکلات کا حلال مانتے ہوئے اونھین کونسی بات مانع ہے۔

صاحبو! یہ تعلیم مسیحی اوسوقت ہوئی۔ یا یون کہ سکتے ہو کہ ایسے وقت کے لیے مناسب تھی جبکہ اوس تعلیم کا معلم ایسا کمزور تھا کہ اپنے شاگردون تک تو اوسکو اعتما د نہ تھا۔ کوئی تیس روپے پر گرفتار کروانے کو موجود۔ کوئی بزدلی سے اصلًا ہی انکار کو حاضر ملعون کہنے کو آمادہ۔ اور دھر یہود کی وہ سرکشی وہ قساوت کہ ایسی خاکساری پر بھی بقول آپکے جیتا نہ چھوڑا۔ بھلا فرمایئے ڈرتے کیا نہ کرتے۔

دوستو۔ تعلیم کی خوبی تو یہ ہے کہ قواے فطرت انسانی سے مناسب اور موضوع کام لینے کو کہے۔ غضب اور انتقام سے اپنے موقع پر۔ رحم اور حلم سے اپنی جگہہ پر غرض جو جو افعال وخواص قواے موجودہ مین ودیعت کیے گئے ہین وہی صادر ہون۔ یہی تعلیم قرآن واسلام کی ہے اور اسی پر مصالح دنیوی واخروی کے قیام کا مدار ہے۔ اور جو قوم تہذیب وشائستگی کا میلان رکھتی ہے۔ انھین قوانین پر عملدرآمد کرنے کی سعی کرتی ہے۔

ہمین حیرت پر حیرت ہوتی ہے کہ اس روشنی کے زمانے مین ان پرانی لکیر کے فقیر پادریون کی آنکھہ نہین کھلتی۔ وہی ابلہ فریب ڈھکوسلے ہانکے چلے جاتے ہین۔ دنیادار ملکی آدمیون کو جانے دو (جو کہتے ہین کہ اتوار کے روز

انجیل کے موافق اگر ریل چلانا - تار کا محکمہ ڈاک کا محکمہ اور بعضے اور کارخانون کو
قطعًا بند کر دیا جاوے تو ابھی مصالح دنیوی درہم برہم ہو جاتے ہین - گویا انجیل کی
تعلیم کے نقص کے قائل ہین - اور ایک تھیوری سے زیادہ اوسے نہین سمجھتے)
ان دیندار پادریون ہی سے پوچھو نہین دیکھو یہی جنھون نے انجیل کے خلاف فطرت
تعلیم کے اثبات کا خواہ مخواہ ٹھیکہ لیا ہے (نہین حضرت معقول تنخواہ پر) کہ کبھی خود بھی
ان احکام پر چلے ہین - افسوس صد افسوس - اسلام اور قرآن پر اعتراض

غزوات محمدیہ

آنحضرت ایک ایسی قوم مین مبعوث ہوئے تھے جو ضلالت مجسّم اور جہل مرکب تھی
جسکے رسوم و عادات خبائث و وحشیانہ تھے - جو جدال و قتال کو حاصل زندگانی
سمجھتی تھی - پہلے تو آنحضرت کی زجر و توبیخ پر اوس جاہل قوم نے تمسخر کیا - بعد
اسکے اوس قوم کو غیظ آیا - اور خواہش انتقام پیدا ہوئی - مگر تاہم آپکے اصحاب کی
کثرت ہوتی گئی - قریش کا غیظ و غضب عادۃً اسطرف متوجہ ہوا کہ دین جدید کے
پیروون کو سخت تکلیف پونہچانی شروع کی - بہت سے لوگ رحیم رسول کے اشارہ
سے جو اونکے مصائب کو دیکھنا گوارا نہین کر سکتا تھا اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر
ایک اجنبی ملک افریقیہ کو نقل کر گئے - مگر آپ اکیلے الٰہی امداد و توفیق کے سہارے
پر اوسی وحشت انگیز خوفناک مقام مین ٹھہرے رہے - کیونکہ اپنی قوم کی وحشیانہ
اور الٰہی غضب کی مستوجب حالت آپکے رحیم و کریم قلب سے وہین قیام کے لیے
زبان حال سے فرمایش کرتی تھی - آپ قلبًا آرزومند تھے کہ گو جان مخاطرے مین

[1] ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۱۰ -

کیون نہ پڑے۔ پر اس نالائق قوم کو خدا کے رحم و فضل مین شامل کیا جاوے۔ جب قوم کے ذاتی تکالیف و شدائد قطعًا آپکے دل سے بھلا دیے تھے کہ آپ اپنی پیاری مگر ناقدرشناس قوم کے گھر گھر تشریف لے جاتے اور بڑی شفقت و محبت سے اونھین فرماتے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْہُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا۔ اللہ تمھین حکم کرتا ہے کہ اوسکی عبادت کرو اور کسی کو اوسکے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔

یہ صاف اور سیدھی تعلیم بہت جلد گھر گھر اثر کرنے لگی[1]۔ اور خداوند خدا کی چیدہ برگزیدہ جماعت کے افراد دن بدن بڑھنے لگے۔ اب اس ترقی کو دیکھکر سرکش بت پرست اور بھی آگ بگولا ہو گئے۔ قریش کا اشتعال طبع عادۃً کچھ تعجب انگیز بات نہین۔ کیونکہ انکا الٰہی الہامی آواز سے اونکے کان آشنا نہین ہوئے تھے۔ اسرار علم و نبوت کے ادراک کے عادی نہ تھے۔ مسیح جیسے خاکسار حلیم پر بنی اسرائیل جیسے اہل کتاب تعلیم یافتہ قوم کیسے جھنجھلائے کہ کوئی دقیقہ ایذا کا فروگذاشت نہین کیا۔

ناچار بقیہ مسلمان پھر حبش کو بھاگ گئے۔ اور وہان کے بادشاہ پاس جا کر پناہ گزین ہوئے۔ اسکو اسلام مین ہجرت ثانیہ کہتے ہین۔ اس قلیل مدت مین صرف اکیلے شہر مکے سے تراسی (۸۳) آدمی حبشے کو ہجرت کر گئے[2]

یہ امر نہایت قابل غور ہے کہ آتشین بت پرستون کی غضبی حرارت اسپر بھی ٹھنڈی نہین ہوئی۔ اونھون اپنے سفیر حبشی بادشاہ کے پاس بھیجے اور بڑے سے بڑے حیلے [illegible] مہجور الوطن مسلمانون کی گرفتاری کے لیے عمل مین لائے۔ مگر جعفر بن ابی طالب کی پُر اثر تقریر سے بادشاہ حبش نے متاثر ہو کر ظالم قریش کو ناکامیاب واپس پھیر دیا[3]۔ اسپر سفیر ناکا

---

[1] ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۲۸۔ [2] ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۴۵۔ [3] ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۱۴۔

اسطرح اپنا سا منہ لیکے لوٹنا قریش کی غضبناک طبیعت پر اور بھی تازیانے کا کام کر گیا۔ ابتو اونکی ایذا رسانی کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا اون تکالیف کا ذکر کیا جاوے۔ جو اسوقت قریش سے آپکو اور آپکے اصحاب کو پہونچی ہین۔

اگرچہ آنحضرت کی ذاتی وجاہت اور بنی مطلب کی قومی عصبیت آپکے لیے ذاتی اور جانی ضرر پہونچنے کے مقابل سپر عظیم تھی۔ مگر اور خارجی مصائب پر آپکی بشری حالت ضرور مضطرب ہوتی تھی۔

آپ ایک دفعہ نماز پڑھ رہے تھے۔ جب سجدے مین گئے۔ ایک پلیس بدکردار کے اشارے سے آپکے دوش مبارک پر خون اور گوبر کا لتھڑا ہوا اونٹنی کا بچہ دان ڈالا گیا قریش کے اس بے رحم مقابلے نے آخر آپکو طائف کیطرف متوجہ کیا کہ شاید وہین کوئی متنفس راہ حق کی طرف آجاوے آخر وہان تشریف لے گئے صرف زید آپکا خادم ساتھ تھا عبد یالیل اور دیگر روساے طائف کو دعوت حق کی اون لوگون نے اوس شفقت کا یہ عوض کیا کہ غلامون اور فلاشون اور لڑکون کو آپکے عقب مین لگا دیا۔ اور وہ تین کوس تک آپکو پتھر مارتے ٹھٹھا کرتے اور گالی گلوچ دیتے چلے گئے۔ اس معرکے مین زید آپکا خادم سخت زخمی ہوا۔ اور خود ذات مبارک بھی لہولہان ہو کے واپس تشریف لائے۔ اثناے راہ مین ایک فرشتے نے طائف والون پر بددعا کے لیے کہا۔ مگر رحیم رسول نے جواب مین فرمایا کہ گو اہل طائف نے مجھسے اچھا سلوک نہین کیا۔ الا مین امید کرتا ہون کہ انھین لوگون سے خدا ایسی اولاد پیدا کریگا۔ جو اوسی واحد لاشریک لہ کی عبادت کرین گے۔

پھر آپنے مواسم حج مین یعنے جب اطراف کے لوگ حسب قاعدہ قدیم بیت اللہ کی

زیارت کو آتے وعظ کہنا شروع کیا۔ اور منیٰ مین جب لوگ جمع ہوتے وہین اونکو اسلام کی طرف بلاتے۔ اس سے اکثر اہل مدینہ زائران بیت اللہ مسلمان ہوگئے کیونکہ مدینے کے اہل کتاب سے جو حسب عادہ کتب الہامیہ ایک نبی کے منتظر تھے بشارتین سن سن اونکی قوت انفعالی جلد اثر قبول کرنے کے قابل ہو چکی تھی۔

اب بعضے مظلوم مسلمانون کو ایک نئی جاے پناہ سوجھی جسے اونکے نئے ایمانی بھائیون نے بخوشی خاطر بہم پونہچانے کا وعدہ کیا۔ مکے مین جو جو مصائب اون لوگون پر گذرے اونھین پڑھکر جگر شق ہوا جاتا ہے۔ ابو جہل سفاک نے عمار کی مان سمیہ کو ایسا ستایا کہ اوس بیچاری کے اندام نہانی مین برچھے مارے اوسنے اس تازہ فضل کے شکریے مین ہیبتناک قتل کو گوارا کر لیا۔ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۶۔

اور مسکین مسلمانون پر یہ گذرتی کہ سنگدل قریش پتھرون کو دھوپ مین گرم کرتے اور وہ صحابہ کے سینون پر رکھتے۔ اور جب دھوپ سے پتھر گرم ہوتے تو اونپر لٹاتے۔ ابن ہشام صفحہ ۱۰۹۔

پس اس کے سوا اور کچھ نہین ہوسکتا تھا کہ مسلمان اوس مبارک بستی (مدینہ) کو اپنے نئے خیرخواہون کے یہان چلے جاوین۔ ملک افریقہ مین پناہ لینے والون کا حال سن ہی چکے ہو۔ اب ان مدینے جانے والون کی سنیے۔ کہ دشمن وہان تک بھی مار کرتے ہین۔

عیاش ابن ربیعہ مسلمان ہوکر مدینے چلے گئے۔ ابو جہل اور حرث دونون عجیب داؤن سے اوسکو مکے مین لائے کہ تیری مان تیری جدائی مین سخت بدحال ہے۔ اور بلا وینے قسم کھائی ہے کہ جبتک تجھے نہ دیکھے کنگھی نہ کریگی۔ یہان پہونچ کر

اوسے ایسی اذیتین پونہچائین کہ سُنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہین - ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۶۲-
صہیب نے چاہا کہ مکے سے چلا جاوے کفار نے اوسکا مال و اسباب کچھہ بھی اوسکو ساتھہ
لیجانے نہ دیا - کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۷-

سبحان اللہ آپکے اتباع کا تو یہ عالم ہو رہا تھا - اور ادھر اسیر بھی اسلام گھر گھر پھیلتا جاتا تھا
اب اہل مکہ نے تمام اپنی تدابیر کو اسلام کی روک مین کمزور دیکھکر چاہا کہ نبی عربی کو قتل ہی کر ڈالین
مگر بعضی قومی اور رسمی بندشون کی وجہ سے بنی مطلب سے ڈر گئے - اسلیے دار الندوہ[1] مین ایک
انجمن منعقد کی - وہان یہ تجویز ٹھہری کہ مختلف قبیلون کے چند نوجوان ہوشیار ملکر ایک ہی دفعہ
محمد رسول اللہ صلعم پر ٹوٹ پڑین اور تلوار سے اوسکا کام تمام کر ڈالین - بنو مطلب کس کس سے
لڑینگے - آپ الہام الٰہی کے مخبر سے اطلاع پاکر مع ابو بکر صدیق رض اپنے خالص رفیق کے مدینے
کو چلے گئے - اس کمیٹی کی مختلف راؤن اور فیصلے کے بابت قرآن مین یون آیا ہے -

اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ
وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ - سورۂ انفال سیپارہ ۹ - رکوع ۴ -

آپکے پکڑ لانے پر سو اونٹ کا انعامی اشتہار دیا گیا - عرب مفلس جنگجو اور سو اونٹ کا انعام
خوب قابل لحاظ ہے -

خدا کے فضل سے آپ تو مدینے مین پہونچ گئے اور بڑے اعزاز و اکرام سے وہان
قبول کیے گئے - اوسوقت سے قریش اور اونکے شرکا یعنے یہودون کے بغض و عناد سے
مسلمانون کو اپنی حراست اور حفاظت نہایت بیدار مغزی کے ساتھہ کرنی پڑی - سبحان اللہ

[1] یہ قریش کے پارلیمنٹ کی جگہ تھی - اسمین قریش کے سوا اور قوم کا آدمی چالیس برس سے کم عمر کا داخل نہین ہوسکتا تھا -
[2] جب کا فرتیری بابت تجویزین خفیہ لڑا رہے تھے کہ تجھے قید کرین یا نکالدین یا مار ڈالین - اور اللہ بھی تجویز کر
رہا تھا اور اللہ تدابیر مین سب پر غالب ہے ۱۲

ایک چھوٹے سے شہر پر ہزارہا قبائل عرب کے متفق و متواتر حملوں کو روکنا پڑا۔ پس ایسے ہنگام میں سخت تدارک کرنے کی ضرورت ہوئی تھی تاکہ مسلمانونکے گروہ کا وجود باقی رہے۔ ادھر مکے میں جو غریب مسلمان رہ گئے تھے اونکی چشم دید تکالیف یاد آ آ کر آپکو رنج دیتی تھیں اسپر باری تعالیٰ کو رحم آیا اور انسانی دفاع و حمایت کرنے والے نے یون بیدار فرمایا۔

[1] وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا - سورۂ نساء سیپارہ ۵ - رکوع ۱۰

اور قتال کی پہلی اجازت دینے والی آیت اُتری -

[2] أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ - سورۂ حج سیپارہ ۱۷ - رکوع ۱۳

مکے میں مسلمان دکھ دیے جاتے کہ اسلام کو چھوڑ دین - اونکے لیے حکم ہوا -

[3] وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ [4] وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ -

یعنی اسلیے لڑو کہ لوگ آزمایشون اور دین میں پھسلائے جانے سے بچ جاوین اور ظاہر و باطن مین مسلمان ہوکر بسر کرین ایسا نہیں کہ ڈر کے مارے اندر سے مسلمان اور

---

[1] اور تمکو کیا ہو کہ نہ لڑو اللہ کی راہ مین اور واسطے اونکے جو مغلوب ہین مرد اور عورتین اور لڑکے جو کہتے مین اے رب ہمارے نکال ہمکو اس بستی سے کہ ظالم ہین اسکے لوگ اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور پیدا کر ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار ۱۲

[2] حکم ہوا اونکو جنسے لوگ لڑتے ہین اسواسطے کہ اونپر ظلم ہوا اور اللہ اونکی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جنکو نکالا اونکے گھرون سے اور کچھ دعویٰ نہیں سوائے اسکے کہ وہ کہتے ہین ہمارا رب اللہ ہے ۱۲ -

[3] اور لڑتے والون سے لڑو تو کہ دین سے بچلنا نہ رہے اور پورا دین ہو جاوے - ۱۲ (ظاہر و باطن مین مسلمان ہو)

[4] ای حَتّٰی لَا یُفْتَنَ مُؤْمِنٌ عَنْ دِیْنِهٖ وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ - ای حَتّٰی یُعْبَدُ اللّٰهُ لَا یُعْبَدُ مَعَهٗ غَیْرُهٗ - ابن ہشام جلد اول صفحہ ۱۶۴ -

باہر سے کا فیصلہ

اب ان تمام مقدمات کا لازمی نتیجہ وہ دفاعی غزوات ہین جو مظلوم مسلمانون اور بانی اسلام کو قریش سے کرنے پڑے ہین۔

اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اول آیات قتال کو لکھدیا جاوے۔ تو کہ ہر منصف دور اندیش کو اس بات کے سوچنے کا موقع ملے کہ قران کریم نے قتال وجہاد کے کیا علل اور حدود بیان فرمائے ہین۔ اس امر کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ جیسا معرکون اور میدانہاے جنگ مین مبارزین کی تقویت اور ترغیب کے لیے دانشمند سپہ سالار ہر طرحکی تجاویز عمل مین لاتے ہین۔ مثلا باجون دل افزا تقریرون اور دیگر اسباب سے اونکے حوصلون کو بڑھاتے ہین اور اونکی ہمت کو ابھارتے ہین۔ ویسا ہی موقع پڑنے پر اور مشکلات کے پیش آنے پر قرآن کریم بھی ایسی تدابیر کو کام مین لایا ہو۔ اور ٹھیک اہل عرب کے دستور کے موافق جیسے وہ معرکہاے قتال مین رجز پڑھتے اور اون رزمیہ اشعار سے تیر وتفنگ سے بڑھکر کام لیتے۔ قرآن نے بھی شکستہ دل مسلمانون کے استظہار اور قوت قلبی کو قوی کرنے کے لیے رجزیہ اشعار کے بجاے پُر تاثیر آیات بیان فرمائے ہین۔ جنھون نے قوی اور کثیر مخالفین کے مقابلے مین سیف وسنان کا کام دیا۔ اور اون تمام آیات کے ضمائر کے مرجع اور اسماے اشارات کے مشار الیہم اور عہد ذہنی الف لامونکے معہود فی الذہن مخصوصا وہی ظالم وجابر حملہ آور مقاتلین ہین جنسے اہل اسلام کو پالا پڑتا تھا۔ مخالفین اونکو استغراقی الف لام گمان کرکے اور مختص المقام آیات نہ سمجھکے سخت غلطیون اور دھوکون مین پڑے ہین۔ اور اکثر سادہ مفسرین بھی اس غلطی مین پڑنے سے محفوظ نہین رہے ہین۔

ایک اور امر بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ جسقدر لڑائیان قریش سے ہوئی ہین اونکے وجوہ واسباب کے تلاش کرنے کے لیے ہمکو زحمت اوٹھانے کی ضرورت نہوگی کیونکہ اونکا وہی عذر وستم جو مذکور ہو چکا ہے اہل اسلام کی جنگ کے لیے کافی عذر خواہ خیال کیا جاسکتا ہے اور ایسا ہی حال یہودان مدینہ کے ساتھ قتال کرنے کا ہے جنھون نے اقسام اقسام کے خفیہ نفاقون عذرون اور حیلون سے دین جدید کے استیصال مین کوئی کوشش اوٹھا نرکھی مگر ہم اللہ کی مدد سے ہر غزوے کے وجوہ واسباب قلمبند کرنے سے کوتاہی نہ کرینگے قرآن کریم کی آیات ذیل پر غور کرو۔

[1] وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ۔ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ ۚ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّىٰ يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ۖ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ ۗ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۔ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ ۖ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ۔ سورۂ بقرہ ۔ سیپارہ ۲ ۔ رکوع ۲۴ ۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ [2] ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ ۖ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

---

[1] اور لڑو اللہ کی راہ مین اونسے جو لڑتے ہین تمسے اور زیادتی مت کرو اللہ نہین چاہتا زیادتی والون کو ۔ اور مار و اونکو جس جگہ پاؤ اور نکال دو اونکو جہان سے اونھون نے تمکو نکالا اور دین بچلانا مارنے سے زیادہ ہے ۔ اور نہ لڑو اونسے مسجد الحرام کے پاس جبتک وہ نہ لڑین تمسے اوس جگہ پھر اگر وہ لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہے منکرونکی ۔ پھر اگر وہ باز آوین تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔ اور لڑو اونسے جبتک نہ باقی رہے فساد اور حکم رہے اللہ کا پھر اگر وہ باز آوین تو زیادتی نہین مگر بے انصافون پر ۱۲ ۔

[2] تجھسے پوچھتے ہین مہینے حرام کو اور اوسمین لڑائی کرنی تو کہہ لڑائی اوسمین بڑا گناہ ہے اور روکنا اللہ کی راہ سے ۱۲ ۔

[3] ماہ رجب مطابق نومبر ۶۲۳ء مین مدینے مین خبر آئی کہ اہل مکہ سامان جنگ کر رہے ہین عبداللہ بن جحش کو آٹھ آدمیون کے ساتھ دشمن کا سراغ لگانے بھیجا گیا عبداللہ نے مقام نخلہ مین پوشیدہ ہوکر دشمن کے حرکات کو دیکھا کہ ایک چھوٹا سا کاروان چلا آتا ہے وہ اپنے تھوڑے ہمراہیونکی شرارت کو روک نسکا اونھون نے کاروان قافلے پر حملہ کرکے ایک کو قتل اور دو کو گرفتار کر مع مال غنیمت مدینے کی راہ لی آپنے عبداللہ بن جحش کو اس قتل پر سخت ملامت کی کہ مین نے تمہین لڑنیکو نہین کہا تھا یہود و مشرکین کو آنحضرت کی بدگوئی کرنیکا ایک حیلہ ہاتھ آگیا جو مسلمان ابتک قریش کے قبضے مین تھے اونھون نے آنحضرت

وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا [1]

سورۂ بقرہ - سیپارہ ۲ - رکوع ۲۷ -

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ [2] - سورۂ بقرہ سیپارہ ۳ ع ۳۳

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا [3] - سورۂ حج - سیپارہ ۱۷ - رکوع ۱۳ -

غزوات نبویہ محمدیہ

آپکے مغازی مین پہلا غزوہ **ودان** کا غزوہ ہے - (یہ جگہ کا نام ہے - اور اس مقام کے پاس چھہ میل کے فاصلے پر ایک جگہ **ابوا** نام ہے - اسلیے اس غزوے کو غزوۂ ابوا بھی کہتے ہین -) یہ لڑائی قریش مکہ سے ٹھنی - مگر جنگ ہونے پائی - اور بنو ضمرہ نام قوم سے اس شرط پر صلح ہوئی کہ بنو ضمرہ صاحب اسلام سے نہ لڑائی کرین - اور نہ اوس سے لڑنے والون کے شریک و معاون ہون -

غزوۂ بواط - (بواط ایک پہاڑ کا نام ہے مدینے سے چار منزل پر) یہ جنگ

---

[1] اور اوسکو نہ ماننا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اوسکے لوگون کو وہان سے اوس سے زیادہ گناہ ہے اللہ کے نزدیک اور دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ اور وہ تو لگے ہی رہتے ہین تمسے لڑنے کو یہانتک کہ تمکو پھیر دین تمہارے دین سے اگر مقدور پاوین ۱۲ -

[2] اور اگر دفع نہ کروا دے اللہ لوگون کو ایک کو ایک سے تو خراب ہو جاوے ملک ۱۲

[3] حکم ہوا اونکو جنسے لوگ لڑتے ہین اسواسطے کہ اونپر ظلم ہوا اور اللہ اونکی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جنکو نکالا اونکے گھرون سے اور کچھ دعویٰ نہین سوا اسکے کہ وہ کہتے ہین ہمارا رب اللہ ہے اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگون کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادتخانے اور مسجدین جنمین نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت ۱۲

بھی صرف قریش سے ہوئی نہیں بلکہ ہوتے ہوتے رہگئی[1]

غزوۃ العشیرہ (عشیرہ ایک گانون کا نام ہو ینبع کے پاس) یہ حملہ بھی صرف قریش پر تھا۔ مگر لڑائی نہوئی۔ اور بنو مدلج سے جو کنانہ مین سے تھے صلح کی ٹھہری اور مضمون صلح کا یہ تھا کہ بنو مدلج کے جان و مال کو امن ہوگا۔ اور مصائب کے ہنگام پر اونکی امداد کیجاویگی۔ بشرطیکہ اہل اسلام سے نہ لڑین۔ اور مسلمانون سے متفق ہین بعض نے کہا کہ یہ غزوہ پہلے ہوا ہے۔

غزوۂ بدر اولی۔ غزوۂ عشیرہ کے دس روز بعد ہوا۔ کرز بن جابر الفہری نے (یہ شخص مشرکین مکہ کے رؤسا مین سے تھا) مدینے پہونچکر مسلمانون کے مویشی لوٹ لیے۔ آنحضرت نے اوسکا تعاقب **سفوان** تک جو بدر کے پاس ہے کیا۔ مگر سلامت نکل گیا۔

جنگ بدر۔ یہ لڑائی بھی صرف قریش سے ہوئی۔ اس لڑائی تک بھی مسلمان کمزور اور قلیل التعداد تھے۔ چنانچہ اونکے حالات قرآن یون بیان فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ۔ اور اللہ نے تمکو بدر مین نصرت دی اور تم قلیل التعداد تھے مسلمان کُل تین سَو اور قریش ہزار کے قریب تھے۔

حاصل الامر اس لڑائی مین مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اور ستّر کے قریب اسیران قریش گرفتار ہوئے۔ جنمین سے دو فقط مصلحتاً قتل کیے گئے اور باقی چھوڑ دیے گئے[2] ان غزوات کے وجوہ و اسباب مین اسقدر کہنا دلیل قطعی کا پایہ رکھتا ہی۔ کہ اس فساد کے بانی قریش ہین۔ وہی معاندین جنکے اوصاف و سلوک کا شمّہ ہم

---

[1] ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۵۔ [2] ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۶۔

ذکر آئے ہین اسلیے ان دفاعی جنگون کے لیے اور زیادہ معذرت گستری ضرور نہین ہو - ایک اور عجیب دلیل اس امر کے ثبوت مین کہ قریش سے یہ جنگ دفاعی تھی ہم نقل کرتے ہین اور یقیناً ایسے دلائل فطرت انسانی کے سچے صحیح فلسفے کا نتیجہ ہوتے ہین - نہ فضول اختراعی منطق کی بے معنی بک بک جھک جھک - اور وہ دلیل یہ ہو کہ جب بدر مین کفار کی لاشین ایک کنوین مین دفن کی گئین اوسوقت آنحضرت ﷺ نے عبرت انگیز الفاظ مین اون مقتول کفار کی حیات حال سے خطاب کرکے فرمایا -

بِئْسَ عَشِيْرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ وَصَدَّقَنِي النَّاسُ وَأَخْرَجْتُمُوْنِيْ وَآوَانِي النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُوْنِيْ وَنَصَرَنِي النَّاسُ (ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۲۲)

غزوۃ الکدر (کدر ایک چشمے کا نام ہو اور اوسے ذو قرقرہ بھی کہتے ہین) یہ حملہ سلیم اور غطفان قبیلون پر کیا گیا مگر لڑائی نہوئی یہ حملہ شوال کی پہلی تاریخ بدر کی لڑائی کے سات روز بعد ہوا

غزوۃ الانمار - یہ غزوہ بھی غطفان سے ہوا - اس غزوے کو غزوہ انمار اور غزوہ ذی امر بھی کہتے ہین - یہ حملہ نجد کی طرف ہوا - اسمین بھی لڑائی نہوئی -

غزوۃ بحران - اور اسے غزوہ بنی سلیم بھی کہتے ہین - اسمین بھی لڑائی نہوئی -

بنو سلیم اور غطفان اسلام کے سخت دشمن تھے - اونکی عداوت کا تھوڑا سا حال سن لو بنو ثعلبہ بن سعد بن قیس بن غطفان مدینے پر شبخون مارنے کو جمع ہوے - دعثور نام ایک شخص اونکا سرغنہ تھا - اس دعثور کو مورخون نے غورث اور اور کچھ بھی لکھا ہو ایسی ہی بنی سلیم بھی اکٹھا ہوئے - آنحضرت ﷺ اس اجتماع کی خبر سنکر از راہ خود حفاظتی و احتیاط

سلہ نبی کے تم بڑے رشتے دار تھے تمنے میری تکذیب کی اور لوگون نے میری تصدیق کی - تمنے مجھے وطن سے نکالا لوگون نے مجھے جگہ دی - تم نے مجھسے لڑائی کی اور لوگون نے مدد دی -

سلہ جلد ۲ صفحہ ۱۷ - مواہب وزرقانی ۱۲

وعاقبت اندیشی وہان پونہچے۔ مگر وہ لوگ متفرق ہوگئے۔ اسلیے آپنے تعاقب نفرمایا۔
غطفانیون کے حملے مین ایک عجیب قصہ یاد رکھنے کے قابل ہو۔ وہ یہ کہ اس غزوے مین
مینہ برسا آنحضرت کے کپڑے بہیگ گئے تھے آپنے اوتارکر ایک درخت پر سکہلانے
کو لٹکا دیے اور آپ اوس درخت کے سایے مین لیٹ گئے۔ دعثور نے دیکہا آپ تنہا
ہین۔ نادان بہادری کے گہمنڈ مین تلوار کھینچے ہوے سر پر آپونہچا۔ اور پکار کر کہا۔ مَنْ
يَمْنَعُكَ مِنِّي الْيَوْمَ۔ آج کون تجھے مجھسے بچا سکتا ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے جواب مین فرمایا۔ اَللّٰهُ۔ اس پر الٰہی قدرت نے ایسا دہکا دیا کہ رعب زدہ ہوکر
گر پڑا اور تلوار اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ آنحضرت نے ویسے ہی اوسکی تلوار اپنے
ہاتھ مین لیکر للکارا کہ اب تو بتا تجھے کون بچا سکتا ہو۔ اوسنے کہا کوئی نہین۔ آپنے اوسے
چھوڑ دیا اور فرمایا مین رحم کرنے کے لیے آیا ہون قتل کرنے کے لیے نہین۔ اس
فوق العادۃ رحم کو دیکھ اور اپنی عداوت کو سوچکر وہ مسلمان ہوگیا اور اپنی قوم کو بھی
دعوت اسلام کرکے راہ حق پر لے آیا۔ اسی غطفانی حملے مین بقول واقدی وابن سعد
یہ آیت اُتری۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا
إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ[1] سورۂ مائدہ سیپارہ ۶ رکوع ۲۔

بیشک آنحضرت کی ذات مبارک کی سلامتی ایسے موقع مین محض اوسکے فضل وکرم
سے ہوئی۔

غزوۃ

غزوۃ السویق ۔ جب بدر مین اسلام کی فتح اور کفار کی شکست ہوئی اور مکے کے

[1] اے ایمان والو اللہ کی نعمت کو جو تمپر ہوئی یاد کرو جب ایک قوم نے تمپر دست درازی کرنی چاہی پھر اونکے ہاتھونکو تمسے ہٹا رکھا۔ ۱۲

بڑے بڑے اسلام کے دشمن مارے گئے۔ ابو سفیان نے قسم کھائی اور نذر مانی کہ جب تک محمدؐ سے نہ لڑون جنابت کا غسل نہ کرونگا پھر دو سو سوار لیکر مدینے کو چلا۔ اور راہ مین مدینے سے ایک منزل پر خیمہ زن ہوا۔ اور رات کو چلکر سلیم بن مشکم یہودی کے یہان دعوت اوڑائی۔ اوس غدار یہودی نے مسلمانون کے حال کی مخبری اوسکے پاس کی۔ ابو سفیان نے اپنے ڈیرے پر آکر چند سپاہی بھیجے اونھون نے مدینے کی کھجورون کو آگ لگا دی۔ اور دو آدمیون کو مار ڈالا۔ اور مکّے کی راہ لی۔ مسلمانون نے قرقرۃ الکدر مقام تک تعاقب کیا۔ ابو سفیانی لشکر اپنے کھانے کے ستّو چھوڑ مکّے کو چلے ہوئے۔ اسیلیے اس غزوے کو غزوۃ السویق یعنے ستّوؤن والی جنگ بولتے ہین۔

تنبیہ۔ اس حملے کو یاد رکھو کیسا بےوجہ ہوا۔ اور یہود نے کیسی دغا کی۔

غزوہ ۶

غزوۂ اُحد۔ (احد ایک پہاڑ ہے مدینے سے دو ڈھائی میل کے فاصلے پر) دشمن مکّے سے چلکر مدینے پونہچے۔ وہ لڑائی کا سامان جو ابو سفیان شام سے لایا تھا۔ اور جسکی پیشبندی اور دفع دخل کے لیے آنحضرتؐ کو بدر تک سفر کرنا پڑا تھا۔ اور جسمین کفر کی شوکت ٹوٹ گئی تھی۔ اب وہی سامان مسلمانون کے مقابلے کے لیے جمع کیا گیا۔ قرآن آیت ذیل مین اوسے اور اوسکے خرچ کرنے والے کیطرف اشارہ کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً[1]۔

اس جنگ مین قریش کے ساتھہ قبیلۂ بنی تہامہ اور بنی کنانہ بھی شریک ہوگئے تھے۔ کفار کی فوج کی تعداد تین ہزار تک پہونچگئی۔ اور سب فوج مسلح۔ سات سو زرہین

---

[1] یقیناً جو لوگ کافر ہین اپنے مالونکو خرچ کرتے ہین اسواسطے کہ اللہ کی راہ سے لوگونکو روکین ابھی وہ خرچ کرینگے پھر وہ مال اونپر حسرت ہوجائیگا

زرہ پوش سوار تھے - اور سب کے سب تُلے ہوئے تھے کہ جلد مسلمانون سے انتقام لین
اس چھوٹے چھوٹے قبائل کی مکمّل پُرغیظ فوج نے بسرداری ابوسفیان مدینے کے شمال
مشرق مین ایک مختص مقام مین اپنا مورچہ خوب مضبوط کرلیا - اور اوسمین اور شہر مدینے
مین حدّ فاصل صرف کوہ احد کی گھاٹی رہگئی - اس مقام پہ مورچہ باندہکر کفار نے اہل مدینہ
کے کھیتون اور باغون کو تباہ کرنا شروع کیا - اسپر صحابہ کو نہایت غصہ آیا اور جمعیت اسلام
کو انتقام ہوئی آنحضرت سے بکمال اصرار دفاع کی درخواست کی - آپ ہزار آدمیون کو
ساتھ لیکر مقابلے کو مدینے سے باہر نکلے - عبداللہ بن اُبیّ ایک سردار جو مدینے مین رہتا
تھا اور جو بظاہر مسلمانون کے ساتھ تھا اب عین معرکۂ جنگ اور اس آڑے وقت مین اپنے
تین سو آدمیون سمیت مسلمانون سے الگ ہوگیا جس سے مسلمانون کی جمعیت ہزار
سے اب سات سو رہگئی - اس قلیل جمعیت مین کُل دو گھوڑے تھے - مگر مجاہدین قدم
ہمت برابر آگے بڑہائے چلے جاتے تھے - اور نخلہاے خرما مین سے گذر کر کوہ احد پہ
پہونچگئے - لشکر اسلام رات بھر اس پہاڑ کی کھو مین پڑا رہا - صبح نماز فجر پڑھکر میدان مین
آ جما - آنحضرت نے کوہ احد کے نیچے نیچے فوج کی صف کو آراستہ کیا - اور عبداللہ بن
جبیر کو چند آدمیون سمیت عقب لشکر ایک ٹیلے پہ متعین کرکے قطعی حکم دیا کہ جو ہو سو ہو
خبردار وہان سے نہ ہلنا - مشرکین کو اپنی کثرت پہ بڑا گھمنڈ تھا - اپنے بتون کو قلب لشکر
مین رکھکر وہ فوراً میدان مین چلے آئے - اور اونکے سردارون کی بیبیان لڑائی کے
گیت گاتی اور ڈھول بجاتی تھین - قریش نے پہلے بڑے زور و شور سے حملہ کیا - مگر
مسلمانون نے بڑی بہادری سے اونکو پسپا کردیا - حضرت حمزہؓ لشکر کفار کو پریشان
دیکھکر قلب لشکر مین گھس گئے - گویا مسلمانون کی فتح ہوچکی تھی کہ عبداللہ بن جبیر کے

ساتھی آنحضرت کے حکم کو فراموش کر با مید مال غنیمت مورچہ چھوڑ نیچے اوتر آئے - دشمن مورچہ
خالی دیکھ سواروں کو سمیٹ فوج اسلام کے عقب پر آگرے - جنگ عظیم ہوئی حضرت
امیر حمزہؓ اور عبد اللہ بن جبیر شہید ہوئے - حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت صدیق
رضی اللہ عنہم بھی مجروح ہوئے - ہندہ بنت عتبہ زوجہ ابو سفیان نے امیر حمزہؓ کا جگر چیر کر
چبایا[۱] - اور مسلمان مقتولوں کے گوش و بینی کاٹکر اور اونکے ہار بناکر گلے مین پہنے - یہ
بے ادبیان شہیدوں کی لاشوں سے دیکھکر مسلمانوں کی آنکھوں مین خون اوتر آیا
یہانتک کہ خود آنحضرت پر ایسی رقت طاری ہوئی اور ایسا غیظ آیا کہ آپنے بھی حکم دیا کہ
اب جو تمھاری فتح ہو تو تم بھی کفار کی لاشوں سے ویسا ہی سلوک کرنا - چنانچہ اپنے عزیز جان نثار
چچا امیر حمزہ کو دیکھکر فرمایا - لامثلن بسبعین منھم مکانک - یعنی تیرے عوض
مین اونکے ستر کو مثلہ کرونگا - مگر فطری رحم جبلی للینت نے بشری عارضی غضب پر غالب آکر
آیت ذیل کے نزول کی تحریک کی -

[۱] اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ
سیپارہ ۱۴ - سورۂ نحل - رکوع ۱۶ -

ایسے موقع اور ایسی حالت مین یہ صبر سبحان اللہ - سچ ہے -
[۲] وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ - سیپارہ ۱۷ سورۂ انبیا رکوع ۷
پس اوس روز سے لاشونکی پامالی کرنے اور اونکے مثلہ کرنے کی رسم قبیح جو اگلے زمانے کی سب
قوموں مین جاری تھی مسلمانوں مین قطعاً حرام ہوگئی[۳] - اور صرف اسلام ہی کو یہ فخر عطا ہوا

[۱] اگر تم سزا دینی چاہو تو بس اوتنی ہی جتنی تمھین تکلیف دیگئی - اور اگر تم برداشت کر جاؤ تو ہاں صابرین کے لیے بہت اچھا ہے ۱۲ -
[۲] اور نہین بھیجا ہمنے تمکو (اے محمد) مگر رحمت واسطے تمام جہان کے ۱۲ - [۳] یہود اپنے قیدیوں کو زندہ جلادیتے اور مقتولین کی
لاشوں کو بڑی بیرحمی سے پامال کرتے رومیوں فارسیوں اور یونانیوں مین بھی یہ قبیح رسم جاری تھی دین مسیحی نے بھی اس ہولناک رسم مین کوئی
اصلاح نکی - اور سولھوین صدی عیسوی تک زندہ آدمیوں کے اعضا کاٹ کاٹ اونکو مار ڈالتے تھے ۱۲ تنقید الکلام ۱۲ -

سلہ زرقانی [illegible]

اس لڑائی مین گو بڑا صدمہ مسلمانون کو پونہچا - اور عبد اللہ بن جبیر کی سپاہ کی خطا سے بلا آئی - مگر ایک فائدۂ عظیم بھی حاصل ہوا - کہ منافقون کا نفاق اور یہودیون کا بغض و عناد صاف صاف عیان ہوگیا - اور خالص مسلمان ممتاز ہوگئے - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا -

غزوۂ حمراء الاسد - (مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پر ہے) احد کے واقعے پر مسلمانون نے اہل مکہ کا تعاقب نہین کیا - مگر جب اہل مکہ قریب آٹھ دس میل کے چلے گئے تو پھر اونکو یہ خیال آیا کہ جو ہو سو ہو آؤ ایک دفعہ مسلمانون کا استیصال کر ڈالین - اس خبر پر آنحضرت مع اون احباب کے جو احد مین شریک ہوئے تھے مقابلے کو روانہ ہوئے مشرکین حمراء الاسد مین قریش کو کہہ رہے تھے -

لَا مُحَمَّدًا قَتَلْتُمْ وَلَا الْكَوَاعِبَ اَرْدَفْتُمْ بِئْسَ مَا صَنَعْتُمْ اِرْجِعُوْا -

آپنے پیشتر دو جاسوسون کو بھیجا مشرکین نے اونکو قتل کر ڈالا - حمراء الاسد مین لڑائی نہوئی کیونکہ قریش سیدھے مکے کی طرف آئے پھر مدینے کو نہ لوٹے -

تنبیہ - مین نے یہودیون کے غزوات کو اہل عرب کے غزوات سے علحدہ بیان کرنا مناسب سمجھا ہے اسلیے غزوۂ بنی قینقاع - بنی نظیر - اور بنی قریظہ کو بیان چھوڑ دیا آگے بیان ہوگا

غزوۂ ذات الرقاع - (یہ ایک جگہ کا نام ہے زمین وہان کی کچھ سفید کچھ سیاہ ہے اسلیے اوسے ذات الرقاع کہتے ہین -) اس غزوے کو غزوۂ محارب غزوۂ بنی انمار اور غزوۂ بنی ثعلبہ بھی کہتے ہین -

یہ وہی بنی ثعلبہ ہین جنسے سابق غزوۂ بنی غطفان مین مقابلہ ہوا چاہتا تھا -

---

سله نہ تم نے محمد کو مارا اور نہ مسلمانونکی جوان عورتین اپنے پیچھے چڑھا لائے - (لوٹ کر) تم نے برا کیا لوٹ جاؤ ۱۲

اگلی دفعہ یہ لوگ پھر جمع ہوئے اور مدینے پر لوٹ مار کرنے کا قصد کیا۔ آنحضرتؐ اونپر چڑھے اور نخل مقام مین خیمہ لگایا۔ دونون لشکر آمنے سامنے رہے۔ یہین آپنے نماز خوف ادا فرمائی۔

غزوہ ۱۳

بدر الموعد ۔ احد کی جنگ مین ابو سفیان آیندہ سال کی جنگ کی دہمکی دے گیا تھا۔ کہ پھر ہمارے تمہارے بدر پر لڑائی ہوگی۔ اسلیے غزوہ ذات الرقاع سے واپس آکر آپنے اس خوفناک وعید کے لیے طیاری کا حکم دیا۔ مگر ابو سفیان راستے ہی سے لوٹ گیا۔ لڑائی نہوئی۔

غزوہ ۱۴

غزوۂ دومۃ الجندل (یہ ایک مقام ہو مدینے سے پندرہ[۱] سولہ منزل پر دوماہ ابن اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ کا بسایا ہوا۔) یہان دشمنان اسلام جمع ہوئے۔ اور مسافرین کو غارت کرنا شروع کیا۔ اور اونکا قصد یہ تھا کہ مدینے پر چھاپا پڑین۔ اس لیے بنظر پیشبندی حضور علیہ السلام نے وہان کا عزم کیا۔ مگر وہان پہونچنے پر دشمنون کی جمعیت پراگندہ ہوگئی۔

غزوہ ۱۵

غزوۂ المریسیع ۔ اسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین۔ الحرث[۲] نام ایک شخص اپنی تمام قوم اور اون تمام عربون مین پھرا جنپر اوسکی تقریر کا اثر ممکن تھا۔ اور اونھین اہل اسلام کی مخالفت مین برانگیختہ کیا۔ آنحضرتؐ اس خبر کی تحقیق کرکے مریسیع تک جا پہونچے مخالفین کی طرف سے پہلے تیر چلا۔ تب مسلمانونکی طرف سے بھی حملہ کیا گیا۔

غزوہ ۱۶

غزوۂ خندق ۔ جسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہین۔ (وجہ تسمیہ اسکی یہ کہ آپنے سلمان کے کہنے پر اپنی فوج کے گرداگرد خندق کہدوا دی تھی۔ جیسا اوس زمانے مین

[۱] زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ ۔ [۲] زرقانی جلد ۲ صفحہ ۱۲۱۔

اہل فارس کا دستور تھا۔)

اس موقع پر عرب کے بہت سے قبائل اہل اسلام کے استیصال کو اکٹھے ہوئے یہود کی ایک جماعت سلام بن حقیق نضری و حیی ابن اخطب نضری و کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نضری و ہوذہ بن قیس وائلی و ابو عمار وائلی بنی نضیر اور بنی وائل قبیلے بہت سے لوگون کو ساتھ لیکر خیبر سے چلکر قریش مکہ کے پاس آئے اور اونھین اپنی کمک و رفاقت کے قوی وعدے دیکر آنحضرت سے لڑنے کو کہا اور سخت ترغیب دی کہ ایک دفعہ ملکر مسلمانون کا استیصال کر ہی ڈالین۔ قریش نے اونھین کہا ای گروہ یہود تم لوگ پہلے اہل کتاب ہو۔ اور تم ہمارے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے درمیان اختلاف کی وجہ کو جانتے ہو یہ تو بتاؤ کہ ہمارا دین اچھا ہی یا دین محمدؐ اونھون نے (یہود۔ بنی اسرائیل۔ اہل کتاب۔ موحد۔ بت پرستی کے دشمن) کہا تمھارا دین اوس سے کہین بہتر ہی۔ اور اوس سے زیادہ حق پر ہو[1]

انھین کے حق مین یہ آیت اتری۔

[2] اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا۔ سیپارہ ۵ سورۂ نساء رکوع ۸۔

[3] اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔ سیپارہ ۵۔ سورۂ نساء رکوع ۸۔

---

[1] نوٹ۔ سبحان اللہ عداوت اور بغض دیکھیے اہل کتاب قریش مکہ کی بت پرستی کو محمدؐ اسلام پر ترجیح دیتے ہین یقیناً یہی ایک بات کافی ثبوت اوس امر کا ہی جو یہودان مدینہ نے اسلام کی نسبت ظاہر کی اور اس عداوت نے اونھین بڑھے بڑے غدرون اور مکرون پر آمادہ کیا جنکا لازمی نتیجہ وہ تمام غزوات ہوے جو یہود سے ٹھہرے۔

[2] تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہی کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہین بتونکو اور شیطان کو اور کہتے ہین کافرونکو یہ زیادہ پائے ہین مسلمانون سے راہ۔۱۲

[3] یا حسد کرتے ہین لوگونکا اوس پر جو دیا اونکو اللہ نے اپنے فضل سے سو ہمنے تو دی ابراہیم کے گھر مین کتاب اور علم اور دی اونکو بڑی سلطنت ۱۲

قریش اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور اجتماع عظیم کیا۔ پھر وہ یہود غطفان قیس کے پاس آئے اور وہی مضمون پیش کیا اور کہا کہ قریش سب اس امر مین ہمسے متفق ہین۔ وہ بھی جمع ہوئے ۔ قریش اور غطفان نکل کھڑے ہوئے۔ قریش کا سپہ سالار ابوسفیان تھا اور غطفان کا عُیینہ بن حصین فزاری[1] غرض دس ہزار فوج جرار بڑے بڑے منصوبے باندھکر خدائی لشکر کے مقابلے کو روانہ ہوئی۔ قریش تو مدینے کے اوسطرف اوترے جہان بارشی ندیان بہتی تھین ۔ بنی کنانہ ۔ اہل تہامہ۔ بنو قریضہ۔ بنو نضیر۔ غطفان اہل نجد وغیرہ احد کی طرف اُترے ۔ اور مسلمان وہان اُترے جہان سلع نام پہاڑ اونکے عقب مین تھا۔ اور تعداد مین فقط تین ہزار تھے۔

حیی بن اخطب خیبر کا ایک یہودی کعب بن اسد قرظی رئیس بنی قریظہ کے پاس آیا اور کعب قبل اسکی اپنی قوم کی جانب سے آنحضرت کے ساتھ مسالمت کا معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب قرظی نے یہ کہکر دروازہ بند کر لیا کہ مین نے آنحضرت سے معاہدہ کر لیا ہے۔ اور مین نے اوس شخص کو سواے وفا و صدق کے نہین دیکھا۔ اسلیے مین نقض عہد نہین کرنے کا۔ ابن اخطب نے بڑے زور سے اوس سے کہا کہ او کمبخت مین تو لشکر جرار اور فوج جرار تیرے پاس لایا ہون دیکھ وہ مجمع الاسیال (ندیان بہنے کی جگہ) مین اُترے پڑے ہین اور غطفان اونکے مقدمۃ الجیش ہین۔ وہ احد کے پاس ٹھہرے ہین۔ اور مجھسے ان سب جماعتون نے مضبوط عہد باندھا ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے استیصال کیے بغیر یہان سے ٹلینگے نہین غرض بڑے الحاح و اصرار سے کعب راضی ہوگیا اور نقض عہد کی شامت سے نہ ڈرا۔

---

[1] سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ہوئی آپ نے سعد بن معاذ۔ اور سعد بن عبادہ۔ اور ابن رواحہ اور خوات کو اسلیے بھیجا کہ یہود کی خبر لاوین۔ کہین کفار مکّے سے مل تو نہین گئے۔ جب یہ لوگ وہان پونہچے دیکھا یہود سخت بگڑے ہوئے ہین۔ اور مخالف ہوگئے۔ یہ لوگ واپس چلے آئے اور اس واقعے کو نبی عرب پر ظاہر کیا عضل اور قارہ نے جیسے اصحاب الرجیع کے ساتھ غدر اور مکّاری کی ہے ایسی ہی اس تکلیف کے وقت عہد شکنی کی۔ اسی واسطے اس غزوۂ احزاب اور خندق کے واقعے مین قرآن فرماتا ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۔[۱]

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا[۲]۔ سیپارہ ۲۱۔ سورۂ احزاب رکوع ۲۔

اس لڑائی مین نوفل بن عبداللہ کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا اور خندق مین گر کر مر گیا۔ دشمنون نے خون بہا دیکر اوسکی لاش لینی چاہی۔ مگر نبی اللہ نے مفت دے دی۔

اس شدت کی حالت مین مختلف اقوام عرب اور نواحی مدینہ کے یہود کی حملہ آوری اور اسلام کی کمزوری کو منافق اور کمزور لوگ دیکھکر چل نکلے۔ اور

[۱] جب آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب بگڑ گئین آنکھین اور پونہچے دل گلون تک اور اٹکل کرنے لگے تم اللہ پر کئی کئی انکھین وہان جانچے گئے ایمان والے اور ہلائے گئے سخت ہلانا۔

[۲] اور جب کہنے لگے منافق اور جنکے دلونمین روگ ہے جو وعدہ دیا تھا ہمکو اللہ نے اور اوسکے رسولؐ نے سب فریب تھا ۱۲

کل تین سو آدمی آپکے پاس رہگیا - اس قلیل جمعیت مین خدائی لشکر اسلام کی مدد کو آیا - ہوا کی تیزی اور سردی نے دشمن کے ڈیرے خیمے اوکھیڑ دشمن کو راتون رات بھگا دیا - اور کَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ کی تصدیق ظاہر ہوئی -

اس لڑائی مین غطفان اور بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اہل خیبر کا سلوک ہرگز ہرگز ہرگز ہرگز فراموش کرنے کے قابل نہین - ان بدعہد - عہد شکن قومون کی لڑائی کی جڑہی واقعات ہین - اس لڑائی مین پانچ نمازین ایک وقت مین پڑہی گئین اور اس کی آیت کی جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ اسی لڑائی مین تصدیق ہوئی -

سترہوان غزوہ بنو لحیان کی لڑائی - یہ لڑائی خندق اور قریظہ کے بعد ہوئی - اس لڑائی کا باعث یہ تھا -

عضل اور قارہ عرب کے دو قبیلے تھے - ان لوگون کے سفیر جنگ احد کے بعد آنحضرت کے پاس آئے اور عرض کیا ہم لوگ اسلام مین داخل ہو چکے ہین - آپ چند آدمی دین کی سمجھ والے جو ہمکو دین کی تعلیم دین ہمارے ساتھ روانہ کیجیے پیغمبر خدا کی راستی پسند طبیعت نے ان دھوکے بازشریرون کے ساتھ عاصم اور خبیب مرثد اور زید عبداللہ بن طارق خالد حزم اور معتب کو روانہ فرمایا - یہ بے ایمان سفیر جب ان فقہائے اسلام کو رجیع نام مقام پر لے پہنچے - ہذیل قوم کو اپنی امداد مین بلا کر محمد نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حواریون کو خبیب اور زید کے ماسوا سبکو قتل کر ڈالا - اور ان دو نیچے ہو دُن کو مکے مین لا کر بیچ ڈالا - ہذیل کا بیٹا لحیان تھا اسلیے ان معاونین قتل کو بنو لحیان کہتے ہین -

اس مکار قوم کو کیفر اعمال پر پہونچانا نہایت ضروری تھا - اگر ایسی خطرناک ٹیڑ ایون سے چشم پوشی کیجاتی تو وہ وحشی قومین تمام دنیا کی تہذیب و ادیان و قوانین سے آزاد و بیباک استیصال کے درپے ہو جاتین اور اونکی بداطواری بنی آدم کو کبھی آرام اور چین نہ لینے دیتی - مصلح بنی آدم نے بخیال کمال اصلاح اس غدار قوم پر حملہ کیا - مگر وہ لوگ پہاڑ مین بھاگ گئے - اور رسول خدا بدون لڑائی اور تعاقب کے واپس تشریف لائے - ابتدائی تعلیم مین اتنی سرزنش بھی اونکی دلیری توڑنے کے واسطے کافی تھی -

۶ ہجری

اٹھارواں[۱۸] غزوہ **ذوقرد** - اس لڑائی کو غابہ کی لڑائی بھی کہتے ہین - اسکا باعث یہ تھا کہ آپ کی بیس اونٹنیان دودھ دیتی ہوئی تھین جنکی حفاظت پر ابو ذر مع اپنے بیٹے کے معین تھے اور ابو ذر کی بیبی بھی وہان رہتی تھی - اونپر عیینہ بن حصن فزاری کے بیٹے نے چھاپا مارا - اس ٹیڑے کی لوٹ مین ابو ذر کا بیٹا مارا گیا - اور ابو ذر کی بی بی اور اونٹنیون کو عیینہ لے گیا - کئی روز کے بعد ابو ذر کی بیبی عضباء نام رسول خدا کی خاص سواری کی اونٹنی پر جو لوٹ مین چلی گئی تھی سوار ہو کر عیینہ کی قید سے بھاگ آئی - ایسی لوٹون کے آئندہ انسداد کے لیے فزاریون پر حملہ کیا - اور اونٹنیان واپس لے لین - اور باینکہ موقع اور طاقت تھی آپنے اس قوم کا تعاقب نکیا -

۸ ہجری

اونیسواں[۱۹] غزوہ **فتح مکہ** ہ - اس عظیم الشان فتح کا حال سنیئے جسکے حاصل ہونے سے دین الٰہی مین فوجون کی فوجین بھرتی ہوئین - رسول خدا نے اس لڑائی سے پہلے ایک دفعہ مکہ معظمہ کی زیارت کا قصد فرمایا - جب حدیبیہ مقام

مین پونہچے اہل مکہ نے شہر مکہ مین جانے سے روک دیا۔ آپنے فرمایا مین لڑائی کے لیے یہان نہین آیا۔ غرض وہان صلح ہوگیی اور صلح کے شرائط یہ ٹھہرے۔ ابکی دفعہ مسلمان مدینے کو واپس جائین اور مکے مین داخل نہون۔ اگر مسلمانون کو سال آیندہ مین بطور زیارت مکے کا آنا مطلوب ہو تو کھلے ہتھیارون نہ آوین۔ اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرین۔ اگر کوئی مسلمان اسلام کا منکر ہوکر اہل مکہ سے ملجانا چاہے تو اوسے آزادی ہی۔ دین اسلام کو چھوڑکر شرک اور کفر اختیار کرے۔ اگر کوئی آدمی کفار مکہ سے مسلمان ہوکر مسلمانون سے ملنا چاہے تو مسلمانون پہ ضرور ہوگا کہ اوسے واپس کردین۔ جس قوم کی مرضی ہو اسیوقت مسلمانون کی طرف ہوجاوے اور جسکی مرضی ہو اہل مکہ کے ساتھ رہے۔

اس شرط کے بعد پیغمبر خدا بدون ادای رسم عمرہ مدینے کو واپس چلے آے۔ بنو بکر نام قبیلہ قریش کے عقد و عہد مین ہوا۔ اور خزاعہ اسلامیون کے طرفدار بن گیے۔ بنو بکر اور خزاعہ مین باہم مدت سے جنگ و جدال چلا آتا تھا اسلام کے پھیلنے اور اسلام کے نیے شغل نے اِن دونون قومون کو لڑائی سے روک رکھا تھا جب اہل مکہ اور اہل اسلام مین صلح ہوگیی تو اس جنگجو قوم کو نچلا بیٹھنا محال ہوگیا۔

نوفل بن معاویہ بن نفاثہ الدیلی بنو بکر مین سے ایک نامور سپاہی تھا اوسنے خزاعہ پر شبخون مارا۔ خزاعہ کے لوگ اوسوقت بے خوف و خطر وتیر نام چشمے پر غافل پڑے تھے۔ نوفل کے حملے سے چونکا وٹھے اور لڑائی شروع ہوگیی۔ بنو بکر ہٹتے ہٹتے حرم مکہ مین پہونچگئے۔ وہان کفار مکہ نے پہلے اونکی امداد ہتھیارون سے کی جب اندھیرا ہوگیا بنو بکر کے ساتھ شریک ہوگئے۔ جب بنو بکر کو اہل مکہ کی مدد ہوگیی تو خزاعہ قوم کمزور ہوگیی۔ اور بدیل بن ورقا خزاعی اور رافع کے گھر مین پناہ گزین ہوے۔ مگر خزاعہ

بیچارے صبح تک بہت مارے گئے۔ صبح کے ہوتے ہی اپنی تباہ حالت کو دیکھ بھاگے اور اپنے امن کو پہونچکر عمرو بن سالم خزاعی کو چالیس آدمی کے ساتھ مدینے کو حضور علیہ السلام کی خدمت مین روانہ کیا۔ عمرو بن سالم نے آکر عرض کیا۔[1]

یَا رَبِّ اِنِّی نَاشِدٌ مُحَمَّدًا	حِلْفَ اَبِینَا وَاَبِیهِ الْاَتْلَدَا	اِنَّ قُرَیْشًا اَخْلَفُوكَ الْمَوْعِدَا
وَنَقَضُوا مِیثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا	وَزَعَمُوا اَنْ لَسْتَ تَدْعُو اَحَدًا	فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ نَصْرًا اَبَدًا
وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ یَاْتُوا مَدَدًا	فِیهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ تَجَرَّدَا	اِنْ سِیمَ خَسْفًا وَجْهُهُ تَرَبَّدَا
هُمْ بَیَّتُونَا بِالْوَتِیرِ هُجَّدَا	وَقَتَلُونَا رُكَّعًا وَسُجَّدَا	وَزَعَمُوا اَنْ لَسْتُ اَدْعُو اَحَدَا

ان واقعات اور سچے اقوال کو سنکر آنحضرت نے فرمایا۔ نُصِرْتَ یَا عَمْرَو بْنَ سَالِمٍ۔ آدھر کفار مکہ کو اپنے کرتوت کا جیسے ہر ایک گناہ کا نتیجہ افسوس ہوتا ہے۔ افسوس ہوا اور پشیمان ہوئے۔ ابوسفیان اپنے رئیس کو اس بدافعالی کے ثمرات سے بچ رہنے کے لیے مدینے کو روانہ کیا۔ ابوسفیان کو یقین تھا رسول خدا کو ابتک اس عہد شکنی کی خبر نہین۔ اسی خیال پر آنحضرت سے کہا مین حدیبیہ کی صلح مین موجود نہ تھا۔ اسلیے مین چاہتا ہون کہ آپ عہد سابقہ کی تجدید کر دیجیے۔ اور صلح کی مدت کو بڑھا دین۔ آنحضرت اونکی بدعہدیون کو بارہا دیکھ چکے تھے۔ اور خزاعہ کے مقابلے مین بنو بکر کی امداد خلاف عہد حدیبیہ کی خبر عمرو بن سالم کے ذریعے پہنچ چکی تھی۔ آپنے ابوسفیان کو جواب دیا کہ تمنے کوئی عہد شکنی کی ہے جو تم عہد کی تجدید چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا معاذ اللہ ایسا نہو۔ تب آپنے فرمایا

[1] اے میرے خدا مین محمد کو قسم دیتا ہون وہ قسم اپنے اجداد اور اوسکے باپ کی قدیم کی ✦ ہر آئینہ قریش نے تجھسے وعدہ خلافی کی ہے اور توڑ دیا اون لوگون نے تیرے وعدے مضبوط کو ✦ اور ان لوگون نے یقین کر لیا کہ تو کسیکو نہین پکارتا ہے ✦ تو مدد کر اللہ تجھکو ہمیشہ کی نصرت کی راہ دکھائے پس خلق خدا کو پکار وہ لوگ برابر پہنچتے آئینگے ✦ ان لوگون مین اللہ کا رسول تنہا ہو گیا ہے اگر زمین کے دشمن سے وہ ذلیل کیے جاوین تو اونکا چہرہ متغیر ہوجاتا ہے ✦ انھون نے ہملوگون پر شب خون مارا وتیر پر ✦ اور ان لوگون نے ہم رکوع کرتے اور سجدہ مین ہلاک کیا ✦ اور انھون نے جانا کہ ہم کسیکو

[illegible] ۱۲

اسحال سابقہ عہد و پیمان کو رہنے دو۔ آخر ابو سفیان واپس مکے کو چلا گیا۔ ابو سفیان
کے جانے کے بعد آنحضرتؐ نے ایک سفیر مکے کو بھیجا۔ اور حسب دستور ملک کہلا بھیجا نہین
نہین۔ بلکہ حسب قانون اخلاق کہلا بھیجا۔ یا تو خزاعہ کے مقتولون کا خون بہا دیدو۔ یا
بنو بکر کی حمایت اور جانبداری سے الگ ہو جاؤ۔ یا حدیبیہ کی صلح کا عہد جو ہمارے اور
تمھارے درمیان ہوا اوسے پھیر دو۔ اہل مکہ نے دیکھا اہل اسلام ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہین
اور اس نصرت الٰہی اور امداد خداوندی کو بھول گئے۔ جو اسلام ہان سچے اسلام کی
ہمیشہ حامی و مددگار ہے صلح کا عہد پھیر دیا۔ کیا معنے کہدیا حدیبیہ والی صلح جو ہمارے
تمھارے درمیان تھی نہ رہی۔ قطع عہد اور اونکی بے ایمانی اور خزاعہ کے بدلہ لینے کے
لیے آپنے مکے پر چڑھائی کی۔ اور اس حملے مین وہ نرمی اور اخلاقی شریعت کی پابندی
کی جسکی نظیر دنیا مین مفقود ہے۔

فرمایا جو کوئی ابو سفیان کے گھر مین گھس جاوے اوسے امان۔ جو کوئی اپنا پھاٹک
بند کرلے اوسے امان۔ جو کوئی مسجد مین چلا جاوے اوسے امان۔ غرض مکہ فتح ہوا
اور کچھ بڑی خونریزی وہان نہوئی۔ اور کوئی حتیٰ بجبر مسلمان نہ کیا گیا۔ جب مکہ فتح ہوگیا
خبر آئی ہوازن قوم اہل اسلام سے لڑنے کو اکٹھی ہوئی ہے۔ اور اونکا سپہ سالار مالک بن
عوف نصری تھا۔ جب انپر اسلامیون کی چڑھائی ہوئی مسلمانون کی بڑی بھاری جمعیت
کو اپنی کثرت کا گھمنڈ ہوگیا۔ اور اوس خداداد طاقت کو جسکا نام حزم اور احتیاط ہے
کمزور کر بیٹھے۔ ہوازن قوم کے تیر اندازون نے اچانک تیرونکی بوچھاڑ کردی۔ اور
کثرت کے گھمنڈیون کا منہ پھیر دیا۔ مگر الٰہی نصرت اسلام کے شامل حال تھی بہت جلد
تتر بتر ہوے اکٹھے ہوگئے۔ اور یہ بیسوان غزوہ ہوازن کا فتح و نصرت کے

ساتھہ ختم ہوا۔ دشمن وہان سے بھاگ اوطاس نام وادی مین پہنچے۔ اس لیے اکیسوان[21] غزوہ اوطاس وقوع مین آیا۔ اور ثقیف قوم کے لوگ اوطاس سے بھاگ قلعۂ طائف مین جمع ہوے۔ اسلیے بائیسوان[22] غزوہ طائف قرار پایا۔ اور قلعہ طائف کا اہل سلام نے محاصرہ کیا جب پناہ گزین گھبرائے آپنے فرمایا جو کوئی قلعے سے اُتر آوے وہ آزاد۔ اس عہد کے سُنتے ہی بہت غلام اُتر آئے۔ جب ثقیف مسلمان ہوگئے تب اونھون نے اپنے یہ غلام طلب کیے۔ الّا رسول خدا نے فرمایا اب وہ آزاد ہوچکے ہین۔ غرض بعد چند ایام آپنے دعا کی اور فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا وَائْتِ بِهِمْ مُسْلِمِينَ۔ الغرض نصف آخر رمضان مین وہ سب مسلمان ہوکر مدینے مین پہنچے۔ اور اسی لڑائی پر گویا عرب مین کفر کا خاتمہ ہوا۔ اور اسکے ساتھہ کفار قریش کی لڑائی کا بھی خاتمہ ہوا۔ ان لڑائیون مین کوئی آدمی بجبر واکراہ مسلمان نہین کیا گیا۔ اگر کوئی شخص صحیح روایت سے ثابت کردے کہ زور سے کوئی شخص مسلمان کیا گیا تو ہم دس ہزار روپیہ انعام دینے کو طیار ہین۔

غزوات نبویّہ جو یہود سے ہوئے۔ دیکھو ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ و ۲۰۴ و ۱۹۰۔ و زرقانی جلد ۱ صفحہ ۱۵۵ و ۵۵۳۔ جلد ۲ صفحہ ۱۰ و ۲۶۳۔ و ۱۲۵۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکّہ کے بغض و عداوت سے مکے سے ہجرت کر کے حسب استدعاے اہل مدینہ مدینے مین تشریف لائے آپ اوسوقت صرف واعظ ہی نہ تھے۔ اور نہ ممکن تھا کہ اس جنگجو ملک اور جاہل عصبیت والی قوم مین صرف واعظ بنکر اونکے بد رسومات پر نکتہ چینی کرسکتے۔ جان کی آزادی ممکن نہ تھی۔ اور نیز آپکا گروہ یا شکوہ چھوٹون اور ٹہریون کا مجمع نہ تھا۔ ایک وحشی ملک مین نیا دین اختیار کر کے

بدون اسکے کہ خود حفاظتی کا سامان کرتے کیا ممکن تھا کہ اپنے آپکو یا اپنے ہادی کو بچا سکتے۔ حضرت مسیح کی خاکساری بردباری کو وہ دیکھ چکے تھے۔ اس بیچارے نے صرف اخلاقی تعلیم شروع کی اور ابتدا سے پرا آخری میں ناکامیاب دنیا سے چل بسا۔

نیز اسلامیون کے باہمی تعلقات اور غیر قومون سے معاملات۔ اور اس ملک عرب مین نہ کوئی شخصی سلطنت اور نہ جمہوری انتظام کا نام۔ پس آنحضرت کو واعظ ہونے کے سوا۔ قاضی اور حاکم بننا پڑا۔ اور انسانی فطرت کے لحاظ سے یہ امر نہایت ضروری تھا۔

مدینے کی رونق افروزی کے وقت عرب تین قسم کے لوگ تھے۔ کھلے دشمن جیسے قریش اور اونکے حلیف۔ دوسرے معاہدین جیسے یہود کے مختلف قبائل۔ تیسرے منافق بظاہر اسلام کے ساتھ اور بباطن کفار کے دوست۔ عامہ عرب مین بعض قومین اسلام کی ترقی خواہ تھین جیسے خزاعہ۔ اور بعض دشمن کی فتح کے طالب جیسے بنو بکر۔ اور بعض قومین بالکل خاموش اور حیران تھین۔

آنحضرت نے مدینے مین پہونچتے ہی یہود سے ایک عہد کیا۔ جسکا خلاصہ یہ ہے۔

یہ فرمان محمد رسول اللہ نے تمام مسلمانون کو خواہ وہ قریش ہون خواہ اہل یثرب (مدینے کا پرانا نام ہے) اور سب لوگون کو چاہے کسی مذہب اور قوم کے ہون جنھون نے مسلمانون سے صلح و آشتی رکھی ہو لکھدیا ہے۔ صلح اور جنگ کی حالت سب مسلمانون کے لیے عام ہوگی۔ اور کسی مسلمان کو یہ اختیار نہو گا کہ اپنے برادران اسلام کے دشمنون سے صلح یا جنگ کرین۔ یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہین تمام ذلتون اور اذیتون سے بچائے جائینگے۔ اور ہماری امت کے ساتھہ تساوی حقوق اونکو ہماری نصرت اور حمایت اور حسن سلوک کے حاصل رہینگے۔ یہود ان بنی عوف

بنی نجار بنی حارث بن خسم بنی غالب بنی اوس اور سب ساکنان یثرب مسلمانون کے ساتھہ ملکر ایک قوم سمجھے جاینگے - اور وہ اپنے اعمال مذہبی کو ویسی آزادی کے ساتھہ بجالاینگے جیسے مسلمان اپنے رسومات دینی کو ادا کرتے ہین -

یہود کی حفاظت اور حمایت مین جو لوگ ہین یا جو اونسے دوستی رکھتے ہین اونکو بھی تحفظ اور آزادی حاصل رہیگی - مجرمون کا تعاقب کیا جایگا - اور اونکو سزا دیجائیگی یہود و مسلمانون کی شرکت یثرب کو سب دشمنون سے بچانے مین کرینگے - اور تمام وہ لوگ جو فرمان کو قبول کرینگے یثرب مین محفوظ و مامون رہینگے - مسلمانون اور یہود کے دوست آشنا کا بھی ویسا ہی اعزاز کیا جاویگا جیسا خود اونکا کیا جاویگا -

سب سچے مسلمان اوس شخص سے بیزار رہین گے جو کسی گناہ یا ظلم یا نااتفاقی یا بغاوت کا مرتکب ہوگا - اور کوئی شخص کسی مجرم کی حمایت نہ کریگا - گو وہ کیسا ہی عزیز و قریب ہووے -

آیندہ جو تنازعات ان لوگون مین ہونگے جو اس فرمان کو قبول کرینگے اونکا فیصلہ خداوند عالم کے حکم کے موافق رسول اللہ فرماینگے -

تھوڑے دنون بعد یہودان بنی نضیر اور بنی قریظہ اور بنی قینقاع اس معاہدے مین شامل ہوگئے - اس فرمان سے وہ قبیح رسم دفع ہوگئی جو عرب مین رائج تھی کہ مظلوم ظالم سے انتقام لینے مین اپنی ذاتی قوی یا اپنے اعزہ کی طاقت پر بھروسا کرتا تھا - دادرسی اور عدل گستری جنگ و جدل پر موقوف تھی - ابن ہشام صفحہ ۱۷۸ و لائف آف محمد صفحہ ۲۷ -

یہود وبڑے قسی القلب تھے - چونکہ وہ اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ بھی تھے اور

عقیل بھی - اور فرقہ منافقین سے اونکو اتفاق تھا - اور باہمی بھی یہودیوں میں اتفاق تھا (برخلاف عرب جنمین باہمی سخت نا اتفاقی تھی) لہذا وہ نہایت خطرناک دشمن اس جمہوری سلطنت کے تھے جو شارع اسلام کے زیر حکومت قائم ہوئی تھی -

ناتربیت یافتہ قوموں مین شاعرون کا وہی مرتبہ ہوتا ہے - اور شاعر وہی اقتدار رکھتے ہین جو اہل اخبار مہذب قوم مین - شعراے یہود چونکہ نہایت ذی علم اور ذی شعور تھے لہذا اہل مدینہ پر بڑے حاوی تھے -

اس قوت کو اونھون نے اسمین صرف کیا کہ مسلمانون مین نفاق ڈالنے لگے اور اونمین اور فریق مخالف مین بغض و عداوت کو ترقی دینے لگے - بلکہ مین کہتا ہون باہم اہل اسلام مین اختلاف و عناد کا بیج بوتے تھے - شاس بن قیس یہودی نے ایک بار دیکھا کہ انصار مسلمان (مدینے کے اصل باشندے) باہم بکمال محبت و اتفاق سے بیٹھے ہین - اور خیال کیا یہ وہی گروہ اوس اور خزرج کا ہے جو ہمیشہ جنگ و جدل مین بسر کرتے تھے اب بالکل شیر و شکر ہین - اور اسلام کی پاک تعلیم کی بدولت بکمال اتحاد اور اخوت کے ساتھ ملے جلے ہین - اس اتفاق کو دیکھ شاس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا - اور ایک جوان یہودی سے کہا تو انمین بیٹھ جا اور باتون باتون مین بعاث[1] کی لڑائی کا قصہ چھیڑ دے اور وہ اشعار پڑھ سنا جو اوسوقت پڑھے گئے تھے - غرض اوس بدذات نے وہی کرتوت شروع کیے - آخر دونے نے اپنی قدیمی چال اکا آگئے اور باہم کہنے لگے آؤ اس معاملے کو نبا کر دکھلائین - خلاصہ کلام حرہ نام جگہ مقام جنگ تجویز ہوا - اور ہتھیار لینے کو وہان سے چلدیے مصلح عالم

[1] باہم اوس اور خزرج ایک سخت جنگ ہوئی تھی اور اوسمین سیکڑون آدمی اوس اور مارے گئے تھے اور یکبار گی ہاتھ سے جاتا تھا

خیر خواہ بنی آدم کو خبر ہو گئی - آپ جھٹ پہونچگئے - اور فرمایا اے مسلمانو -

اَللّٰهَ اَللّٰهَ اَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَاَنَا بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ بَعْدَ اَنْ هَدَاكُمُ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ وَاَكْرَمَكُمْ بِهٖ وَقَطَعَ بِهٖ عَنْكُمْ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهٖ مِنَ الْكُفْرِ وَاَلَّفَ بِهٖ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

غرض یہ آرام بخش اور حیات افزا بات سُنکر رو پڑے اور باہم گلے ملے اور آپکے ساتھ شہر میں چلے آئے - اسوقت یہ آیت اُتری -

يَا اَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا -

اور انصار اہل سلام کو قرآن نے بتایا -

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ — سیپارہ ۴ - سورۂ آل عمران - رکوع ۱ -

بدر کی لڑائی مین چونکہ مسلمانون کی فتح پر ایک طرف قریش مکہ آگ بگولا ہوگئے تھے اور ایک طرف ان یہود کو غضب آیا - اور ابو عفک نام یہودی نے آپکے مار ڈالنے پر کوشش کی اور بہت اشعار مین لوگون کو نبی عرب کے مار ڈالنے کی ترغیب دی اسواسطے وہ مارا گیا - کچھ عداوت سابقہ اور کچھ اس ابو عفک کا مارا جانا یہود کی خطرناک کارروائیون کا باعث ہوا -

یہودان بنی قینقاع صنعت و حرفت والی قوم تھے - مگر اسکندریہ کے یہودون کیطرح شریر و غدار فاسق و فاجر تھے - ایک روز ایک نوجوان مسلمان لڑکی

سلہ اللہ اللہ جہالت کے دعوا اور مین تمہارے درمیان ہون اسکے پیچھے کہ تمکو اللہ تعالی نے اسلام کی طرف ہدایت کی اور اسلام کے ساتھ تمکو عزت بخشی اور جہالت کی باتین تمسے کاٹدین اور اسلام کے باعث تمکو کفر سے نکالا اور تمکو باہم الفت دی ۱۲

سلہ ۲ اے کتاب والو کیون روکتے ہو خدا کی راہ سے ایمان والے کو چاہتے ہو اسمین ٹیڑھا پن ۱۲

سلہ ۳ اے ایمان والو اگر تم اطاعت کروگے ایک گروہ کی اہل کتاب کے پھیرینگے وہ لوگ تمکو بعد تمہارے ایمان کے کافر ۱۲

اونکے بازار مین گئی - اور بضرورت اپنے کاروبار کے ایک یہودی لوہار کی دُکان پر پونہچی - نوجوانان یہود نے حرمت نسوان اور مہمان نوازی کے اصول کو بالاے طاق رکھہ اوس نوجوان عورت کی ہتک حرمت اور آبرو ریزی چاہی - وہان ایک مسلمان راہگیر اوس عورت کا شریک ہوگیا - اور خوب مار پیٹ ہوئی - جو یہودی شرارت کا بانی تھا مارا گیا - تب یہودون نے جمع ہوکر اوس مسلمان کو قتل کرڈالا - اور فتنۂ عظیم برپا ہوا - ادھر مسلمان جوش مین آگئے اور ہتھیار لے یہودون پر جا پڑے - اور طرفین مین لوگ مارے گئے - جو ہین مصلح عالم صلے اللہ علیہ وسلم یہان پونہچے فساد کو فرو کیا - اور مسلمانون کا طیش کم ہوا - اس عاقبت اندیش اور دوربین مصلح نے دیکھا غور کیا کہ اگر یہی حالت مدینے کی رہی تو انجام اچھا نہوگا - مدینہ باہمی فسادون کا جنگ گاہ ہی نہ رہیگا - بلکہ مخالف فرقون کے لیے بے تردّد حملہ آوری کا باعث ہوگا - یہود خلاف عہد کر ہی چکے تھے - آنحضرتؐ فورًا یہود کے محلے مین جا پونہچے اور یہ حکم قرآنی اُترا -

وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ - سورۂ انفال - سیپارہ ۱۰ رکوع ۳

اور اسی واسطے آپنے خود تشریف لیجا کر یہود سے فرمایا - یا تو مسلمان ہوجاؤ یا یہان سے چلدو - یہود نے بڑی سختی سے جواب دیا کہ قریش کو شکست دے کر (بدر مین) نازان نہو وہ فنون جنگ سے ناواقف ہین - اگر ہمسے لڑا تو دیکھے گا لڑنے والے ایسے ہوتے ہین - یہ کہکر قلعہ بند ہوگئے - اور آنحضرت کی حکومت سے

ابن ہشام

اور اگر تجکو ڈر ہوا کسی قوم کی دغا کا تو جواب بھیج اونکی طرف برابر ہوکر اللہ کو خوش نہین آتے دغاباز ۱۲

باہم عہد سرکش بن گئے۔ اس شریر قوم کا فتنہ فرو کرنا نہایت ضروری تھا۔ بنا بران انکا محاصرہ کیا گیا۔ پندرہ روز کے بعد قلعہ بند لوگ گھبرا گئے اور یہ کہکر اتر آئے محمد صاحب جو ہماری نسبت فیصلہ فرمائین وہ فیصلہ ہمین منظور ہے۔ آپنے پہلے سخت سزا تجویز فرمائی۔ مگر آپکا جبلی رحم طبعی خلق اونکے سزا دینے پر غالب آگیا۔ اور عبداللہ بن اُبی نے بھی سفارش کی۔ اسلیے بنو قینقاع صرف جلا وطن کیے گئے۔

ساتھ دوسری لڑائی کا نام غزوہ بنو نضیر ہے۔

کعب بن اشرف یہودیین ہان بنو نضیر مین کا سردار تھا اور بڑا شاعر۔ برخلاف عہد نامہ بدر کی لڑائی کے بعد قریش مکّہ کے پاس پونہچا۔ اور اونکو بڑا طیش دلایا اور وعدہ کیا کہ ہم تمکو مدینے مین امداد دینگے تم اسلام پر حملہ کرو۔ اور اپنی جادو انگیز تقریر سے قریش کو انتقام پر آمادہ کیا۔ آخر قریش کعب بن اشرف کی اثر بھری تقریرون سے مدینے پر حملہ آور ہوئے مدینے سے تین میل کے فاصلے پر جبل احد کے پاس لڑائی ہوئی۔ اور نیز کعب بن اشرف نے رسولؐ خدا کے قتل پر منصوبہ باندھا۔ مگر قدرت الٰہی سے وہ راز کھل گیا۔ اور یہ کعب ابن اشرف اپنی ایسی ایسی حرکتون سے مارا گیا۔ بنو نضیر کے دلون مین اوس کے قتل کا رنج پیدا ہوا۔ اور اوسپر یہ طرہ ہوا کہ ابو براء نام عامری آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور دم دلاسا دیکر اپنے ہمراہ رسولؐ خدا کے ستر حواری جو قرآن کے قاری تھے اس عہد پر ساتھ لے گیا کہ انکو ہر طرح امداد دیجائیگی جب اپنے ملک مین پونہچا اور صحابۂ کرام نے آنحضرتؐ کا خط عامر عامری اہل نجد کے رئیس کے پاس پونہچایا۔ تو عامر نے ایلچی کو مار ڈالا۔ اور عصیہ اور رعل قبیلون کے لوگون کو اپنا مددگار بنا کر ان ستر قاریون محمدؐ کے اصحابون پر آپڑا اور ان مسلمانون کو مار ڈالا۔ صرف دو آدمی بچگئے۔ ایک تو زخمی تھا اوٗ

دوسرا قید کیا گیا - اس مقید کا نام عمرو بن امیہ تھا - اور اسلیے کہ مضری قوم کا تھا اسکو عامر ابن طفیل نے اپنی ماں کے کسی کفارے مین آزاد کر دیا - یہ قیدی عمرو بن اُمیہ آزاد ہوکر مدینے کو آتا تھا راستے مین اسے دو عامری مل گئے - یہ دونون عامری اگرچہ اُس قوم کے تھے جنھون نے غداری سے ستر آدمیونکو مع ایلچی مار اتھا - مگر یہ دو عامری بخلاف اپنی قوم کے رسول اللہ کے ہم عہد تھے اور عمرو اس عہد سے ناواقف تھا عمرو نے موقع پاکر ان دونون عامریون کو مار ڈالا - جب رسول اللہ کو خبر ہوئی کہ عمرو بن اُمیہ نے اُن دو عامریون کو مار ڈالا ہی جو ہمارے ہم عہد تھے تو آپنے تجویز کی ان دو مقتولون کا خون بہا (بدل قتل) دیا جاوے - حسب عہد نامہ مذکورہ سابق یہود ون کو بھی اس خون بہا کے چندے مین شریک ہونا نہایت ضرور تھا - آپ یہود کے پاس تشریف لے گئے - دونون مقتولین کے وارث بنو نضیر کے دوست تھے اور اونھین کو یہ چندہ دیا جاتا تھا - اسلیے آنحضرت کو بنو نضیر کی شرکت کا اس چندے مین بڑا یقین تھا - اور خیال کیا اول تو حسب معاہدہ یہود کو اس چندے مین شریک ہونا ضرور ہی - دوم جنکو روپیہ دیا جاتا ہی وہ اونکے دوست ہین -

جب آنحضرتؐ یہودان بنو نضیر کے محلے مین تشریف لے گئے تو اونھون نے چندہ دینے سے انکار کیا - اور اوسوقت ایک دلیر بہادر عمرو بن حجاش نام یہودی سے کہدیا کہ ایک بڑا بھاری پتھر کوٹھے کی چھت پر سے محمد صاحب پر لڑھکا دے اور اونکا کام تمام کر - سلام بن مشکم نے یہود کو بہت روکا اور منع کیا - مگر وہ اس غدر سے باز نہ آئے آخر اوس سچے حافظ حقیقی نے جسنے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ - کہا تھا خبر دے دی -

زرقانی نے لکھا ہو ایک یہودیہ عورت نے اپنے مسلمان بھائی کے ذریعے سے جناب کو
یہود کی غداری کی اطلاع دے دی۔ اسلیے یہودان بنو نضیر کا محاصرہ کیا گیا۔ آخر چند دن
کے بعد اونھون نے صلح چاہی۔ مگر عبداللہ بن ابی منافق نے کچھ اپنی امداد کا ایسا جھکما
دیا کہ پھر باغی بن بیٹھے۔ اسلیے پھر محاصرہ کیا گیا۔ بہت دنون بعد لاچار ہوکر جلاوطنی
پر راضی ہو گئے۔ رسول خدا کو جبر واکراہ سے مسلمان بنانا منظور ہی نہ تھا۔ اونکو
اجازت دے دی۔ مدینے سے چلے جاوین۔ اور مدینے کو امن وامان کا محل بنایا
[illegible] خیبر کو چلے گئے۔

ضمیمہ فاتح جلد ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۴۱

غزوۂ قریظہ۔ خندق اور احزاب کی لڑائی مین تم دیکھ چکے ہو مشرکون کے
مختلف گروہ اور یہودی اور غطفانی خاص مدینے مین اسلامیون پر چڑھ آئے۔ حیی
ابن اخطب یہودی بنو نضیر کی جلاوطنی کے بعد قریش کو تحریص دیتا۔ اور کنانہ ابو الحقیق کا
پوتا غطفانیون کو اکسالایا۔ اور اونسے وعدہ کیا خیبر کی آمدنی سے نصف آمدنی مین دونگا
اگر مسلمانون پہ حملہ آوری کرو۔ سلام بن مشکم اور ابن ابو الحقیق اور حیی اور کنانہ یہ سب
بنو نضیر مکے مین پہنچے اور کہا ہم تمھارے ساتھ ہین۔ اگر تم اسلام پر حملہ آوری کرو۔
ان یہودون کی کارستانی اور جادو بیانی قریش کے غیظ وغضب سے ملکر تمام عرب
کو مدینے پر چڑھا لائی۔ جب یہ مختلفہ اقوام بغرض استیصال اسلام مدینے مین پہنچے حیی
ابن اخطب یہودی خیبری نضری کعب بن اسد قرظی (یہ شخص بنو قریظہ کا ہم عہد تھا)
کے پاس پہنچا۔ پہلے تو کعب نے حیی کو گھر مین گھسنے نہ دیا۔ اور کہا ہمارا اور اسلامیون کا
باہم معاہدہ اور اتحاد ہے۔ اور بنو قینقاع اور بنو نضیر پر جو کچھ بد عہدی کا وبال آیا اُسے
یاد کیا۔ مگر حیی نے کہا مین تمام قریش اور عرب کے مختلف قبائل کو مدینے پر چڑھا لایا ہون

اور اون تمام اقوام عرب سے عہد کر لیا ہی کہ جب تک اسلام کا استیصال نہ کر لینگے مدینے سے واپس نہ جاوینگے۔ کعب نے پہلے پہل بہت تامل ٹولا کیا۔ اور کہا محمدؐ بڑا راستگو راستی پسند انسان ہی۔ اور عہد کا بڑا پکا ہی۔ ہمکو مناسب نہین او سکے ساتھہ بدعہدی نہین۔ مگر آخر دشمنون کی کثرت اور اونکے استقلال کو دیکھہ اور حیی کے پھسلانے اور عداوت اسلام کی قدیم بدعہدی مین آکر باغی ہنگیا۔ اور تمام عہدون کو بالاے طاق رکھکر اوس عبرت بخش عاقبت اندیش عقل کو کھو بیٹھا جو معاملات بنو قینقاع اور بنو نضیر مین تجربہ کار ہو چکی تھی۔ اور عین جنگ کے وقت آنحضرتؐ کو ان یہودون کی بدعہدی کی خبر پہونچی آپنے بہت سے آدمی تحقیق خبر کیلیے روانہ فرماے اور کہا ان لوگون کو فہمایش کرو عہد پر قائم رہین۔ مگر یہود نے درشت جواب دیا۔ اور کہا رسولؐ اللہ کیا ہین جو ہم اونکی اطاعت کرین۔ ہمارا اونکا کوئی عہد نہین۔ ان تمام آدمیون نے جو یہود کے مقابلے کی خبر لینے گئے تھے آکر عرض کیا یہود دشمن کے ساتھہ ہوگئے۔ قرآن بھی اسکی خبر دیتا ہی اور احزاب کے قصے مین کہتا ہے۔

اِذْ جَاۗءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۔ سیپارہ ۲۱۔ رکوع ۱۸۔ سورۂ احزاب۔

جہان یہود کی سزا کا قرآن نے تذکرہ کیا ہی۔ وہان صاف وجہ سزا کو بیان فرمایا ہی اور اسی سورت مین کہا ہے۔

سلہ جب آئے وہ لوگ اوپر تمہارے اور نیچے تمہارے سے اور جب کج ہوئین آنکھین اور پہونچ گئے دل گلون تک۔ اور تم گمان کرتے تھے اللہ کے ساتھہ طرح طرح کے۔ اوس جگہ ایمان والے آزمائے گئے۔ اور ہلائے گئے ہلانا سخت ۱۲

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا - سیپارہ ۲۱ - رکوع ۱۹ سورۂ احزاب -

آپکے ساتھی گھبرا گئے - ادھر تھوڑے سے معدود گروہ پر سارے عرب کی چڑہائی ادھر گھر مین یہود کی بدعہدی - پھر یہود مدینے کے طرق اور راستون کی کیفیت سے واقف محاصرین کفار کو غیر محفوظ مقام بتا سکتے تھے - اسلیے بڑا خوف ہوا - علاوہ بریان منافقون کا نکل بھاگنا - اور کمزور دلون کا عذر بہانون پر بہانے لایا - قربان جایئے الٰہی عاجز نوازی کے اوسی کے جنود نے ان سب اعدا کو بھگوڑا بنا دیا - اور تخمیناً ایک مہینے کے محاصرے پر کفار عرب الٰہی سپاہون سے بھاگ گئے - کیونکہ دس ہزار کی بھیڑ کے سامنے تین ہزار اسلامیون مین سے صرف تین سو باقی رہگئے تھے - (وہی جو سچے مسلمان تھے) جب دشمن خود بخود بھاگ گئے اور آپکو اونکی طرف سے امن ہوا اور یہ اندیشہ مٹ گیا تو اہل اسلام کو ایک نیا کھٹکا ہوا - کہ بنو قریظہ عہد شکنی کر چکے ہین - اگر اونھون نے مدینے پر شبخون مارا تو ہر ایک اسلام والا قتل ہو جائیگا - لہذا مقتضے عاقبت اندیشی نے بتایا تو آپ مقام جنگ سے جہان خود حفاظتی کے لیے آپنے کھائی کھودی تھی مدینے مین تشریف لائے اور قلعجات بنو قریظہ کا محاصرہ کیا - دس پندرہ روز محاصرے مین لگ گئے اب قلعہ بند لوگ گھبرا گئے - اللہ تعالےٰ نے اونکے دلون مین رعب ڈالا - (وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ) - تب یہودان بنو قریظہ کا

اور اوتارا اللہ نے اون لوگون کو جنھون نے اہل کتاب سے اونکی مدد کی اونکے قلعون سے اور ڈالا اونکے دلون مین [illegible] ایک گروہ کو تم ہلاک کرتے ہو - اور ایک گروہ کو تم قید کر لیتے ہو ۱۲

[illegible] ڈالا اونکے دلون مین خوف کو - یہ آیت سیپارہ ۲۱ رکوع ۱۹ سورۂ احزاب مین ہے ۱۲ -

رئیس کعب بن اسد قوم مین کھڑا ہوا - اور وہ اسپیچ دی جسمین کہا - ای قوم تمکو مناسب ہی
تین باتون مین سے ایک بات مان لو - یا تو اس شخص (محمدؐ) پہ ایمان لاؤ - تمکو صاف
عیان ہوچکا ہی یہ شخص بیشک نبی ہی - اور یہ وہی ہی جسکی بابت توریت مین پیشین گوئی
اور بشارت ہوچکی ہی تم اور تمھارا مال و اسباب اور تمھاری جانین بچ رہینگی - قوم نے
اسپر انکار کیا - تب اوسنے کہا آؤ عورتون اور بچون کو قتل کرڈالین (اسکی سزا پائی)
اور تلوارین لے مسلمانون پر گر پڑین - یہانتک کہ شہید ہو جاوین - قوم نے کہا اگر ہم جیت
گئے تو بال بچون اور عورتون کے بغیر ہماری زندگی کیونکر ہوگی - تب کعب نے کہا آج
سبت کی رات ہی - محمدی جانتے ہین آج ہم غافل ہین لڑ نہین سکتے - اسلیے مسلمان بھی
غافل اور سست ہین - آؤ غفلت مین مسلمانون پر حملہ آوری کرین - تب قوم نے کہا
تجکو خبر نہین - سبت کی بے حرمتی سے ہمارے بڑون پر کیسے وبال آئے - وہ سور
اور بندر بن گئے - آخر قوم کے اتفاقات سے یہود نے ایک سفیر جناب رسالتمآب کے
حضور روانہ کیا - اور کہا ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیجیے ہم اوس سے صلاح
لینگے - جب ابولبابہ انکی درخواست سے وہان آئے عورتین اور بچے چلائے اور
یہود نے کہا کیا تیری صلاح ہے ہم لوگ محمدؐ کے فیصلے پر دروازہ کھولدین - اوسنے
کہا بیشک - مگر اشارہ کیا وہ تمکو ذبح کا فتویٰ دینگے - پھر ابولبابہ پچتایا اور اپنے آپکو
مسجد مین جا باندھا - جب محاصرے پر مدت گذری اور وہ یہود تنگ ہوئے -
ان کم بخت لوگون نے کہلا بھیجا ہماری نسبت جو سعد بن معاذ فیصلہ کرے وہ
فیصلہ ہمکو منظور ہی - بدقسمتون نے رحمۃ للعالمین کو حاکم نہ بنایا بلکہ سعد کے فتوے پر راضی
ہوگئے اور قلعے سے نکل آئے - رسول خدا نے سعد بن معاذ کو بلایا اور کہا یہ لوگ تیرے

فیصلے پر ہمارے پاس آئے ہین - اس سپاہی کو اس قوم کی بدچلنی اور بدعہدی اور
ناعاقبت اندیشی اور بنو قینقاع اور بنو نضیر سے عبرت نہ پکڑنے پر یہی سوجھی کہ اس بدذات
قوم کا قصہ تمام کرو - اسنے کہا انکے قابل جنگ لوگ مارے جاوین - اور باقی قید کیے
جاوین - غرض کئی سو آدمی قریظی مدینے مین لاکر قتل کیا گیا -

یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہو - چاہے کوئی کیسے جرائم اور معاصی کا مرتکب ہوا ہو جب اوس سے
ہی ایسا سلوک کیا جاوے جو ہمارے نزدیک سختی اور بے رحمی ہے - تو اوس وقت ہمین
خواہ مخواہ ایک نفرت اور کراہت معلوم ہوتی ہے اور ہمارے دل مین رحم - عدل
کی جگہ کو چھین لیتا ہے - مگر رحم کے باعث عدل چھوڑنا اور جرائم کی سزا سے درگذرنا چاہیے
یہود نے دغا دی - بدعہدی کی - عین شہر کا امن کھو دیا - مسلمانون کی توحید اور موسی کی
و توریت کی تعظیم کو بت پرست قوم کے مقابلے مین بھولا دیا - بہر حال مسلمانون کا
حکم قریظہ کی نسبت کرامول کے حکم سے بہت کم تھا - جسکے بموجب آئرلینڈ مین شہر
ورڈ ہیڈا کے سب باشندے بلا فرق تہ تیغ بے دریغ کیے گئے - کارلائل لکھتا ہے
سچ ہے شریر کا سو مرتبہ قتل ہونا بہتر ہے کہ وہ بے گناہون کو اغوا کرے - یہ اسلام
کا فعل اوس وقت کے مارشل لا سے بہت نرم تھا - اور حضرت داؤد کی سزا سے جنہین
اونھون نے جیتے آدمی جلتے پزاوون مین جلائے - اور جو ہمیشہ خدا کے مطیع کہلائے
نہایت نرم ہے -

غزوۂ خیبر - غزوۂ احزاب کے بیان مین گذر چکا - سلام بن مشکم اور ابن
ابی الحقیق اور حیی اور کنانہ اور ہوذہ اور ابو عمار خیبر سے قریش پاس پہونچے
اور اونکو اور عرب کے مختلف اقوام غطفان اور فزارہ کو مدینے پر چڑھا لائے -

پھر ابورافع سلام بن مشکم جو یہودیوں کا رئیس تھا اپنی ایسی حرکتوں سے مارا گیا۔ اور یہودیوں نے اوسکے جا پر اُسیر بن رزام یہودی کو اپنا امیر بنایا۔ اور اس نئے امیر نے اپنی بڑائی کے لیے یہ تدبیر نکالی۔ کہ غطفان قبیلے میں پھروں اور اونکو ہمراہ لے کے اسلامیوں پر چڑھائی کروں۔ اسی فکر میں تھا۔ مصلح عالم کو خبر ہو گئی۔ آپنے اپنا سفیر بھیجا اُسنے جاکر اس نئے امیر کو فہمائش کی اور ہمراہ لایا۔ الّا اُسنے امیر کو پھر ایک خبط سوجھا اور چاہا ان سفیروں کو مار ڈالے اس امر کی اطلاع پر عبداللہ انیس نے اُسیر کو مار ڈالا
غرض اہل خیبر سے یہ معاملات صادر ہوتے رہے۔ علاوہ برین خیبر والوں سے بنو نضیر و بنو قینقاع جا ملے تھے۔ اونکے شور و فساد کرنے کے خیال سے آپنے خیبر کا عزم کیا اور وہ انکی رجز صاف اسباب اور وجہ جنگ کو ظاہر کرتی ہے۔

اِنَّ الاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا * اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَیْنَا *

خیبری اور سب قومیں اسی سازش میں رہتی تھیں کہ مسلمانوں کی بیخ کنی کریں[۱]۔ اسلام نے اس بات کا تدارک یہ کیا کہ چودہ[۱۴] سو سپاہیوں کے ساتھ خیبر چلے گئے۔ اول اسلام[۲] صلح کا پیغام بھیجا۔ جب خیبریوں نے نہ مانا تب اونپر حملہ کیا۔ خیبر میں یہود کے بہت قلعے تھے اور آہستہ آہستہ وہ سب فتح ہو گئے۔ آخر بڑا قلعہ القموص نام تھا اسپر لڑائی ہوئی جب وہ فتح ہوا یہود کو شکست کا یقین ہو گیا۔ تب اونھوں نے معافی مانگی۔ اور اونکی درخواست پر معافی دیگئی۔ مگر اونکی نیک کرداری کی ضمانت (کا سن ڈی پرسول جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ - ۱۹۴) جائداد غیر منقولہ سے کی گئی۔ اور رسومات مذہبی کی نسبت

---

[۱] تحقیق ہلی جماعت نے بغاوت کی مہم جبکہ ارادہ کیا فتنہ ابون ہمارے کا ۱۲

[۲] وہ صحرائی قومیں اونکے ساتھ متفق تھیں اور ہمیشہ ان لوگوں کی یہ عادت تھی۔ لوٹ مار کی۔ سبب [illegible] حملہ ہوا جنگلوں میں بھاگ گئے ۱۲

یہود کو آزادی دیگئی - چونکہ کوئی باضابطہ ٹیکس اونپر نہ تھا - اور سلطنت کے خرچ مین کچہہ اونپر فرض تھی آنحضرت نے اُنکی حفاظت کے معاوضے مین جواب اونکو حاصل ہوئی ایک محصول بقدر نصف پیداوار اونکی اراضی کے اونپر مقرر کیا - اور منقولہ جائداد جو لڑائی اور محاصرے کے بعد قلعون سے نکلی اور ضبط ہوئی وہ لشکر اسلام مین سپاہیونکو تقسیم کی گئی - پادریون اور اونکے ہمدم لوگون کی یہ روایت غلط ہے - کہ کنانہ کو خزائن و دفائن بتانے کے لیے عذاب دیا گیا -

یہان آنحضرت کو زہر دینے کا منصوبہ ہوا - اور اس دغاباز قوم نے گوشت مین زہر ملا کر آپکو کہلانا چاہا - اس دعوت مین ایک صحابی اسی زہر سے مرگئے اور آنحضرت کو زہر کی بڑی تکلیف رہی - مگر آپنے اوس عورت کا جرم معاف کیا جسنے زہر دیا تھا -

غزوۂ تبوک - آنحضرت نے حارث بن عمیر الازدی کو امیر بصری کے پاس ایک خط دے کے روانہ کیا - جب یہ قاصد موتہ نام مقام پر پونہچا - تو وہان کے حاکم شرجیل غسانی عیسائی نے اس قاصد کو مارڈالا - (یہ عیسائی صاحبونکی تہذیب اور خاکساری ہے) اس واقعے کی جب مدینے مین اطلاع ہوئی تو آپنے زید بن حارثہ کو تین ہزار سپاہ کا افسر بنا کر موتہ کی طرف روانہ کیا - اور فرمایا جہان حارث مارا گیا وہان جاؤ - اور یہ ارشاد فرمایا -

اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَبِمَنْ مَعَكُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا اُغْزُوْا بِسْمِ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ لَا تَغْدِرُوْا وَلَا تَغُلُّوْا وَلَا تَقْتُلُوْا وَلِيْدًا وَلَا امْرَاَةً وَلَا كَبِيْرًا فَانِيًا وَلَا مُنْعَزِلًا بِصَوْمَعَةٍ وَلَا تَقْرَبُوا النَّخْلَ وَلَا تَقْطَعُوا الشَّجَرَ وَلَا تَهْدِمُوْا بِنَاءً

تم کو وصیت کرتا ہون تمکو اللہ کے ساتھہ پرہیزگاری کی اور اپنے ساتھی مسلمانونکے ساتھہ نیکی کرنے کی راہ خدا مین اللہ کے نام سے اوس شخص کے ساتھہ لڑو جسنے اللہ کے ساتھہ کفر کیا ہے اور بیوفائی اور سرکشی نکرو اور بچے اور عورت اور بڈہے اور عبادتخانے کے گوشہ نشینون کو نہ مارو اور باغ کے

غرض یہ فوج ظفر موج وہان پونہچی - اور موتہ کے لوگ مقابلے کو کہڑے ہوئے - زید سپہ سالار مارا گیا - اور اوسکی جگہ عبداللہ بن رواحہ مقرر ہوا - پہر جعفرؓ بن ابی طالب علیؓ ابن ابی طالب کے بھائی سپہ سالار ہوئے - اونکے نصف بدن مین اسّی سے زیادہ زخم تھے اور وہ سب آگے کی جانب - پہر خالد بن ولید سپہ سالار ہوئے اور یہ تدبیر کی کہ میمنہ اور میسرہ اور ساقہ اور مقدمہ کو بدل دیا - دشمن نے سمجھا کہ انکی مدد آگئی ہے - غرض وہان مخالف کو شکست ہوئی - لڑائی مین مخالف ہرقل شاہ روم کے ماتحت تھے - اسلیے عرب کیطرف روم کا خیال بڑہ گیا - پہلے بھی وہ فتح عرب کے خواہان تھے - اب وہ خواہش دوبالا ہوگئی ہجرت کے نوین سال شام کے تجار سے خبر ملی - ہرقل ایک لاکھہ سپاہ کے ساتھہ حملہ آوری کی طیاری کر رہا ہے - جب یہ خبر مدینے مین پونہچی اُن دنون بڑی گرمی پڑتی تھی - آپنے جب کوچ کیا راستے مین اونٹون کے اوجہ سے پانی میسر ہوتا تھا -

عثمان رضی اللہ عنہ نے اس جنگ مین ایک ہزار اونٹ مع ساز و سامان اور ستر گھوڑے اور دو سو اوقیے چاندی کے بلکہ ہزار اشرفی کا چندہ دیا جسپر آپنے فرمایا! لا یضر عثمان ما عمل بعد ھذا - اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال و اسباب چار ہزار درہم کا اور عمر رضی اللہ عنہ نے نصف مال دیا - غرض اس جنگ مین عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد تہائی لشکر کو کافی تھی - منافقون نے لوگون کو بہت بہکایا - الا خالص مسلمان جسقدر تھے وہ سب ساتھہ ہو لیے - تیس ہزار سپاہ آپکے ساتھہ تھی اور اوسمین دس ہزار گھوڑے تھے - غرض آپ تبوک پونہچے - ایلیہ کے رئیس نے ٹیکس منظور کرکے صلح کر لی - پہر آپنے خالد بن ولید کو دومۃ الجندل بھیجا وہان یہود سے لڑائی ہوئی - اور اکیدر یہود کا رئیس اعظم قید ہوگیا - اکیدر جب آنحضرتؐ کے سامنے لایا گیا - اوسنے جزیہ منظور کیا اسواسطے رہا کیا گیا اور بدستور رئیس بنایا گیا -

پھر آنحضرتؐ نے ہرقل کو خط لکھا - اور چونکہ بڑا بھاری سفر فوج کو طے کرنا پڑا - اور تبوک مین کھانا چارہ پانی زیادہ تھا - اور نیز ہرقل کی خبر کو جاسوس بھیجے گئے تھے - اسلیے آپ بیس روز وہان ٹھہرے - تبوک نصف راہ شام سے تھا - وہان معلوم ہوا ہرقل کو اندرونی مشکلات ایسے آپڑے ہین کہ وہ مدینے کو فوج نہین پونہچا سکتا - اسلیے وہانسے واپس تشریف لائے

ازواج مطہرات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پادریونکی بیہودہ سرائی

اعتراض - عائشہؓ کو دعاگویون نے متہم کر دکھلایا -

جواب - پادری صاحبان الزام مت لگاؤ - اگر الزام لگاؤگے تو تمپر بھی الزام لگایا جائیگا پادریو تم تہذیب کے مدعی اور مسیحؑ کے اتباع کا دعوی کرتے ہو - سنو عیب نہ لگاؤ کہ تمپر بھی عیب لگایا جاوے - ۷ باب - انتہی -

عائشہؓ کا اتہام صرف اتہام ہے جسکا کوئی ثبوت نہین - اپنے گھر مین دیکھیے ایک کنواری کے رحم مین سے لڑکا پیدا ہوا - اور بقول تمہارے وہ تمہاری نجات کا متکفل ہوا ایک متہم ہوئی - اور اتہام لگانے والے وجوہ اتہام کے بیان سے عاجز آ گئے اور دوسرے متہم ہوئی - اور کنوارے پن مین (بقول عیسائیون کے) لڑکا جن چکی پھر بدنامی سے بچگئی اور روح القدس سے حاملہ کہلائی -

راحاب (فاحشہ) یشوع ۲ باب - ۱ - ہیو دا کی بہو تمر کسبی تھی - پیدایش ۸۳ باب - ۱۴ و ۱۵ - اور یہ دونون تمہارے مخلص رب کی پردادیان ہین - متی ۱ - باب ۳ - و ۵ -

یاد رکھو - جسطرح تم عیب لگاتے ہو - اوسی طرح تمپر بھی عیب لگایا جاویگا

متی - ۷ باب - ۲ -

ناظرین اس لنبے چوڑے سوال اور اس سوال کی تہذیب کو دیکھیے -

پادری کا سوال - سورہ تحریم کے پہلے رکوع کی تفسیر میں ہے - محمد صاحب اپنی
زوجہ حفصہ کے گھر گئے اور اوسکی لونڈی ماریہ قبطیہ سے اپنی زوجہ کی غیر حاضری میں
ہمبستر ہوئے - حفصہ مذکورہ یہ معلوم کر کے ناراض ہوگئی - تب محمد صاحب نے اس شہرت
بد کو بند کرنے کے لیے اور اپنی زوجہ حفصہ کو راضی کرنے کے لیے قسم کھائی اور کہا کہ میں پھر
اس لونڈی سے ہمبستر نہونگا - اور اپنی زوجہ حفصہ سے فرمایا کہ یہ بات تیرے پاس امانت
ہے - سو یہ ماجرا تو کسی پر ظاہر نکرنا - جب محمد صاحب اوسکے گھر سے چلے گئے - تو حفصہ نے
یہ تمام احوال عائشہ پر ظاہر کر دیا - اور پھر عائشہ سے جب محمد صاحب کو معلوم ہو گیا
کہ یہ ماجرا چھپ نہ سکا تو قرآن میں بمقام مذکورۃ الصدر ایک آیت نازل کر لی - کہ بیشک
قسم کو توڑ کر لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہیے - اپنی عورتوں کی خوشنودی نچاہیے - پس
اس ماجرے سے تین گناہ محمد صاحب پر ثابت ہیں -

اول - گناہ زنا کا کہ جسکے سبب محمد صاحب نے اپنی زوجہ حفصہ سے ملامت اوٹھائی
اور بدنام ہو کر اس گناہ کے چھپانے کی کوشش کی - اور آخرکار قسم اوٹھا کر جان چھڑوانی پڑی

دوم - گناہ قسم پر قائم نہ رہنے کا - کہ وہ پھر اسی لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہے
اور اسی سبب محمدیوں پر بھی قسم کا توڑنا جائز کر دیا -

سوم - ایسے ناشائستہ فعل میں - یعنی لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہے - اور قسم کے
توڑنے میں خدا کو بھی شریک کر کے اجازت دینے والا قرار دیا -

جواب - غور فرمانے والے ناظرین سنئیے - کہ پادری صاحب اول تو قرآن سے

نکالکر یہ اعتراض نہیں دکھا سکتے۔ بلکہ کسی تفسیر سے۔ سچ ہے قرآن کریم ایسے اعتراضات کا انجیل کیطرح منشا نہیں ہو سکتا۔

رہیں تفاسیر سیل صاحب و رنڈویل نے تفاسیر قرآن لکھی ہیں۔ پھر کیا ان تفاسیر کے باعث اسلام یا قرآن یا صاحب قرآن محل اعتراض ہو سکتا ہے۔

دوم۔ پادری کہتے ہیں۔ حفصہ کی لونڈی ماریہ قبطیہ۔ حال آنکہ ماریہ قبطیہ ہمارے سچے اور پاک اور نہایت سچے اور نہایت پاک خاتم الانبیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد اور سریہ بی بی تھیں۔ ماریہ۔ حفصہ کی لونڈی ہرگز نہیں۔ ہاں ہرگز نہیں۔

یہ ماریہ قبطیہ وہ ہے جسکے ام ولد بننے سے مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے ساتھ تعلقات پیدا ہوئے۔ افسوس آپکو گھر کی بھی خبر نہیں۔ یہ مقوقس عیسائی تھا۔ زرقانی شرح مواہب۔

یہ ماریہ وہی ہے جسکی حقیقی بہن حسان کے گھر میں تھی۔ اور عبدالرحمن بن حسان اوسکے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ مواہب لدنیہ۔

یہ ماریہ وہی ہے جسکے ساتھ شہبار خچری آئی جسے مسلمان دلدل کہتے ہیں۔

پادریو آپکے تمام اعتراض کا زور اسی پر تھا کہ ماریہ قبطیہ حفصہ کی لونڈی تھی۔ جب حفصہ کی لونڈی ہونا ماریہ کا ثابت نہوا تو آپکی ساری یاوہ سرائی بیہودہ گوئی اڑ گئی۔

سوم۔ پادری کہتے ہیں محمد صاحب نے ایک آیت سورہ تحریم کی ابتدا میں نازل کری۔ پادری لوگ آیت تو نہیں لکھتے۔ صرف اوسکے بدلے یہ اردو عبارت لکھدیتے ہیں۔ بیشک قسم توڑکر لونڈی سے ہمبستر ہوتے رہیے۔ اپنی عورتوں کی خوشنودی نچاہیے۔ اعتراض میں یہی عبارت مرقوم ہے۔

آپ تمام ناظرین کی خدمت مین التماس ہی - قرآن تمام عمرانات مین موجود ہی - ایسی کوئی آیت تمام قرآن مین نہین جسکا یہ ترجمہ ہو-

اُس مُحرّف قوم کے تعصّبات کی حد نہین - جان بوجھ بے ایمانی پر کمر بستہ ہے - اورکیون نہون کفارے کے بیہودہ خیالی پلاؤنے انکو گناہ سے بے ڈر کر رکھا ہے -

پادریون نے آخر تین اعتراض اس قصّے پر جمائے - جب قصّہ ہی سر سے غلط ٹھہرا تو یہ نتیجہ کیونکر قابل التفات ہوگا -

ماریہ قبطیہ جب ام ولد بی بی ٹھہرین توڑ ناکیسا - ہوش کی لو -

ماریہ قبطیہ جب ام ولد بی بی ٹھہرین تو قسم کیا اور قسم توڑنا کیا -

ماریہ قبطیہ جب ام ولد بی بی ٹھہرین تو ناشایستہ فعل کیا -

معترض کہتا ہی قسم توڑنے کی آیت نازل کرلی - قسم توڑنے کی کوئی آیت سورۂ تحریم مین نہین - اور نہ اوسکے بعد کوئی قسم توڑنے کی آیت اُتری - ہان قسم کے توڑنے پر کفارہ دینے کا قرآن مین سورۂ مائدہ مین ذکر آیا ہی - مگر یاد رہے سورۂ مائدہ سورۂ تحریم سے پہلے اُتری ہے -

ہان - مجھے ضروری معلوم ہوتا ہی - سورۂ تحریم کی پہلی چند آیت کی تفسیر لکھدون -

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ - قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ - سیپارہ ۲۸ سورۂ تحریم - رکوع ۱

محمد رسول خدا نے اپنی بی بی زینب کے گھر مین شہد پیا - عائشہ اور حفصہ نے زینب پر غیرت کی اور رسول خدا سے عرض کیا آپکے مُنہ سے مغافیر کی بو آتی ہی - آپنے فرمایا کہ

ل اے نبی تو کیون چھوڑے جو حلال کیا اللہ نے تجھپر - چاہتا ہی رضامندی اپنی عورتون کی اور اللہ بخشنے والا ہی مہربان - ٹھہرا دیا ہے اللہ نے تمکو کھول ڈالنا اپنی قسمون کا ۱۲ -

مین نے زینب کے گھر مین شہد پیا ہے - اب پھر شہد نہ پیونگا - یہ بات اسلیئے کہی کہ جب عورتون کو شہد کی بو سے نفرت ہی تو اوسکا پینا کیا ضرور - معاشرت مین نقص آتا ہی - باری تعالے نے قرآن مین فرمایا - حلال شیا کا ترک کرنا - اور اوسپر حلف کرنا کیون - ایسے امور مین عورتون کی رضامندی ضرور نہین - قسم سے بچ رہنے کے لیئے سورہ مائدہ مین کفارے کا حکم ہے اوسپر عمل کرو -

قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ مین فرض ماضی کا صیغہ ہی حال یا استقبال نہین - یہ زینب کا قصہ اور اوسپر آیت کا نازل ہونا بخاری و مسلم وغیرہ حدیث کی اعلی کتابون مین موجود ہی - اور قرآن کی تفسیر یا خود قرآن سے یا لغت عرب سے یا قرآن کی تفسیر صحیح احادیث سے تفسیر کا اعلے درجہ ہے -

بعض مفسر لوگون نے زینب کے بدلے مین ماریہ قبطیہ کا نام لیا - الا ماریہ بھی رسول خدا کی بی بی ہین - اور ایک بیٹے کی مان اس بیٹے کی مان ہین جس نے لڑکپن مین انتقال کیا - تب بھی کوئی حرج نہین - الا یہ مفسرون کا قول حدیث کے مقابلے مین التفات کے قابل نہین - بلکہ محققین نے ماریہ کے وجود پر بھی انکار کیا ہے -

اعتراض - سورہ احزاب ۵ رکوع - محمد صاحب نے اپنے لے پالک کی جورو سے عشق کیا - پھر لوگون سے ڈرے تو ایک آیت اوتار لی -

جواب - معترض نے عشق کا ثبوت تو کوئی نہ دیا - لوگون سے ڈرنا مقتضائے بشریت ہی - حضرت مسیح بقول آپکے باوجود الوہیت کے لوگون (یہود) سے ڈرتے رہے اور حاکم کے سامنے حضرت سے کچھ بن نہ پڑا - صم و بکم سے رہگئے - بھلا صاحبان جس صبح کو پکڑے گئے - اوس رات مسیح کی کیا حالت تھی متی ۲۶ باب ۳۸ -

اگر لیپالک کی جورو سے شادی منع ہی۔ تو اوسکا ثبوت توریت یا انجیل یا شرع محمدی (قرآن) سے یا دلائل عقلیہ سے دیا ہوتا۔ بلکہ مین کہتا ہون سارے عیسائی لیپالک بیٹے ہین۔ (نامہ رومیان ۸ باب ۵) تو اب کیا وہ باہمی عقد مین بہنون سے نکاح کرتے ہین۔ توریت مین بہی بہن سے نکاح حرام ہی۔ اگر کہو وہان حقیقی بہن مراد ہی تو کیا دینی بہن سے نکاح جائز ہی۔ پولوس صاحب فرماتے ہین ”کیا ہمین اختیار ہی کہ دینی بہن سے نکاح کرلین“۔ (قرنتی ۹ باب ۵)۔

ہم کہتے ہین اسی طرح حقیقی بیٹے کی جورو سے نکاح منع ہی نہ لیپالک کی جورو سے۔ مجھے اسوقت مولوی رحمت اللہ لکہنوی یاد آگئے۔ اونسے بہی ایک پادری صاحب نے مجمع عام مین یہی سوال کیا تھا۔ آپنے کیا خوب جواب دیا۔

”سارے راستباز خدا کے فرزند ہین۔ تو یوسف نجار بہی فرزند تھا۔ پھر اوسکی جورو سے خدا نے فرزند لیا۔ پس اگر اوسکے رسول نے لیپالک کی بی بی مطلقہ سے نکاح کیا تو کیا عیب کیا۔ اگر جماع عیب ہی تو ایک عضو کی نسبت سارے سموچے خدا کا رحم مین ازراہ .... چلا جانا اور پھر مجسم بنکر نکل کھڑا ہونا تو شاید اور بہی معیوب ہوگا۔ زید نے تو طلاق بہی دیڈالی تھی۔ یوسف سے تو کسی نے برارت نامہ بہی نہ لیا۔ ہان شاید الوہیت اور رسالت مین یہی فرق ہوگا کہ اوسمین طلاق کی ضرورت نہین ہوتی“۔

کتب مقدسہ کے محاورات تمہین تعجب انگیز معلوم نہین ہوتے۔ اے میری زوجہ اے میری بہن تیرا عشق کیا خوب ہی۔ تیری محبت مَے سے کتنی زیادہ لذیذ ہے۔ (غزل الغزلات ۴ باب ۱۰ و ۵ باب ۱)۔

حقیقی جواب۔ اصل قصہ یون ہی کہ زینب ایک بڑے خاندان کی عورت تھی

آنحضرت نے اپنے خادم زید کے لیے اوسکے وارثون کو ناتے کا پیغام دیا - وہ اپنی عظمت اور شرافت شان کے خیال سے اول تو ناراض ہوئے پھر آخرکار راضی ہوگئے کچھ مدت تو جون تون کرکے بسر ہوئی آخر زید نے اوسکی تعلّی اور طنز و تعریض سے تنگ آکر اوسکے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا - چونکہ آپ بذات مبارک اس شادی کے انصرام متکفّل ہوئے تھے اسلیے اس طلاق کے انجام اور اوسکے مفاسد قومی دستورون اور حالات معاشرت ملکی کے لحاظ سے آپکے دل مین اوسکا کھٹکا پیدا ہوا - اسمین شک نہین کہ رخنہ جو کفار اور حیلہ طلب معاندین کو رسما و عرفاً ایسے موقع پر بہت ملامت و طنز کا قابو مل سکتا تھا - اور آپ گوارا نہین کرسکتے تھے کہ اس مفارقت اور معاشرتی ناچاقی کا حال مخالفین منکرین پر کھُلنے پائے جو اونکی زبان درازی اور تعریض کا باعث ہو - اور نیز زینب کے وارثون کا خیال ایک رسمی اور قومی خیال تھا - جو آنحضرت کے دل کو اور بھی مضطرب کرنے کا موجب ہوسکتا تھا - بنا برآن آپنے زید کو بہت روکا اور تلخی معاشرت پر صبر کرنے کی بہت نصیحت و ہدایت کی اور سخت الحاح و اصرار کیا کہ وہ اس ارادے سے باز آجاوے - مگر خدا کو ایک عظیم الشان کام پورا کرنا اور ایک خلاف قدرت مضر معاشرت رسم کا توڑنا منظور تھا - اس موقع پر قرآن کے الفاظ جنمین آنحضرت کی دلی حالت کی تصویر کھینچی گئی ہے الہامی حقیقت پہچاننے والے منصف کے نزدیک قابل غور ہین -

اِذْ تَقُولُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ٢

سیپ ٢٢ اور جب تو کہنے لگا اوس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تونے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے - اور تو چھپاتا تھا اپنے دل مین ایک چیز کو جو اللہ اوسکو کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگون سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھکو

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا - سیپا ۲۲ سورۂ احزاب ۵ رکوع[1]

خصوصاً آیت امسک الخ "اپنی بی بی کو نگاہ رکھ اور اللہ سے ڈر" بہت غور کے قابل ہو "خدا سے ڈر" یہ ایسے الفاظ ہین کہ بازداشت اور زجر کے لیے اس سے زیادہ اور نہین کہا جا سکتا۔ عیسائیون کی شوخی اور جراءت سخت قابل افسوس ہو کہ آنحضرت نے اوپری دل سے زید کو منع کیا"۔ (لائف آف محمد از سر ولیم میور صفحہ ۲۲۸) معلوم نہین صادق دل کے اظہار مافی الضمیر کا اور کیا طریق ہو سکتا ہو۔

کسی سوسائٹی کے رسوم و آئین کی اصلاح مین اگر کسی مصلح کو تکالیف و زحمات اوٹھانی پڑتی ہین تو آنحضرت کو چند در چند صعوبات اوٹھانی پڑتین اور پڑنے والی تھین جنکے درپیش عرب جیسی غیر مہذب اکھڑ سوسائٹی کے خلاف قدرت اور مضر معاشرت رسوم کا اصلاح کرنا تھا۔ عرب مین (ہندوؤن کیطرح) متبنیٰ (مُنہ بولا بیٹا) صلبی بیٹے کے مانند سمجھا جاتا تھا۔ اس رسم قبیح سے جو نتائج فاسدہ دنیا مین ہوئے اور ہوتے ہین عیان ہین۔ اور حقیقۃً قدرت کہان اجازت دیتی ہو کہ پسر حقیقی اور متبنیٰ دونون مساوات کا درجہ رکھین۔ قرآن نے اس مضر اصل کی بیخ کنی کر دی کہ "منہ بولے بیٹے تمھارے بیٹے نہین ہین تمھارے بیٹے وہی ہین جو تمھارے نطفے سے ہین"۔ اب یہان قوم و ملک کے رسوم کے مخالف دو عظیم مشکلون کا سامنا آپکو کرنا پڑا۔

ایک تو خدا کے قول و فعل کے مطابق رسم تبنیت کا (کہ وہ حقیقی بیٹے کے مانند ہی) توڑنا۔ اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے (جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت

[1] پھر جب زید تمام کر چکا اوس عورت سے اپنی غرض نبنے وہ تیرے نکاح مین دی۔ تا نرہے سب مسلمانون پر گناہ نکاح کر لینا اپنے لیپالکون کی جوروؤن مین جب وہ تمام کرین اون سے اپنی غرض اور ہو اللہ کا حکم کیا گیا ۱۲-

مین سخت قابل ملامت و نفرت اور ذلت تصور کرتے تھے) نکاح کرنا - مگر چونکہ عقلاً و رسماً و شرعاً یہ افعال معیوب نہ تھے اور ضرور تھا کہ مصلح و ہادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو - آپ پہلے بیشک بمقتضای بشریت گھبرائے اور بالآخر ان مشکلات پر غالب آکر ایک عجیب نظیر قائم کر دکھلائی -

پادری صاحب کی عقل پر تعجب آتا ہے جو کہتے ہین محمدؐ لوگون سے ڈر کے آیت اوتاری - کونسی آیت اوتاری اور ڈر ہی کیا تھا - آنحضرتؐ کو اس بات کا ڈر تھا اور لوگون کی طرف سے خوف تھا کہ دشمن اس بات کا طعنہ دینگے کہ اونکا اپنے ہاتھ سے کیا ہوا کام انجام کو نہ پونہچا - کیونکہ آنحضرتؐ خود اس مزاوجت کے متکفل اور منصرم ہوئے تھے اور بڑے اصرار سے زینب کے وارثون سے اوسکو زید کے لیے مانگا تھا - اوب اس منافقت پر دشمن طعنہ دے سکتے تھے - بیشک اس بات کا آپکو خوف تھا اور اونکی اس ناچاقی کو وہ اخفا کرنا چاہتے تھے جو بالآخر پھوٹ نکلی - اسی خوف و اخفا کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے - کہ تو لوگون سے ڈرتا تھا حالانکہ ڈرنا تو مجھسے چاہیے - یہ ایک عجیب محاورہ قرآنی ہے مطلب ایسے جملے کا یہ ہوتا ہے کہ جو امر حسب مقتضاے قانون الٰہی ہو اوسکے اجرا و تعمیل مین انسان سے ڈرنا یعنے اوسکا عمل مین نہ لانا عبث ہے -

ناقص العقل پادری اتنا بھی خیال نہین کر سکتے کہ اگر اس عقد مین کوئی امر معیوب اور قادح نبوت ہوتا تو [illegible] اول منکر زید ہوتا - حال آنکہ بعد ازان بہت دنون تک اسلام اور سچے ہادی کی خاطر بڑے بڑے معرکون اور مہلکون مین جان نثاری کرتا رہا [1] - اور بڑے [illegible] سیدہ جری صحابہ (جو یقیناً جھوٹون اور پاچ گیرون سے بہت بڑھکر

[1] تردہ کر [illegible] لشکر بنی سلیم کے منتشر کرنے مین اور بنی ثعلبہ اور وادی القری اور عیص وغیرہ جنگی کا سوار [illegible] تھا - ۱۲

وقعت وغیرت مین تھے۔) جو اسلام کے رکن رکین تھے بہت جلد ہان اوسیدم آپکے پاس سے
ٹوٹ پھوٹ جاتے اور یہ تانا بانا درہم برہم ہوجاتا۔ مین سچے دل سے کہتا ہون کہ اس قصے
کا ہونا قرآن کے کلام اللہ ہونے کا بڑا بھاری ثبوت ہی۔ اور یہ نہی عرب کی ترکیب آورد
کا (جیسے منکرین سمجھتے ہین) کلام نہین۔ کیا امانت کا حق ادا کیا ہی۔ کیا صادق امین ہے
کہ تمام الٰہی واردات اور ربانی الہامات و واقعات بلا کم و کاست دنیا کے آگے رکھدیے

بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

آپکی پاک اور اصلی تعلیم قرآن کریم پر جو پادریون نے اعتراض کیے ہین اونکے جواب

فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ یَّخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ
التَّرَآئِبِ ۝ سیپارہ ۳۰۔ سورۂ طارق۔ رکوع ۱۔

اس آیت قرآنی پر جسمین انسان کی فطرت کا بیان مشاہدے کے طور پر بتایا گیا ہی
پادری صاحب اعتراض کرتے ہین۔ افسوس ہی کہ یہ لوگ کبھی قرآن کے اصلی لٹریچر
سے واقفیت پیدا کرنے کی کوشش نہین کرتے۔ عوام کی سُنی سُنائی باتون کو دل مین
رکھکر اعتراض جمانے لگتے ہین کسی کتاب پر اعتراض کرنے سے پہلے اوسکے اصلی
ادب سے بلا واسطہ واقف ہونا فرض ہی۔

اعتراض۔ نیچرل فلاسفی کے ڈاکٹر صاف صاف دکھلا سکتے ہین کہ منی خصیے
مین پیدا ہوتی ہی۔ یہ بات غلط ہی کہ منی باپ کی پیٹھ اور ران کے سینے مین ہو جیسے قرآن میں ہی
جواب۔ ہمکو نہایت تعجب آتا ہی جب ہم پادریون کو نیچرل فلاسفی وغیرہ سائنٹفک
مصطلحات بولتے سنتے ہین۔ انجیل اور فلاسفی انجیلی تعلیم سخت بچپاتی ہی کہ میدان مین نکلا

---

[۱] مین دیکھے کہ کس چیز سے آدمی بنایا گیا ہی۔ بنایا گیا ہی اچھلتے پانی سے جو نکلتا ہو صلب اور ترائب کے درمیان سے ۱۲۔
[۲] الترائب جمیع تریبۃ وہی عظم الصدر من رجل وامراۃ۔ صحاح۔ ترائب جمع ہی تریبہ کی اور تریبہ سینے کی ہڈی کو کہتے ہین مرد کی ہو یا عورت کی ۱۲

سائنس سے مقابلہ کرے۔ پادری۔ ڈی ڈبلیو ٹامس (تشریح التثلیث صفحہ ۱۱) معمائے تثلیث کے حل سے عاجز آکر کیسے بے اختیار کہہ اوٹھے ہین ”خلقت (نیچر۔ قانون الٰہی) کے احوال سے استدلال ورعقلی دلائل اسمین چل نہین سکتے۔ اسکا ثبوت بہمہ جہت کلام الٰہی پر موقوف ہے“

نیچرل فلاسفی! بڑا لفظ بولا۔ دوسرے مذہب پر اعتراض کرنے کے لیے تو بے اختیار [illegible] زبان سے نکلیگا۔ اندرون خانہ تو امید ہے کم ہی استعمال کرنے کا موقع آتا ہوگا پادری صاحب! نیچرل فلاسفی کے ڈاکٹر۔ یوشع بن نون کی خاطر سورج کا کھڑا ہونا۔ مردون کا زندہ کرنا۔ مجسم شخص کا آسمان پر چڑھ جانا۔ بے باپ کے لڑکا پیدا ہونا۔ کب تسلیم کرتے ہین۔ پہلے انھین ہی نیچرل فلاسفی کی کسوٹی پر کس لیا ہوتا آپ تحقیقی جواب دینے سے پہلے ایک دو باتون کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ قرآن مجید کی عظمت بخوبی واضح ہوجاوے۔

شیخ سعدی۔ ملک ایران مین پیدا ہوئے جس ملک کی نسبت مؤرخون نے لکھا ہے کہ یونان اور عرب کے علوم مصر سے اور مصر کے علوم ہند یا ایران سے۔ اور بہتون کا خیال ہے کہ ہند کے علوم بھی ایران سے لائے گئے۔ پھر اسلام کے ایسے زمانے مین پیدا ہوئے جبکہ مسلمانون کے علوم اپنے اوج پر پہونچے ہوئے تھے۔ مزید برآن حضرت شیخ نے اپنے علوم کو سیاحت اور تجربہ زمانہ سے اور بھی جلا دی تھی۔ باایں ہمہ شیخ کی تحقیقات کا نتیجہ یہ ہے ”ز صلب آورد نطفہ در شکم“ جس پر آجکل کی علمی دنیا ہنسی اڑاتی ہے۔

تمام ملک عرب مین بھی بالخصوص صلب اصلاب ہی کا محاورہ دائر و سائر تھا۔ اور

یہین تک انکے محدود ذہن کی رسائی تھی۔ مگر قرآن کریم پر قربان جائیے۔ جو ہمیشہ ہر زمانے
مین اپنی راستی اور صداقت دکھانے کو طیار ہے اور ابد تک رہیگا۔
یہین سے انسانی کلام اور الٰہی کلام کا تفرقہ معلوم ہوتا ہے لیجیے اب قرآن کا مطلب سنیے

حقیقی جواب

فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِن مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِن بَيْنِ الصُّلْبِ وَ
التَّرَائِبِ۔ سیپارہ ۳۰ سورۃ والسماء والطارق۔ رکوع ۱۔

کیا معنی کہ نطفہ صلب اور ترائب کے بیچون بیچ سے آتا ہے صلب پیٹھ کی ہڈی کو
کہتے ہین۔ ترائب جمع ہے تریبہ کی سینے کی ہڈی۔
اب غور کرو نطفہ اور منی شریانی خون سے بنتی ہے اور وہ شریان دل سے نکلتا ہے
اور دل صلب و ترائب کے بیچون بیچ ہے۔
اوسطرح مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ باری تعالیٰ متکبر انسان کی گردنِ عُجب توڑنے کو
اوسے اوسکی خلقت جسمانی کے منبع کیطرف توجہ دلاتا ہے۔ اور چونکہ قرآن کلام الٰہی ہے
اور ہر مجلس مین جوانون بوڑھون عورتون مین پڑھا جاتا ہے۔ اسلیے ضرور ہے کہ انسانی
اصلاح کے ہر قسم کے مطالب و اشارات اعلیٰ درجے کی پاکیزگی اور تہذیب سے اوسکے
بیان دانا سمجھ گئے ہونگے اور حق شناس تو سمجھتے ہی ہین کہ گردن کش انسان کو
نصیحت کرنا قرآن کریم کو منظور ہے۔ اور کس جگہ کیطرف اشارہ اوسے مقصود ہے۔
مگر اللہ اللہ کس خوبی اور لطافت سے اس مضمون کو نبھایا ہے۔ یہی اس کتاب
کریم کا اصلی اور سچا معجزہ ہے۔

لہ انسان کو چاہیے۔ دہیان کرے کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ پیدا کیا گیا ہے اوچھلتے پانی سے جو پشت اور سینے کی ہڈیون
کے بیچون بیچ سے ہو کر نکلتا ہے ۱۲۔

معترضو! خواہ مخواہ کی طعنہ زنی کے عاشقو! تراٸب سے نیچے نگاہ کرتے جاؤ۔ اور صلب کی طرف چلے جاؤ۔ عین بین یعنے بیچون بیچ مین تمکو وہ پمپ یا فوارہ نظر آویگا۔ جسمین سے وہ اوچھلتا پانی نکلتا ہے۔ جو انسان کی پیدائش کا منبع یا مبدأ ہے۔

غور کرو۔ سوچو۔ ایمان اور انصاف سے کام لو۔ کیا مقصود تھا۔ کیا مطلب تھا۔ کس طرز پر ادا کیا۔ اس سے بڑھکر فصیح اور پاک کلام کوئی دنیا مین ہے۔

علم ادب اور عربی سے آگاہی حاصل کرو۔ فصحاے عرب عضو تناسل کا نام جب بتقاضاے وقت لازم ہوا ایسی ہی نہج سے لیا کرتے ہین۔ چنانچہ افصح العرب والعجم ایک حدیث مین فرماتے ہین۔

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ فَاَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (۱) -

یعنی جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کو فواحش اور منکرات سے روکے۔ مین اوسے جنت دلواؤن گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ اِنْ هُوَ اِلَّا مَا اَلْهَمَنِيْ بِهٖ رَبِّيْ -

اعتراض۔ سورہ صافات ۲۔ رکوع۔ گناہگار اور اونکی جوروان۔ اور جو کچھ وہ اللہ کے سوا پوجتے ہین مع اونکے دوزخ مین جاوینگے۔ سب پر روشن ہے۔ بہت لوگ انبیا و اولیا کی پرستش کرتے ہین اور عیسائی عیسی مسیح کی تو کیا یہ سب اور مسیح دوزخی ہین۔

جواب معترض کی آیت محولہ یہ معلوم ہوتی ہے۔

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ - سیپارہ ۲۳ - سورۃ الصّٰفّٰت رکوع ۲

(۱) جو شخص مجھے ضمانت دے اوس چیز کی جو اوسکے دو جبڑون کے درمیان ہے یعنی زبان۔ اور اوس چیز کی جو اوسکی دونون ٹانگون کے درمیان ہے (یعنے عضو تناسل) مین اوسکے واسطے جنت کا ضامن ہوتا ہون ۱۲

ازواج جمع ہو زوج کی۔ اور زوج کے معنی ہین ساتھی۔ (الازواج القرناء) یعنے ازواج بمعنی ساتھی کے ہین۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّهَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَمِنۡ اَنۡفُسِهِمۡ[۱] سیپارہ ۲۳ - سورۂ یٰس - رکوع ۳ -

ثَمٰنِیَةَ اَزۡوَاجٍ مِنَ الضَّاۡنِ اثۡنَیۡنِ وَمِنَ الۡمَعۡزِ اثۡنَیۡنِ[۲] - سیپارہ ۸ سورۂ انعام - رکوع ۱۷ -

وَّاٰخَرُ مِنۡ شَکۡلِهٖۤ اَزۡوَاجٌ[۳] - سیپارہ ۲۳ - سورۂ ص - رکوع ۴ -

لَا تَمُدَّنَّ عَیۡنَیۡكَ اِلٰی مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ[۴] - سیپارہ ۱۴ - سورۂ حجر - رکوع ۶ -

فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی[۵] - سیپارہ ۱۶ - سورۂ طٰہٰ - رکوع ۲ -

دیکھو ان تمام محاورات مین جوروان معنی کرنا ہرگز صحیح نہین - یہان ہر جگہ ازواج کے معنے ساتھ والے کے ہین - مطلب آیت کا نہایت صاف ہو - کہ بڑے بڑے ظالم بدکار اور اونکی جنس کے سنگی ساتھی سبکو دوزخ مین لیجاؤ -

وَمَا یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ کی تشریح خود قرآن نے فرمادی ہو - کہ مشرک کسکو پوجتے تھے سنو -

اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا - نہین پکارتے اوسکے سوا مگر شیطان سرکش کو - یعنی اصل اور حقیقت مین یہ مشرک لوگ شیطان کی پوجا کرتے ہین

---

[۱] پاک ذات ہو وہ جسنے بنائے جوڑے سب چیز کے اوس قسم سے جو اوگاتا ہو زمین مین اور اونکے نفسون سے ۱۲

[۲] پیدا کیے آٹھ نر اور مادہ بھیڑ مین سے دو اور بکریون مین سے دو ۱۲

[۳] اور کچھ اور اسی شکل کا طرح طرح کی چیزین ۱۲ -

[۴] مت پسار اپنی آنکھین اون چیزون پر جو برتنے کو دین ہمنے اونکو کئی طرح کے لوگون پر ۱۲

[۵] پھر ہمکالا ہمنے اوس سے بھانت بھانت سبزہ ۱۲ -

جسکے اغوا اور فرمان کے مطابق ماسوی اللہ کی عبادت کرتے ہین - دیکھو-

قرنتیون کو خط ۱۰ باب ۲۰- غیر قومین قربانی شیطان کے لیے کرتی ہین ÷ خدا کے لیے ... اور مین نہین چاہتا کہ تم شیاطین کے شریک ہو جاؤ- تم خداوند کا پیالہ اور شیاطین کا پیالہ پی نہین سکتے-

معترض صاحب خوب سمجھ رکھیے کہ جو لوگ مسیح اور دیگر انبیا اولیا کی پرستش کرتے ہین درحقیقت مین شیطان لعین کی پرستش کرتے ہین - اور برخلاف مرضی اور فرمان انبیائے کرام کے شیاطین کو اپنا معبود ٹھہرا رکھا ہے- اور چونکہ شیاطین کی پرستش کرتے اور اونکے اغوا و اضلال سے گمراہ ہوئے ہین اور خدائے حقیقی کی عبادت چھوڑ کر مخلوق کی پرستش مین لگے ہوئے ہین اور اونکے ساتھ اورون کو شریک کرتے ہین- اسیلیے اس شرک کے بدلے وہ مشرک مخلوق پرست مع اپنے مغوی شیاطین کے دوزخ مین جائینگے

قرآن اور اہل اسلام کب اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ مسیح نے یا دیگر انبیا اولیا نے لوگون کو خدا کے سوا اپنی عبادت کرنے کو کہا ہے- بلکہ وہ سب کے سب خدا ہی تعالیٰ کی توحید اور اوسکی عبادت کی وعظ دنیا مین کرتے رہے- پس اگر کوئی عقل کا اندھا مشرک (عیسائی ہو یا بت پرست) اون مقدسون کی عبادت کرتا ہے- تو یہ اوس کی کج فہمی ہے حقیقت مین وہ شیطان کی پوجا کرتا ہے- اسمین مسیح اور دیگر انبیا اولیا کا کوئی قصور اور کوئی شرکت نہین ہے- یاد رکھو مسیح کی پوجا مسیح کے فرمانے سے نہین ہوتی بلکہ شیطان کے کہنے پر خود شیطان ہی کی ہوتی ہے- حضرت مسیح علیہ السلام اس شرکت سے بالکل بری ہین- اس لیے اونپر کوئی سزا نہین ہو سکتی- دیکھو قرآن کریم مسیح کی برئیت عیسائیون کے اس شرک سے بیان فرماتا ہے-

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ - قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ[1]

سیپارہ ۷ - سورۂ مائدہ - رکوع ۱۶-

پادری صاحب سُن لیا آپنے - قرآن تو اسطرح حضرت مسیح کو اس شرک وکفر سے بری کرتا ہی - پس وہ اعتراض آپکا قرآن پر کسقدر بے معنی ہی - اب آؤ خداے واحد خالق مسیح ورب مسیح کی عبادت مقدس اہل اسلام کے ساتھ ملکر کرو اور شرک ومخلوق پرستی سے کنارہ کش ہوجاؤ تاکہ ابدی سزا سے بچو -

۲ اعتراض - سورہ مومن ۳ رکوع ۲۶ - آیت - فرعون نے بنی اسرائیل کے لڑکون کو اسلیے مارڈالا کہ وہ موسیٰ پر ایمان لائے - یہ غلط ہی بلکہ فرعون نے موسیٰ سے پہلے یہودی لڑکے اسلیے مارے کہ وہ بڑہ نجاوین - خروج ۱ باب ۷ -

جواب - اصل آیت جپر اعتراض ہی یہ ہے

قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ[2] - سیپارہ ۲۴ - سورۂ مومن - رکوع ۳ -

---

[1] اور جب کہیگا اللہ اے عیسے مریم کے بیٹے کیا تونے لوگون کو کہا کہ مجکو اور میری مان کو اللہ کے سوا دو معبود ٹھہرالو - وہ بولا تو پاک ہو مجکو سزاوار نہین ہی کہ کہون وہ بات جو مجھے پہونچتی نہین - اگر مین نے یہ کہا ہوگا تو تجھے معلوم ہوگا تو جانتا ہی جو میرے جی مین ہی اور مین نہین جانتا جو تیرے جی مین ہی - بیشک توہی چھپی باتین جاننے والا ہی - مین نے تو اونکو نہین وہی کہا جسکا تو نے مجھے حکم کیا تھا - یہ کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا اور تمھارا رب ہی - اور مین اونپر خبردار رہا جبتک مین اونمین رہا پھر جب تو نے مجھے وفات دی توتو اونپر خبردار رہتا اور تو ہر چیز پر خبردار ہے ۱۲

[2] بولے مارو بیٹے اونکے جو یقین لائے ہین اوسکے ساتھ اور جیتی رکھو اونکی عورتین اور جو داؤن ہی منکرون کا سو غلطی مین ۱۲ -

میں انصافاً اور حقاً کہتا ہوں کہ یہ اعتراض محض نادانی اور قرآن کے طرز اور زبان
کے نہ سمجھنے سے پیدا ہوا ہے۔ خوب یاد رکھنا چاہیے کہ صیغہ امر ہمیشہ کسی فعل کے وقوع کو
مستلزم نہیں ہوا کرتا۔

قرآن کی اس آیت سے یہ کہاں پایا جاتا ہے کہ فرعون نے اونھیں قتل کر ڈالا انصاف
کی عادت میں داخل ہے کہ دھوکا دہی کے طور پر ایک ترجمہ فرضی اور ذہنی لکھ دیتے
ہیں جو اصل کلام منقول عنہ سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا۔ اس سے بجائے
اسکے کہ اونکا مقصود اغوا و اضلال بر آوے اہل انصاف کے نزدیک اونکی اصلیت
باطن اور غرض ظاہر ہو جاتی ہے۔

اگر زبان عرب سے ذرا بھی مس ہو اور قرآنی طرز سے کچھ بھی واقفیت ہو تو بادنیٰ
تامل آشکارا ہو سکتا ہے کہ آیت کا پچھلا حصہ معترض کے اعتراض کو باطل کیے دیتا ہے
کہ "کافرون کا کید یعنی دھوکے اور فریب کی تدبیریں اکارت ہو جانے والی ہیں"
قرآن مجید کا یہ طرز ہے کہ جب منکروں اور کافروں نے خدا کے کسی برگزیدہ شخص کی نسبت
ایذا رسانی یا قتل وغیرہ کا منصوبہ باندھا اور خفیہ تدبیریں کیں۔ مگر بوجہ من الوجوہ اونکی
تدبیریں کارگر نہوئیں اور وہ برگزیدہ شخص اونکے ابتلا کے دام سے محفوظ رہا۔ اوسوقت
قرآن اوس شخص یا اشخاص کے سلامت رہنے اور دشمنوں کی تدابیر کے کارگر نہ
ہونے کو اسی طرح پر لفظ کید کے اطلاق سے ذکر کرتا ہے کہ اونھوں نے تدبیر تو کی اور
منصوبہ تو باندھا مگر اونکا کید یعنی داؤں نہ چلا یا ہمنے چلنے نہ دیا۔

نظیراً دیکھو حضرت ابراہیم کے واقعے میں جب دشمنوں نے اونکو آگ میں ڈالا
اور پھونک کر جلا دینا چاہا۔ اور نصرت الٰہیہ سے جو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کے

خاص بندون کے شامل حال رہتی ہی حضرت ابراہیم اونکے مکائد اور شر سے محفوظ رہے - قرآن اوسکو اسطرح پر بیان فرماتا ہی -

[1] وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ - سیپارہ ۱۷ سورۂ انبیاء رکوع ۵ -

اور کفار مکہ جسوقت اوس بنی نوع انسانی کے سچے خیر خواہ رؤف و رحیم ہادی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کی تدابیر و فکر مین لگے ہوئے تھے قرآن کہتا ہی

[2] اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا - سیپارہ ۳۰ سورۂ طارق - رکوع ۱ -

غرض اسیطرح کسی واقعے کو بیان کرنا زبان عرب کا عموماً اور قرآن کا خصوصاً طرز ہی - ٹھیک ایسا ہی اس آیت مین ہی جسپر اعتراض کیا گیا ہی - کہ فرعون نے کہا یا اپنے ہالی موالی سے مشورہ کیا کہ مومنین کے بیٹون کو مار ڈالو - مگر کسی وجہ سے اوسکا ارادہ یا قول یا مشورہ صورت پذیر نہوا جیسے قرآن ان الفاظ مین بیان کرتا ہی - کہ کفار کی تدابیر یا داؤن اکارت جانے والا ہی - یعنی وہ امر وقوع مین نہین آیا -

بھلا پادری صاحبان اگر قتل والی بات غلط تھی تو کیون بنی اسرائیل موسیٰ اور ہارون کو کہتے ہین - تمنے کیون فرعون کے ہاتھہ مین تلوار دی ہی کہ وہ ہمکو قتل کرین - خروج ۵ باب ۲۲ -

اعتراض مصنف ینابیع الاسلام سنے جو ایک عیسائی ہی آیت هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ - پر یہ اعتراض کیا ہی کہ "قرآن نے خدا کا نام ظاہر یا تو صرف قافیہ بندی کے لیے لیا ہی - یا ویدانتیون کی مت پر مخلوق کو خدا کہا ہی"

جواب - پوری بحث اس آیت پر آریہ سماجون کے جوابات مین دیکھنی چاہیے

---

[1] اونھون نے اوس سے داؤن کرنے کا ارادہ کیا - پس ہمنے اونھین کو ٹوٹا پانے والا کیا ۱۲

[2] وہ خفیہ داؤن بچارہے ہین اور مین اونکے داؤن کو باطل کرنے کے در پے ہون ۱۲

یہان مختصراً اتنا ہی کہدینا کافی ہوگا کہ اس آیت مین پہلا نام الاول ہے اور دوسرا نام الآخر- یہ دونون نام یسعیاہ ۴۴ باب -۶ مین موجود ہین- رب الافواج فرماتا ہے "مین اوّل اور آخر ہون اور میرے سوا کوئی خدا نہین"

تیسرا نام اس آیت مین الظاہر اور چوتھا الباطن ہے- ظاہر کے معنی لغت عرب مین غالب اور بڑے زور والے کے ہین- اور ظاہر اونچے کو بھی کہتے ہین- اور باطن مخفی کو اب دیکھو ٹھیک انھین الفاظ کے مرادف معنی- ایوب ۱۱ باب ۸- "وہ تو آسمان سا اونچا تو کیا کر سکتا ہے اور پاتال سے نیچے ہے تو کیا جان سکتا ہے"

اور حدیث صحیح مین اس آیت کی تفسیر خود افصح العرب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے-

هُوَ الْاَوَّلُ لَيْسَ قَبْلَهٗ شَيْءٌ- یعنی جب مخلوق مین سے کسی موجود چیز کو دیکھو تو خدا تعالےٰ کی ذات بابرکات اوس موجود مخلوق سے پہلے موجود ہے مخلوقات سے کوئی ایسی چیز نہین جو خدا سے پہلے ہو-

هُوَ الْاٰخِرُ لَيْسَ بَعْدَهٗ شَيْءٌ- یعنی ہر چیز کی فنا اور زوال کے بعد اوسکی ذات پاک موجود ہے-

هُوَ الظَّاهِرُ لَيْسَ فَوْقَهٗ شَيْءٌ- یعنے ہر چیز سے اوپر اور غالب وہی ہے اوس سے اوپر اور غالب کوئی شئ نہین-

هُوَ الْبَاطِنُ لَيْسَ دُوْنَهٗ شَيْءٌ- وہی پوشیدہ ہے سوا اوسکے کوئی چیز نہین ہے یہ تفسیر خوب واضح کرتی ہے کہ زبان عرب مین ان الفاظ کا مفہوم اور مراد یہ ہے اور وہی معتبر ہے-

۲ اعتراض - اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُہَا مِنۡ اَطۡرَافِہَا - سیپارہ ۱۳ - سورۂ رعد - رکوع ۶ - کیا نہین دیکھتے ہم آتے ہین زمین کو اوسکے کنارون سے گھٹاتے ہین - یہ فلاسفی قرآن کی عجیب ہی - زمین کنارون سے گھٹتی چلی آتی ہی -

جواب - ہر زبان مین یہ محاورہ ہی کہ مکان سے مکان والے مراد ہوتے ہین - جیسے نحو مین ظرف بمعنی مظروف سے تعبیر کرتے ہین - ذری متی کی انجیل ۱۱ باب ۲۱ اوٹھاکر پڑھو " ہاے خورزین تجھپر افسوس ہاے بیت صیدا تجھپر افسوس - کیونکہ یہ معجزے جو تم مین دکھلائے اگر صور وصیدا مین دکھلائے جاتے تو ٹاٹ اوڑھ کے اور خاک مین بیٹھکے کب کی توبہ کرتے " پھر متی ۲۳ باب ۳۷ دیکھو " ای یروشلم ای یروشلم جو نبیون کو مار ڈالتا اور اونھین جو تیرے پاس بھیجے گئے سنگسار کرتا ہے کتنی بار مین نے چاہا تیرے لڑکون کو جمع کرون " دیکھو متی کی ان آیات مین خورزین اور بیت صیدا اور یروشلم سے اوسکے مکین مراد ہین - بولنے مین تو مکان بولا گیا ہی - پر مقصود مکان والے ہین - ایسا ہی قرآن کریم کی اس آیت مین جو اعتراض مین مذکور ہی الارض سے جو معرف بالف لام ہی خاص زمین والے یعنی اہل مکہ مراد ہین - مقصود آیت کا یہ ہی کہ باری تعالے مکے کے رؤسا اور شرفا کو نصیحت کرتا اور عبرتا ارشاد فرماتا ہی " کیا اونھون نے (اہل مکہ) نہین دیکھا کہ ہم مکے والون کے پاس آتے ہین - اور اونکے اطراف کو گھٹاتے چلے آتے ہین - اطراف کے معنی سمجھنے کے لیے اوس فقرے پر غور کرنا واجب ہی جو ابو طالب نے وفات کے وقت اپنی آخری اسپیچ مین کہا - وھو ھذا -

وَایۡمُ اللّٰہِ کَاَنِّیۡ اَنۡظُرُ اِلٰی صَعَالِیۡکَ الۡعَرَبِ وَاَھۡلِ الۡاَطۡرَافِ وَالۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ

اور خدا کی قسم مین دیکھتا ہون عرب کے غریبون اور اہل اطراف اور کمزور

مِنَ النَّاسِ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ۔
لوگوں کو کہ محمد کے کہنے کو مان لیا ہے۔
اس اپیچ مین ابوطالب گویا تمام رؤساے مکہ کے روبرو اس آیت کی تصدیق
کرتا ہی جو اعتراض مین مذکور ہی۔ اور کہتا ہی اے مکے والو اہل اطراف نے تو اونکی
یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی باتون کو مان لیا ہی۔

اور تعلیم الٰہی اور کلام ربانی کا اطراف مین آنا یعنی پھیلنا گویا خدا کا اطراف مین
آنا ہی۔ حاصل کلام آیت یہ ہوا کہ کفار کی تعداد کم ہوئی چلی جاتی ہی اور مسلمان دن
بدن بڑہتے چلے جاتے ہین۔

پادری صاحبان! ملاحظہ فرمایئے اب وہ زمین (مکہ) گھٹتے گھٹتے بالکل فنا کی
ہوگئی۔ اور ایک نئی زمین جسپر توحید ہی توحید ہو اوسکے عوض نکل آئی۔ خوب سمجھیے
یہی اطراف کا کم کرنا اور اونکا سمیٹنا ہی اور یہی مقصود آیت قرآنی کا ہی۔ افسوس
دل دانا اور چشم بینا کہان جو ان الٰہی اسرارون کو دیکھے اور سمجھے۔ اب آیئے
کتب اناجیل کو ٹٹولیے کہ اونمین "زمین کے کنارون" کا لفظ و محاورہ پایا جاتا ہی
یا نہین۔ آیئے ہم نکالے دیتے ہین۔

یسعیاہ ۴۱ باب ۵ "زمین کے کنارے ہراسان ہوتے وے نزدیک آتے
اور حاضر ہوتے ہین"۔

یسعیاہ۔ ۴۹ باب ۶ "تجھسے میری نجات زمین کے کنارون تک پونہچی"۔
حزقیل ۷ باب ۲ "اوس سرزمین کے چارون کونون پر آخر آن پونہچا ہی"۔
پادری صاحبان!۔ اگر زمین کے کنارون کا ہراسان ہونا اور نزدیک آنا
اور حاضر ہونا ممکن ہی تو اونکا گھٹنا کیا ناممکن ہے۔

اصل یہ ہے کہ قرآن مجید کا مطلب تو صاف ہے - اور عہد عتیق کے محاورات اوسکی صداقت کی گواہی دے رہے ہین - مگر یہ چشم بستہ قوم جس صورت مین اپنی ہی کتابون سے جاہل ہے - پھر بھلا قرآن پر غور کرنے کا موقع اونھین کیونکر ملے - ا -

اعتراض - اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَکَادُ اُخْفِیْهَا - تحقیق قیامت آنے والی ہے قریب ہے مین اوسے چھپا دون" - یہ غلط ہے کیونکہ چھپانا اوسکا ہوتا ہے جو ظاہر ہو - قیامت ظاہر ہی نہین اوسکا چھپانا کیسا -

جواب - معترض کا ترجمہ غلط ہے - اور اس آیت کا اخیر جملہ خود ہی اوسکی غلطی کو ظاہر کیے دیتا ہے - پوری آیت یہ ہے -

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَکَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی - سیپارہ [16] سورۂ طٰہٰ - رکوع اول -

تحقیق وہ گھڑی آنے والی ہے قریب ہے مین اوسے ظاہر کردون تو کہ ہر جی اپنے کیے کا بدلا پائے - یہ معنی بالکل صاف اور صحیح ہین - انھین کسی قسم کا خفا نہین ہے اور نہ ان معنون پر کچھ اعتراض ہو سکتا ہے - اگر کوئی کہے اخفیہا کا مادہ ہے خفی اسکے معنی ظاہر کرون کیسے ہوئے - تو اوسے زبان عرب مین غور کرنا چاہیے حقیقت یہ ہے کہ خفی کا لفظ متضاد معانی رکھتا ہے - اب خفی بمعنی ظاہر ہوا کا محاورہ سنو - خَفِیَ الْبَرْقُ خَفْوًا وَخَفْوًا اَیْ لَمَعَ - یعنی خفی البرق کے معنی ہین بجلی چمکی - خَفِیَ الشَّیْئُ اَیْ ظَهَرَ - یعنی چیز ظاہر ہوئی خَفِیَ الْمَطَرُ النَّافِقَا - یعنی مینہ نے چوہے کے چھپے بل کو ظاہر کر دیا - اگر خفی بمعنی چھپا کے لین تو بھی وہی ترجمہ جو مین نے کیا ہے صحیح ہے - کیونکہ اُخفی مزید علیہ مجرد مادہ خفی کا ہے - اور اخفی افعال کا باب ہے جو کبھی سلب کے معنی دیتا

یعنی مادہ مجرد کے معنی کو دور کر دینا۔ دیکھو آشکیتُ مین نے شکوا دور کیا۔ آشکلتُ مین نے مشکل کو دور کیا۔ طَاقَ یطیق مجرد یعنی برداشت کرتا ہی اور آطاقَ یُطیقُ مزیدًا یعنی برداشت نہین کرتا۔ اسیطرح خَفِیَ کے معنے ہین چھپا۔ آخفیٰ ماضی کے معنے ہین ظاہر کیا۔ اور اُخفِیَ مضارع کے معنے مین ظاہر کرونگا۔

ایک اور دلیل جو نہایت صفائی سے اس ترجمے کی صحت پر دلالت کرتی ہی یہ ہی کہ اکاد کے معنے ہین "مین ارادہ کرتا ہون"۔ قرآن مین دوسری جگہ بھی یہ محاورہ موجود ہی کَذٰلِکَ کِدنَا لِیُوسُفَ۔ سیپارہ ۱۳۔ سورۂ یوسف۔ رکوع ۹۔ یعنی ایسا ہی ہمنے یوسف کے لیے ارادہ کیا۔ اور عرب کا محاورہ ہی کہ لا اَفعَلُ وَلَا اَکَادُ یعنی مین کرتا ہون اور نہ میرا ارادہ ہی۔ پس اَکَادُ اُخفِیہَا کا ترجمہ ہوا مین ارادہ کرتا ہون اُسے ظاہر کرون

اعتراض۔ سورۂ انبیا ۳ رکوع ۳۰۔ کیا نہین دیکھا اونھون نے جو کافر ہوئے یہ کہ آسمان اور زمین تھے ملے ہوئے پس جدا کیا ہمنے اون دونون کو۔ یہ سب پر روشن ہی کہ کافر آسمان اور زمین کی جدائی سے پیچھے پیدا ہوئے اونھون نے اپنی پیدایش سے پہلے خدا کو یہ کام کرتے ہوئے کیسے دیکھ لیا۔

الزامی جواب۔ پس کیا متی ۳ باب ۱۶ جھوٹ کہتا ہی۔ "یسوع بپتسما پاکے فورا پانی سے نکل کے اوپر آیا۔ اور دیکھو اوسکے لیے آسمان کھل گیا۔ اور کیا حواریون کے اعمال (۷ باب ۵۶) مین کذب بولا ہی۔ "دیکھو آسمان کھلا اور ابن آدم کو خدا کے داہنے ہاتھ کھڑے دیکھتا ہون"۔ اب غور کرنا چاہیے کہ متی اور اعمال مین جن لوگون کو کہا دیکھو۔ کیا وہ دیکھتے اور دیکھ سکتے تھے۔ یا اب بھی ان آنکھون سے دیکھ سکتے ہین۔ ہرگز نہین۔ خدا ان لوگون کی چشم دانش کو کھولے اور انھین راہ حق دکھلائے۔

عجیب عجیب اعتراض کرتے ہین جنکا منشا جہل ورنادانی کے سوا اور کچھ نہین ہو سکتا قرآن مین بیسیون جگہ یہ لفظ موجود ہے۔

[1] اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ۔ سیپارہ ۳۰۔ سورۂ فیل۔ رکوع ۱۔

[2] اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ۔ سیپارہ ۳۰۔ سورۂ فجر۔ رکوع ۱۔ وغیرہ وغیرہ

حالانکہ اصحاب فیل اور عاد کا واقعہ ولادت آنحضرتؐ سے پیشتر واقع ہو چکا ہے ایسے موقعون مین لفظ دیکھا یہ معنی نہین رکھتا کہ موجود و حاضر ہو کر اپنی چشم سے دیکھا بلکہ وہ واقعات جو مسلّم اور متداول لاریب چلے آتے ہین اور جنکی صداقت کو اختلاف واقعۂ چشم دید سے کچھ کم اعتقاد نہین کرتے۔ لفظ دیکھا سے تعبیر کیے جاتے ہین۔ اور یہ محاورہ ہر زبان کی عام بول چال مین پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہتے ہین۔ دیکھو مصر مین انگریز کیا کارروائی کر رہے ہین۔ دیکھو آئرلینڈ کے لوگ کیسا فساد مچا رہے ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ فقرات ہندوستان مین بیٹھا ہوا ایک شخص کہہ رہا ہے۔ اس سے یہ مقصود نہین کہ اوسکے اس کلام کے مخاطبین ان آنکھون سے مصر اور آئرلینڈ مین موجود ہو کر وہ کارروائی اور فساد دیکھ رہے ہین۔

حقیقی جواب۔ لغت مین رویت اور رأی کے معنی جنسے یہ ہی کا لفظ مشتق ہوا ہے غور کے قابل ہین۔ دیکھو قاموس اللغت۔ اَلرُّؤْيَةُ النَّظَرُ بِالْعَيْنِ وَالْقَلْبِ وَالرَّاْيُ اَلْاِعْتِقَادُ۔ یعنی رویت آنکھ سے دیکھنے اور دل سے دیکھنے اور رائی اعتقاد کرنے کو کہتے ہین۔

معترض نے زبان کی ناواقفیت کے سبب سے رویت کو آنکھ کے ساتھ دیکھنے

---

[1] کیا تو نے نہین دیکھا کہ تیرے خدا نے اصحاب فیل کے ساتھ کسطرح کیا ۱۲۔
[2] کیا تو نے نہین دیکھا کہ عاد کے ساتھ تمھارے خدا نے کیسا کیا ۱۲۔

ہی منحصر سمجھا ۔پس آیت کے معنی یہ ہوئے۔ "کیا کفار نے نہین سمجھا کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے پس ہمنے اونکو جدا کیا"۔

اصلی حقیقی جواب۔ آیت یہ ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۔ سیپارہ ۱۷۔ سورۃ انبیا۔ رکوع ۳۔

سماوات جمع ہے سما کی۔ اور اسکے معنی ہین اوپر کی چیز۔ اور بادل کو بھی کہتے ہین۔ رتق کے معنے ہین جوڑنا۔ بند کرنا۔ قحط۔ خشک سالی۔ فتق ضد ہے رتق کی اور اسکے معنے ہین پھاڑنا۔ کھولنا۔ سمان جسے ارزانی کہتے ہین۔ دیکھو قاموس السماء کل ما ارتفع الی ان قال والسحاب۔ الفتق الشق۔ فتقہ شقہ۔ والخصب والرتق ضدہ۔

پس ٹھیک ترجمہ آیت کا یہ ہوا۔ کیا وہ نہین دیکھتے (نہین سوچتے) کہ اوپر کی سطح (بادل) اور زمین بند ہوتے ہین۔ (یعنے خشک سالی واقع ہوتی ہے) پھر ہم اونھین کھول دیتے ہین۔ (یعنی مینہ برساتا ہے) اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بناتے ہین۔ یعنے آسمان سے مینہ برستا زمین سے نباتات نکلتے ہین۔ سمان ہوتا ہے۔ ارزانی ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص سماوات پر جو سما کی جمع ہے اعتراض کرے تو اوسے ایوب ۳۸ باب ۳۷ پڑھنا چاہیے جہان لکھا ہے "کون اپنی دانش سے بادلون کو گن سکتا ہے" عربی اور عبری زبانین دونون قریب قریب ہین۔

ــــــــــ

ف کیا نہین دیکھا اونھون نے کہ بیشک آسمان اور زمین دونون بند تھے اور ہمنے اونھین کھولا اور ہمنے زندہ کیا ہر چیز کو پانی سے ۱۲۔

یہی محاورہ کتب مقدسہ مین موجود ہی۔ دیکھو پیدایش ۷ باب ۱۱-۱۲-آسمان کی کھڑکیان کھل گئین۔ چالیس دن اور رات پانی کی جھڑی لگی رہی۔

پیدایش ۸ باب ۲- آسمان کی کھڑکیان بند ہوئین اور آسمان سے مینہ تھم گیا۔

اول سلاطین ۸ باب ۳۵- پھر جب آسمان بند ہو جائین اور بارش نہو۔

حجے ۱- باب ۱۰- آسمان بند ہو اوس نہین گرتی۔

۲- تاریخ ۶ باب ۲۶- اگر آسمان بند ہو جاوین اور نہ برسین۔

۲- تاریخ ۷ باب ۱۴- جو مین آسمان کو بند کرون کہ بارش نہو۔

لوقا ۴ باب ۲۵- ساڑھے تین برس آسمان بند رہا- زمین حاصل دینے سے باز آئی- اور مین نے خشک سالی کو طلب کیا۔

اعتراض-(۲) سورۂ ہود ۹ رکوع- مومن بہشت مین رہینگے جب تک آسمان و زمین قائم ہین اور کافر دوزخ مین رہینگے جب تک آسمان و زمین قائم ہین-(ب) سورۂ الحاقہ ۱۴ سے ۱۶ تک- جب صور پھونکا گیا آسمان پھٹ جائیگا اور زمین اوٹھائی جائیگی (ج) سورۂ الرحمٰن ۲ رکوع سب کچھ فنا ہو جاویگا۔ لاکن صرف منہ خدا کا باقی رہیگا- سورۂ الحاقہ اور الرحمٰن سے ظاہر ہی کہ نہ آسمان و زمین رہین گے اور نہ مؤمن بہشت مین نہ دوزخی دوزخ مین کیونکہ سب کچھ فنا ہو جائیگا تو یہ بھی سب کچھ کے احاطے سے باہر نہین- اسلیے یہ کذب ہی۔

جواب- پس کیا ہی بڑا بول بولا اور کیسا غلط الحام اور جھوٹی روح سے کہا- اور یہ کہ ای خداوند تو نے ابتدا مین زمین کی نیو ڈالی اور آسمان تیرے ہاتھہ کی کاریگری ہی- وے نیست ہو جائینگے پر تو باقی ہی- وے سب پوشاک کے مانند پرانے

ہونگے۔ اور چادر کی طرح تو اونھین لپیٹیگا۔ اور وے بدل جاوینگے پر تو وہی ہے
اور تیرے برس جاتے نہ رہین گے۔ (نامہ عبرانیان ۱۔ باب۔ ۱۱۔ ۱۳)

کیا پطرس جھوٹ کہتا ہے کہ خداوند کا دن جسطرح رات کو چور آتا ہے آویگا اور اسی
مین آسمان سنّاٹے کیطرح جاتے رہین گے۔ اور اجرام فلکی جلکر گداز ہو جائین گے
اور زمین اون کاریگریون سمیت جو اوسمین ہین بھسم ہو جائیگی۔

ناظرین [illegible] در کرو پطرس فرماتا ہے کہ اجرام فلکی اور زمین مع اپنی کاریگریون کے
فنا ہو جاے گی۔

ہم پوچھتے ہین کہ جب یہ سب کچھ فنا ہو جاوینگے تو پھر مسیح کسکی عدالت کو آوینگے
اور عیسائیون کو ابدی آرام کیسے ملے گا۔

سچ پوچھو تو اس پادری قوم کو اعتراض کرنے اور عیب بینی کے سوا اور کچھ
نہین سوجھتا۔ حقیقت شناسی اور صداقت طلبی سے تو کچھ سروکار نہین۔ کاش
قرآن پر اعتراض کرنے سے پہلے کتب اناجیل کو بغور ملاحظہ کر لیا کرین کہ ان کتابون
کا طرز ادائے مطلب کس قدر آپس مین ملتا جلتا ہے۔

چونکہ عبرانی اور عربی زبان کے محاورات نہایت ہی مشابہ ایک دوسرے سے
ہین اسلیے قرآن کے مجازات اور استعارات مین خوض کرنے سے قبل توریت کے
طریق ادائے مطالب مین بغور نگاہ کرنی اشد ضروری معلوم ہوتی ہے۔ اب انصاف
سے دیکھو آیات قرآنی کا مقصود کسقدر صاف ہے۔

لہ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ۔ ترجمہ
جسدن لپیٹین گے آسمان کو مانند لپیٹنے کاغذ کتاب کے۔ جیسے ہمنے پہلے پیدائش کو شروع کیا۔ ہم
دوہرا دین گے اوسکو ۱۲۔

مطلب یہ ہو کہ بہشت اور دوزخ مین نیا آسمان اور نئی زمین ہوگی اور یہ زمین اپنی
موجودہ حالت پر نہ رہیگی- چنانچہ قرآن فرماتا ہی-

يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ- سیپارہ ۱۳- سورۂ ابراهیم- رکوع ۷-

جس آیت کا سوال مین اشارہ ہی اوسکے الفاظ یہ ہین-

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ- جب تک (وہ) آسمان وزمین قائم ہین-
یعنے مؤمن بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین رہینگے جبتک آسمان و زمین قائم ہین
عربی زبان مین الف لام خصوصیت کا نشان ہی- اُردو فارسی مین معرفے اور
نکرے مین امتیاز کرنے کے لیے کوئی نشان نہین- پس السموات اور الارض
مین سموات اور ارض کے اول مین الف لام تخصیص کا اظہار کرتا ہی اور مقصود اس
تخصیص سے وہ خاص آسمان وزمین مراد ہین جو اوس عالم آخرت کے مناسب اور اوس
مقام کی صورت طبعی کے اقتضا کے موافق ہونگے- غرض بہشت اور دوزخ مین
خاص آسمان اور زمینین ہونگی- اور موجودہ آسمان وزمین اپنی حالت سے
بدل جاوینگے- نافہم عیسائی اپنی کتب مسلمہ سے بے خبر اسی عدم امتیاز کے باعث
ایسی فاحش غلطیون مین پڑتے اور بیابان ضلالت مین ٹھوکرین کھاتے پھرتے
ہین- انجیل کا بھی یہی منشا ہی جہان لکھا ہی " اور کہ تم خدا کے اوس دن کے
آنے کے منتظر ہو جسمین آسمان جلکر گداز ہوجاوینگے- پر ہم نئے آسمان اور نئی
زمین کی جسمین راستبازی بستی ہی اوسکے وعدے کے موافق انتظاری کرتے ہین"

[1] جس دن بدلی جاوے گی زمین سوا (اس موجودہ) زمین کے اور آسمان اور اللہ واحد زبردست کے روبرو پیش ہونگے ۱۲

(۲ پطرس ۳ باب)

کُلُّ شَیْءٍ ھَالِكٌ اِلَّا وَجْھَهٗ۔ سیپارہ ۲۰۔ سورۂ قصص۔ رکوع ۹۔
کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔ سیپارہ ۲۷
سورۂ الرحمن۔ رکوع ۲۔

ان آیات کا مطلب واضح ہے کہ بقا صرف ذات الٰہی کے واسطے ہے۔ دیکھو
۱۔ تمطاؤس ۶ باب ۱۶۔ لفظ وجہ کے معنے لغت عربی مین دیکھو۔ اَلْوَجْهُ مُسْتَقْبِلُ
كُلِّ شَیْءٍ۔ وَنَفْسُ الشَّیْءِ۔ یعنی وجہ ہر چیز کے حصہ مقدم اور نفس شی کو کہتے ہین
اسلیے ہمنے اُردو ترجمے مین وجہ کا ترجمہ ذات کیا ہے۔

اعتراض۔ سورۂ اعراف ۲۲ رکوع ۳ ۱۷۲۔ آدم کے بیٹے اوسکی پیٹھ سے
نکالے گئے اور اونسے وعدہ کرایا گیا کہ خدا کے سوا کوئی ماننے کے قابل نہین
یہ کذب ہے۔ ہنود کے مقبولہ مسئلہ تناسخ کے مثل معلوم نہین خدا نے کب اقرار لیا
سچ ہو تو بھی خدا کا مطلب نکلا۔ یہی کذب ہے۔

الزامی جواب۔ متی ۱۷ باب ۳۔ حواریون کے روبرو جب مسیح مجسم تھے
موسیٰ وایلیا مسیح کو ملے۔

ایوب ۳۸ باب ۵۔ زمین کے کونے کا پتھر رکھتے وقت صبح کے تارے
ملکے گاتے تھے اور سارے نبی اللہ خوشی کے مارے للکارتے تھے۔

انصاف سے سوچنے کا مقام ہے کہ موسیٰ تو مسیح مجسم سے سیکڑون برس پہلے
مر چکے تھے۔ ایلیا بھی اونسے قبل چل بسے تھے پھر مسیح ابن مریم کو کیسے ملے۔

---

[۱] ہر شے اوسکی ذات کے سوا فنا ہونے والی ہے۔
[۲] سب جو اسپر (زمین) ہین فنا ہونے والے ہین۔ اور بقا تیرے رب کی ذات کو ہے جو جلال اور اکرام والا ہے ۱۲

کیا پھر جنم دھارا۔

آدم جب بیان پیدایش زمین کے بننے کے بعد پیدا ہوئے۔ یہ سارے نبی اللہ کہاں سے آگئے۔ اور کب پیدا ہوئے تھے۔

جو جواب اور تاویل ان آیات کی نسبت آپ بیان کرینگے وہی قرآن کریم کی آیت کی نسبت سمجھ لیجیے۔

یہاں ایک اور امر بھی اظہار کے قابل ہے کہ معترض نے آیت کے ترجمے مین من ظہورہم کا ترجمہ اوسکی پیٹھ سے کیا ہے۔ اور یہ صحیح نہین ہے۔ ہم پہلے اصل آیت کو لکھتے ہین۔ اور پھر صحیح ترجمہ نقل کرتے ہین۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا ۛ سیپارہ۹ اعراف۔ رکوع۲۲۔

یاد رہے کہ من ظہورہم مین ظہور کا لفظ زبان عرب مین زائد آیا کرتا ہے۔ دیکھو قاموس بَيْنَ اَظْهُرِهِمْ اَیْ وَسْطِهِمْ۔ بین کا لفظ وسط کے معنے دیتا ہے اور اظہر کا لفظ زائد ہے۔ معنے اس فقرے کے اونکے بیچ یا اونمین۔ حدیث مین بھی یہ محاورہ آیا ہے۔ دیکھو مشکوۃ باب الایمان صفحہ ۷۔ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا۔ آپ تھے ہم مین محاورہ عرب دیکھو۔ مَا اَفْصَحَكَ وَمَا خَرَجْتَ مِنْ اَظْهُرِنَا تو کیسا فصیح ہے اور تو ہمسے کہین الگ نہین نکلا۔ اور عرب بولتے ہین۔ کان ینشدہ عن ظہر قلبہ یعنے وہ دل سے یا از بر شعر پڑھتا تھا ظہر کا لفظ زائد ہے۔

حقیقی جواب۔ اصل مطلب آیت کا یہ ہے کہ عادل رحیم قدوس خدا نے

سلہ اور جب لی تیرے رب نے آدمیون سے اونکے درمیان سے اونکی اولاد اور اونکو اونپر گواہ ٹھہرایا کہ مین تمھارا رب نہین ہون اونھون نے کہا ہان ہم گواہ ہوئے ۱۲۔

تمام بنی آدم مین اونکی بدو فطرت مین ایک قوت ایمانیہ اور نور فراست ودیعت رکہا ہی
جو ہمیشہ وجود الٰہی اور اوسکی ربوبیت کا اقرار یاد دلاتا رہتا ہی۔ یا اقلاً یون کہو کہ اگر مثلاً کسی
عارض کے باعث غافل بہی ہو جاوے توبہی چونکہ اصل فطرت مین وہ قوت مجبول
کی گئی ہی کسی بیرونی محرک کے سبب سے حرکت مین آجاتی ہی۔ ہان اگر کسی بے ایمان
کے اندر کسی باعث سے وہ قوت بالکل مرگئی ہو اور وہ کم بخت اتہاہ کنوین مین جا پڑا ہو
اور شیطان کا فرزند بنکر آسمانی دفتر سے اوسنے اپنا نام کٹوالیا ہو تو یہ اوسکا اپنا قصور ہے
عادل خدا کی ذات اس سے منزہ ہی۔
اب اوسی فطرت کے اقرار کو اوسی ربوبیت الٰہی کے جبلی معترف فطرت کو الٰہامی
زبان ربانی کلام اس طرز عبارت مین بیان فرماتا ہی۔ اور اس دقیق فطرت کے راز کو
اسطرح پر انسان کو سمجہاتا ہی۔ کہ انسان بدو فطرت مین میری ربوبیت کا اقرار کرچکا ہی
یعنی الوہیت ایزدی کا اعتراف انسان کا امر جبلی اور فطری ہی۔ اور اوسکی ترکیب و
ہیئت ہی اس امر پر شاہد عادل کافی ہی۔
قرآن کا یہ عجیب معجز طریق ہی۔ کہ وہ ایسے باریک مسائل کو اس نہج مین ادا کرتا ہی۔
کہ اوس سے عالم و جاہل یکسان مستفید ہو سکتے مین۔ عیسائی ظاہر بین الفاظ پرست
ان اسرار کو کیا سمجہین۔ وہ تو کتب الہامیہ کے خصوصیات اور اونکے طرق ادای
مطالب سے آشنا ہی نہین ہوئے۔ خواہ مخواہ ہر ایک حقیقت پر اعتراض جا دینے
کا بیڑہ اوٹہا رکہا ہی۔ گو وہ اناجیل ہی مین کیون نہو۔

اعتراض۔ سورہ بقرہ ۸ رکوع۔ اعراف ۲۱ رکوع ۱۶۷۔ مائدہ ۹ رکوع ۶۵
مین ہی۔ یہود بندر بن گئے۔ کب کس ملک مین کس شہر مین۔ یہ عظیم واقعہ ہوا۔

اون لوگون کے قرب وجوار والون سے کسنے کہا۔

الزامی جواب ۔ بیچے صاحب گھبرایئے نہین خدا کے فضل سے ہم بتائے دیتے ہین۔

متی ۱۵ باب ۲۶۔ ایک عورت نے مسیح سے روٹی مانگی (آپ کس لطافت اور نرمی اور حسن خلق سے اوسے جواب دیتے ہین۔) "لڑکون کی روٹی سے لینی اور کتون کو ڈالنی خوب نہین"۔

متی ۷ باب ۶۔ جو پاک ہو کتون کو مت دو۔ اور اپنے موتی سورون کے آگے مت پھینکو۔

متی ۲۳ باب ۳۳۔ اسے سانپو اسے سانپون کے بچو تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بچوگے۔

پادری صاحبان! مہربانی کرکے آپ بھی ذری تکلیف اوٹھایئے۔ اور حقیقت یعنی کو مدنظر رکھکر آپ ہی بتایئے یہ کتے اور سور اور سانپ کون تھے۔ یہی عرفی اور مشاہدے کے حقیر جانور تھے۔ کیا یہودی تھے۔ کیا وہ مسیح کے معہود فی الذہن اور قابل ملامت بنی اسرائیل نہ تھے۔ اب بتایئے وہ کب کس ملک اور کس شہر مین کتے اور سور اور سانپ بنین۔ اور سچ مچ مسخ ہی ہوئے ہوئے تھے یا ہوگئے۔ خوب سمجھ رکھیے جہان یہ واقعۂ عظیم واقع ہوا وہان ہی اور اونھین معنون مین قرآن والا واقعہ عظیم گذرا۔

حقیقی جواب ۔ (اصل قصہ قرآن مجید مین یون ہی۔)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ سیپارہ ۱۔ سورۂ بقر۔ رکوع ۸۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ سیپارہ ۶۔ سورۂ مائدہ۔ رکوع ۱۳۔

سلہ اور تم جان چکے ہو اون لوگون کو جنھون نے تم مین سے سبت کے دنمین زیادتی کی پس ہمنے کہا اونکو کہ ذلیل بندر ہو جاؤ ۱۲۔

سلہ تو کہہ مین تمھین بتاؤن اون جسنے خدا کے یہان سے سخت سزا لی وہ جنھین اللہ نے ملعون کیا اور غضب کیا اوپر اور ادنمین سے بندر اور سور بنائے ۱۲۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ

سیپارہ ۶ - سورۂ مائدہ - رکوع ۱۱ -

سبت لغت مین آرام کو کہتے ہین - دیکھو قاموس السبت الراحۃ - اور ہفتے کے دن کو بھی کہتے ہین - یہودی آرام کے دنون مین یا یون کہو سبت کے دن خداوند خدا کی نافرمانی کرتے - اور اونکی سرکشی اور بغاوت پر جب باری تعالی کا غضب بھڑکتا تو ذلیل اور خوار ہو جاتے - اور اونکی حالت اس ذلت اور ادبار کی وجہ سے گویا بندرون اور سورون اور کتون کی سی ہو جاتی اسی مجاز کو قرآن کریم بیان کرتا اور اہل کتاب کو جو زمانۂ نبوی مین تھے اونکے اسلاف کا عبرت انگیز حال یاد دلا کر نصیحت دیتا ہے - مسیح کی لعنت کا ذکر بنی اسرائیل پر جو قرآن کی آیت مین مذکور ہوا ہے یاد رکھو وہ وہی لعنت ہے جو الزامی جواب مین بیان ہوئی -

ایسے مجازون کو جو کتب الہامیہ مین خصوصًا اور ہر زبان مین عمومًا مستعمل ہوتے ہین حقیقت اور نفس الامری سمجھ لینا سخت غلطی ہے اور یہ خوش فہمی انھین حضرات نصاریٰ سے ہی مخصوص ہے -

پادری صاحبان! ہماری مہربانی کا شکریہ ادا کیجیے - اور اس شکریے مین کلام حق پر جاہلانہ اعتراض کرنے سے باز آئیے - ہم آپکی جہل کا پردہ اوٹھائے دیتے ہین اور کتب مقدسہ ہی سے اوس گانون کا پتا لگائے دیتے ہین - سنیئے وہ گانون یروشلم ہے - دیکھو -

نحمیا - ۱۳ باب ۱۶ - اور وہان صور کے لوگ بھی بستے تھے جو مچھلی اور ہر طرح کی

لہ لعنت کیے گئے وہ لوگ جو بنی اسرائیل سے کافر ہوئے داؤد اور عیسی ابن مریم کی زبانی ۱۲-

چیسنزین لاکر سبت کے دن یہوداہ اور یروشلم کے لوگون کے ہاتھ بیچتے تھے۔ تب
مین نے یہوداہ کے شریف لوگون سے تکرار کرکے کہا کہ یہ کیا برا کام ہے جو تم کرتے
ہو۔ کہ سبت کے دن کو مقدس نہین جانتے ہو۔ کیا تمھارے باپ دادون نے ایسا
کام نہین کیا۔ اور ہمارا خدا ہمپر اور اس شہر پر یہ سب آفتین نہین لایا۔ تب بھی تم سبت
کے دن کو پاک نہ مان کے اسرائیل پر زیادہ غضب بھڑکاتے ہو۔

دیکھو یرمیا۔ باب ۱۴-۲۴۔ خرقیل باب ۲۱ و ۲۲ و ۴۴۔ سبت کی عدم حفاظت پہ
عذاب الٰہی آتا تھا۔

زبور ۱۰۵-۲۹۔ اونکی مچھلیونکو مارڈالا۔ یہ گویا نشان قہر الٰہی ہے۔

خرقیل ۴۷ باب ۶-۱۲۔ مچھلیونکی کثرت ہوگئی۔ یہ گویا فضل الٰہی کا نشان ہے۔

یعنی مچھلیون کی ہلاکت اور کثرت گویا خدا کے قہر و لطف کی علامت ہوا کرتی تھی۔

قرآن مجید مین بھی اس واقعے کا ذکر ہے جہان فرمایا ہے۔

اِذْ تَاْتِیْهِمْ حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا۔

چونکہ یہود کو سبت کی حفاظت کی تاکید شدید تھی جیسا خروج ۲۰ باب ۹-۱ اور ۳۵ باب ۲ سے
پایا جاتا ہے۔ مگر وہ شریر قوم بخلاف حکم ربانی بغاوت اور عصیان کرتی تھی۔ اسیلیے
غضب خداوندی اونپر نازل ہوتا۔ اور وہ ذلیل و مردود ہوجاتے۔ اور اسکو
سور اور بندر کے استعارے مین مجازاً ذکر کیا ہے۔

اعتراض۔ سورہ ہود۔ ۴ رکوع ۲۲ و ۲۳۔ نوح کا بیٹا طوفان مین ڈوب
مرا۔ مفسرین نے اوسکا نام کنعان بتایا ہے۔ اور یہ غلط ہے کنعان بعد طوفان پیدا ہوا۔

جواب۔ الحمد للہ معترض نے بھی خود ہی اس بات کو تسلیم کرلیا ہے کہ قرآن مین کنعان

وغیرہ نام کچھ نہین لکھا ہے - البتہ مفسّرین نے دو نام لکھے ہین - ایک یام بن نوحؑ
دیکھو فتح البیان - اور قاموس لغت یوم - قرآن کو بغور پڑھیے او سمین یہ بھی نہین
لکھا کہ وہ نوحؑ کا حقیقی بیٹا تھا - بلکہ قرآن کریم مین تو ہے اِنَّ ابنِی مِنْ اَھْلِی ۔
یعنی میرا بیٹا میری بیبی کی طرف سے - اور قرآن تو صاف کہتا ہے کہ یہ لڑکا تیرے
اہل کا بیٹا بھی نہین - جہان کہتا ہے -

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ - اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ - سیپارہ ۱۲ سورۂ ھود رکوع ۴
[illegible] - سورۂ انفال ۴ رکوع - خدا محمدیون پر عذاب نہ کریگا جب تک محمدؐ اونمین
ہی یہ کذب ہے - مدینے مین محمدؐ صاحب کی موجودگی مین قحط پڑا - بدر اور اُحد مین محمدؐ صاحب
کے ہوتے محمدیون پہ دکھ آیا -

الزامی جواب - پھر لوقا کا کہنا کیسے صحیح ہوگا - (لوقا ۲۱ باب ۱۶-۱۸) "بلکہ وے
تم مین سے بعضون کو قتل کرینگے" - پھر لکھتا ہے کہ "تمھارے سر کا ایک بال بھی
گرایا نہ جاویگا" -

اور یہ الہامی کلام کیسے درست اُتریگا - (پیدائش ۱۷ باب ۸ -) جسمین ابراہیم
و یعقوب سے وعدہ ہوا - کہ "کنعان کی زمین مین تیری اولاد کو ابد کے لیے دونگا" -
ہزارون برس ہوگئے ہم دیکھتے ہین کہ وہ ملک بنی اسرائیل کے قبضے سے نکلا ہوا ہے
یہان ایک آیت مین تو ہے کہ قتل کیے جاؤگے - اور ایک آیت کہتی ہے کہ تمھارے
سر کا ایک بال بھی گرایا نجاویگا - ایک آیت ابد کا وعدہ دیتی ہے - اور مشاہدہ اوسکے
خلاف مین شہادت دیتا ہے - اگر ان آیات کی توفیق و تطبیق مین کوئی تاویل کیجاتی ہے

---

[1] وہ نہین تیرے گھر والون مین - اوسکے کام ہین ناکارہ ۱۲ -

اور ضرور کرنی پڑتی ہی تو قرآن کے حل مطلب مین اوسے کیون بھول جانا چاہیے -

جواب حقیقی - مین نے سورہ انفال کو خوب غور و تدبر سے پڑھا ہے -
جو بات اعتراض مین بیان ہوئی ہی وہ ہرگز ہرگز سورہ انفال تو کیا تمام قرآن
بھر مین کہین نہین ہے - مگر بعد غور کے معلوم ہوا کہ ایک آیت ہی جسکا مقدم و موخر
کاٹ کر اور اصلی مطلب نہ سمجھکر یہ اعتراض پیدا ہوا ہے - لہذا ہم تمام آیات متعلقہ
حل معانی کو لکھکر اصل مطلب بتاتے ہین -

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ وَ
يَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ - وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا
قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ -
وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً
مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ - وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ -
سیپارہ ۹ - سورۂ انفال - رکوع ۴ -

اب اسمین یہ آخری آیت زیر بحث ہی جسپر محض ناسمجھی سے تیز فہم معترض نے
اعتراض جمایا ہی - مین اُمید کرتا ہون کہ ان تمام آیات کے ترجمہ لفظی سے ناظرین کو
اصل مدعا کا پتا لگ گیا ہوگا - مگر مزید توضیح کے لیے مختصرًا کچھ لکھے دیتا ہون -
اس اخیر آیت مین لِيُعَذِّبَهُمْ مین جو (ہم) کی ضمیر ہی اوسکا مرجع وہی (الذین کفروا)

---

[1] اور جب فریب بنانے لگے کافر کہ تجکو بٹھا دین یا مار ڈالین یا نکال دین اور وہ بھی فریب کرتے تھے
اور اللہ بھی فریب کرتا تھا - اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ہی - اور جب کوئی پڑھے اونپر ہماری آیتین کہین
ہم سن چکے ہم چاہین تو کہہ لین ایسا یہ کچھ نہین مگر احوال ہین پہلون کے - اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے
تیرے پاس سے تو ہمپر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار - اور اللہ ہرگز نہ عذاب کرتا اونکو جب تک تو تھا اونمین ۱۲ -

ہے۔ اصل مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بہ تنذیر قرآن کفار مکہ کو عذاب الٰہی سے ڈرایا۔ کہ قرآن کی تکذیب و انکار پر ضرور ضرور غضب الٰہی اونپر نازل ہوگا۔ اسپر اون جاہلون نے از راہ کمال جرأت وہ کہا جسکا مضمون آیت سوم مین مذکور ہے۔ باری تعالےٰ نے فرمایا کہ جب تک تو اے محمد ان لوگون مین ہے (یعنی سرزمین مکہ اور اوسکے اہالی کے درمیان) تب تک اونپر عذاب نہین آئیگا۔ اور بیشک یہ وعید الٰہی یہ پیشین گوئی ایک برس بعد ہجرت کے جب آپ مکے کو چھوڑ مدینے چلے گئے پوری ہوئی۔

کیسی صاف اور واضح بات تھی۔ حضرت انکی طبیعت معترض کہان لے گئے۔ افسوس ان لوگون کے قصور فہم یا عمداً دیدۂ انصاف کے بند کر لینے کی کیا اور کہان تک شکایت کیجاوے۔ گو حقیقۃً یہ بے معنی اور بیہودہ اعتراضات ہرگز لائق التفات نہ تھے مگر ہمنے اسپر بھی محض باین نیت کہ شاید اب بھی کوئی دل نور حق سے منور ہو جاے اس مغالطے کو گوارا کیا ہے۔ اسی مضمون کو قرآن کی پیشین گوئیون مین دیکھو۔

ایک اور بات خیال مین آئی جسکا لکھنا شاید دلچسپی سے خالی نہوگا۔ سنو۔ ہم اسی بات کو تسلیم کرتے ہین کہ بلحاظ اصل مطلب معترض کے معنی صحیح ہین گو سورۂ انفال کی آیت کا مدعا یہ نہو کہ "جب تک محمد محمدیون مین ہے اونپر عذاب نہ آویگا"۔ بیشک یہ درست اور نہایت درست بات ہے۔ اور واقعی امر ہے کہ جب تک محمد محمدیون مین ہو اونپر کوئی دکھ کوئی وبال کوئی عذاب آ نہین سکتا۔ محمد محمدیون مین ہو۔ اسکے یہ معنی کہ محمد رسول اللہ کی اصلی اور واقعی تعلیم پر اونکا ٹھیک ٹھیک عمل ہو۔ اور بیسر مو اوسکے پاک احکام سے وہ تجاوز و انحراف نہ کرین۔ بس کیا ہی صحیح بات ہے

کہ جب تک محمد محمدیون مین ہوا وسپر کوئی عذاب نہ آویگا - ہم دعوی کرتے ہین اور بڑی دلیری سے دعوی کرتے ہین کہ اہل اسلام پر کوئی عذاب کبھی بھی نہین آیا جب تک محمد رسول اللہ اونمین رہے باین معنی کہ اوسکے کلام مقدس پر اہل اسلام کا ٹھیک ٹھیک عمل رہا - تاریخ صاف شہادت دیتی ہی کہ جب اہل اسلام نے اپنے پیارے ہادی کے نصائح سے انحراف کیا جب ہی اوسپر ادبار آیا -

اب مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ہم ان معنون کا ثبوت جو ہمنے اس فقرے "جب تک محمد محمدیون مین ہو" مین لفظ "مین ہو" سے اوسکے کلام مقدس پر قرار واقعی عمل کرنے کے لیے ہین - انجیل سے دین - سنو -

انجیل یوحنا ۱۷ باب ۱۹ مسیح فرماتے ہین "جسطرح تو نے مجھے دنیا مین بھیجا - مین نے بھی اونھین دنیا مین بھیجا - اونکے لیے بھی جو اون (حواری) کے کلام سے مجھپر ایمان لاوینگے عرض کرتا ہون تاکہ وے سب ایک ہون - جیسا کہ تو اے باپ مجھمین اور مین تجھمین وہ بھی ہم مین ایک ہون" -

یوحنا کا ۱ - خط ۳ باب ۲۴ - اسی واسطے جو تمنے شروع سے سنا ہی - وہی تم مین رہے -

رومیون کو ۱۲ باب ۴ - ایسے ہی ہم جو بہت سے ہین مسیح مین ہو کے ایک تن ہوئے ہین

خط یوحنا - ۳ باب ۲۴ - اور جو اوسکے حکمون پر عمل کرتا ہی وہ اوسمین اور وہ اسمین رہتا ہی

خط یوحنا ۴ باب ۱۲ - اگر ہم ایک دوسرے سے محبت کرین تو ہم خدا مین رہتے ہین -

اب دیکھو ان آیات سے صاف عیان ہی کہ کسی کا کسی مین ہونا یہ معنی رکھتا ہی کہ پہلا شخص دوسرے کا تابع فرمان ہو - اور اوسکے نصائح پر پورا پورا کاربند ہو

اسی کے مطابق آیت قرآنی کے معنے لے لو۔ اب ہم بتلاتے ہین کہ جہان جہان کسی محمدی کو کوئی ایذا اور تکلیف پونہچی ہے بیشک اوسوقت محمد رسول اللہ اونمین نہ تھے یعنی وہ لوگ نصیحت نبوی کو بھول گئے۔ لو سنو غزوہ حنین مین مسلمانون کو تکلیف پونہچی اور اسکا سبب خود ہی قرآن نے بتایا ہے۔

[1] اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ۔ سیپارہ ۱۰۔ سورۃ توبہ۔ رکوع ۴۔

اہل اسلام اس غزوے مین اپنی کثرت وجمعیت پہ بھول گئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہدایت نشان کو طاق پر دھر دیا۔ اور اوس خداداد قوت اور عطیے سے جسے حزم کہتے ہین کام نہ لیا۔ اسیلیے وہ چند لمحہ کی اور جلد تدارک پانیوالی تکلیف اونھین پونہچی۔ چونکہ وہ لوگ حکم رسول سے غافل ہوگئے پس یقیناً رسول اللہ اونمین اور وہ رسول اللہ مین اوسوقت نہ تھے۔ گو تھوڑی دیر بعد پھر نصرت الٰہی نے اونکا ہاتھ پکڑ لیا۔ ایسا ہی جو صدمہ اہل اسلام کو غزوہ اُحد مین پونہچا اوسکا سبب بھی رسول اللہ صلعم کی نافرمانی ہوا۔ کہ عبداللہ بن جُبیر کے ہمراہیون نے بخلاف حکم آنحضرت کے اونچے ٹیلے کو جسپر ثابت رہنے کے لیے آپکا تاکیدی حکم تھا چھوڑ دیا۔ اسیلیے وہ صدمہ اونھین پونہچا جسکا تدارک فضل ایزدی نے بہت جلد کر لیا۔ (ان سب کی تفصیل مضمون جہاد مین دیکھو) پس یہان بھی کیسی صاف بات ہے کہ اس مصیبت کے نزول پر محمد رسول اللہ صلعم اونمین نہ تھے۔ کہ عدول حکمی سے یہ سزا اونپر آئی۔

شاید کسی کے دلمین یہ وسوسہ گذرے کہ خود آنحضرت پر بھی تکلیف ومصیبت آئی

---

[1] سب تمھاری کثرت تمھین گھمنڈ میں لائی پس تمھارے گروہ تمھارے کسی کام نہ آئے پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ نکلے ۱۲۔

سو یادرکھنا چاہیے کہ قوم کا خیر خواہ اور اونکا دلی ہمدرد ہادی و مصلح ہر حال مین اپنی قوم کا شریک نیک و بد رہتا ہی۔ بعض اوقات مین اس لزوم کی وجہ سے ضرور ہے کہ اون لوگون کے مصائب و آلام سے اوسے بھی حسب قانون قدرت بہرہ ملے۔ تاکہ ہر حال مین اونکا ہمدرد اور سچا رفیق و انیس ثابت ہو۔ پس یونھین ہوا کہ جب اس معرکے مین بعض کوتاہ اندیش آدمیون کی غلطی کے سبب سے مسلمانون پر ایذا آئی۔ سچے ہمدرد رسول مقبول نے اونسے الگ ہونا گوارا نہین فرمایا۔ بلکہ اونکی شمولیت مین اوس دکھہ سے حصہ لیا۔ اسی لیے ہان وجود باجود کے طفیل پھر رحمت الٰہی اون لوگون کی مدد و معاون ہوئی۔ عیسائی مذاق پر ثبوت سُنلو۔

مسیح کامل راستباز تھے الا ملعون قوم کی خاطر ملعون ہوئے۔ گناہ اوٹھائے۔ سزا سہی۔ موسیٰ و ہارون پر اپنی قوم کی شمولیت کی وجہ سے عتاب آیا۔ اور کنعان نہ پونہچے اور قوم کو چھوڑ خود چل نہ دیلے۔

اعتراض۔ سورۂ مومن ۳ رکوع۔ موسیٰ فرعون اور ہامان کے پاس بھیجا گیا۔ یہ غلط ہی۔ موسیٰ فرعون کے پاس ضرور بھیجا گیا۔ لیکن ہامان تو موسیٰ کی موت کے ڈیڑہ سو برس بعد اخویرس کا وزیر تھا۔ دیکھو استیر ۳ باب۔

الزامی جواب۔ کیا خوب! عجیب اعتراض ہی۔ پادری صاحب! ٹھیکہ پورا کرنا اسے ہی کہتے ہین۔ کلام حق پر اعتراض کرنا اور یہ تغافل شعاری۔ یہ اعتراض ٹھیک ایسا ہی ہی جیسے کوئی عیسائیون کو کہے۔ ساول داؤد سے پہلے سموئیل کے وقت بادشاہ ہوا۔ مسیح کا رسول کیسے ہوگیا۔ یعقوب تو بنی اسرائیل کا باپ اسحاق کا بیٹا تھا۔ مسیح کا بھائی کیونکر بن گیا۔ مریم تو موسیٰ اور ہارون کی بہن تھی مسیح کی ماں

کسطرح ہو گئی۔ افسوس صد افسوس۔ ضد اور ہٹ انسان کو کسطرح موت کے اتھاہ کنوین مین جھکاتی ہے۔!

مینیس اور یمبریس نے موسیٰ کا مقابلہ کیا۔ (۲ تمطاؤس ۳ باب ۸) بتاؤ توریت مین کہان لکھا ہو کہ موسیٰ کا مقابلہ انھین دو آدمیون نے کیا۔ اگر ساول یعقوب اور مریم کئی آدمیون کے نام ہو سکتے ہین تو کیا ناممکن ہو کہ ہامان فرعون کے افسر کا نام بھی ہو۔ اور خویرس کے وزیر کا بھی۔

اگر کہو مینیس اور یمبریس کا نام گو توریت مین نہین تو تمطاؤس چونکہ الہامی کلام ہو اسلیے اوسمین ہونا بھی اونکی صداقت کی کافی دلیل ہو۔ تو ہم بھی قرآن کو الہامی اور الٰہی کلام مانتے ہین اور بہت صفائی سے وہی جواب دے سکتے ہین۔

حقیقی جواب۔ ہامان کے معنے عربی زبان مین محافظ کے ہین۔ اور یہ وہ شخص ہو جو فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل پر متعین تھا کہ اونسے اینٹین پکانے کا کام لے۔ دیکھو خروج ۵ باب ۱۰۔ حضرت موسیٰؑ اوس شخص کو بھی نصیحت فرماتے تھے اور بنی اسرائیل کے ساتھ حسن سلوک کو کہتے تھے۔ قرآن مجید سے بھی یہی پایا جاتا ہو کہ یہ شخص افسر عمارت تھا۔ جہان فرمایا ہو اور فرعون کا قول جو اوسنے ہامان کو کہا نقل کیا ہے۔

یَاهَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا۔ سیپارہ ۲۴۔ سورۂ مؤمن رکوع ۴[1]

اعتراض۔ سورۂ یونس ۹ رکوع ۸۷ آیت۔ موسیٰ اور ہارون بھیجے گئے کہ اپنی قوم کے گھرون کے مُنہ روبقبلہ بنادین۔ یہ باطل ہو کیونکہ کتب سماوی سے

---

[1] اے ہامان میرے لیے ایک محل طیار کر۔۱۲

ظاہر ہی کہ موسیٰ کو خدا نے اسلئے بھیجا کہ قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے چھوڑا کر ملک کنعان مین لا بساوے۔ نہ یہ کہ مصر مین رہنے دے۔ دیکھو خروج ۳ باب سے ۱۱ تک

جواب[۱] اس با ایمان معترض سے کوئی اہل انصاف پوچھے کہ قرآن کی کس آیت کا یہ لفظی ترجمہ اوسنے کیا ہی۔ حقیقت مین اس سے بڑھکر کیا دھوکے بازی ہو سکتی ہی کہ اپنے زعم مین ایک بات کو ادھر ادھر سے کاٹ کر اسطرح پیش کرنا اور عوام کو جتانا کہ گویا بعینہ مقصود مصنف یا کلام مصنف ہی۔

قرآن مین کہین نہین لکھا کہ موسیٰ اور ہارون اسلئے بھیجے گئے تھے۔ الخ۔ جیسا معترض نے اعتراض مین پیش کیا ہے۔ قرآن مین بھی بالکل وہی مطلب اور وہی مضمون ہی جو خروج مین لکھا ہے۔

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ[۱]

سیپارہ ۱۹۔ سورۂ شعرا۔ رکوع ۲۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ[۲] - سیپارہ ۲۵ سورۂ دخان۔ رکوع ۱۔

فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ[۳]

سیپارہ ۱۶۔ سورۂ طٰہٰ رکوع ۲۔

جس آیت پر معترض کو دھوکا ہوا ہی وہ آیت یہ ہی۔

---

[۱] پس جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہین جہان کے صاحب کا کہ بھیجدے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو ۱۲

[۲] اور ہم آزما چکے ہین اونسے پہلے فرعون کی قوم کو اور آیا اون لوگون کو رسول بزرگ کہ حوالے کرو طرف میرے اللہ کے بندون کو بیشک مین تم لوگون کا امانت دار اور رسول ہون ۱۲

[۳] سو جاؤ تم دونون اوسکے پاس اور تم دونون کہو کہم دونون تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہین اسو تو بھیجدے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور [illegible]

وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً - سیپارہ ۱۱ سورۂ یونس کو ۹۶ - اور اپنے گھرون کو قبلہ بناؤ ۱۲۔

اب اسکی تشریح سنو - قبلہ یہود وہ جگہ تھی - جہان وہ قربانی کرتے تھے - اور فصح کی رسم ادا کرتے اور عبادت کرتے تھے - دیکھو میزان الحق صفحہ ۲۲ - پھر یروشلم یہودیونکا قربان گاہ اور عبادتگاہ تھا - اور خدائے تعالیٰ دہان اپنے تئین ایسا ظاہر کرتا تھا کہ گویا اوس جگہ مین رہتا تھا -

انجیل لوک ۲ باب ۴۱ سے ۴۲ تک - اوسکے (مسیح) مان باپ ہر برس عید فصح مین یروشلم کو جاتے تھے - اور جب وہ بارہ برس کا ہوا وے عید فصح کے دستور پر یروشلم کو گئے -

خروج ۳۴ باب ۲۳ - اور استثنا ۱۶ باب - ۱ و ۱۶ مین بھی ایسی ہی باتین لکھی ہین اب اس سے واضح ہوگیا کہ یہ نشانات اور یہ حقیقت قبلہ یہود کی تھی -

اب خروج ۱۲ باب ۳ سے ۷ تک اور ۲۲ سے ۲۴ تک دیکھ ڈالو - اوسمین لکھا ہے کہ "اسرائیلیون کے سارے گروہ سے یہ بات کہو کہ اس مہینے کے دسوین دن ہر ایک مرد اپنے اپنے گھر باپ دادون کے گھرانے کے مطابق ایک برہ گھر پیچھے اپنے لیے لے اور شام کو ذبح کرو - اور اوسکا چھاپا دروازے پر لگاؤ"۔

۲۳ مین ہے - خداوند در پر سے گذر کریگا - اور ہلاک کرنے والے کو نہ چھوڑیگا - کہ تمہارے گھرون مین آکے تمھین مارے - اور خداوند کا یہ بھی حکم تھا کہ گھر سے باہر نہ نکلین - اور یہ رسم گھر کے اندر ہی ادا ہو -

یہی مطلب قرآن کا ہے کہ گھرون کو قبلہ بناؤ - یعنی یہ رسم گھرون ہی مین ادا کرو -

جواب - اہل اسلام کے نزدیک قبلہ وہ جگہ ہے جہان قتل کا امن ضروری ہو -

اور جسپر خاص خداوندی نظر ہو۔ چنانچہ دیکھو بیت اللہ کی نسبت جو اہل اسلام کا قبلہ ہی قرآن مین حرماً امناً وارد ہوا ہی۔ اسلیئے کہ وہان قتل نفس حرام ہی۔ اسطور پر بھی قبلہ کتنا صحیح ہی کہ فرشتے نے بنی اسرائیل کے گھرون کو امن دیا۔ اور فرعون کے پلوٹھے مار ڈالے۔

جواب۔ قبلۃً کے معنی متقابلۃً کے بھی ہین۔ یعنے آمنے سامنے۔ بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ اپنے اپنے گھر ایک دوسرے کے سامنے بناوین۔ اور مصلحت اسمین یہ تھی کہ رات کو نکل جانے کے لیے اچھا موقع ملے۔ دیکھو گنتی۔

اعتراض۔ سورۂ ق۔ رکوع ۳۔ وَیَومَ نَقُولُ لِجَہَنَّمَ ہَلِ امتَلَأتِ وَتَقُولُ ہَل مِن مَّزِیدٍ۔ ترجمہ۔ اور جسدن ہم کہین گے دوزخ کو کیا تو بھر گئی ہی تو وہ کہیگی کیا کچھ اور ہے۔ اور دیکھو ترجمہ مشارق الانوار۔ لَا تَزَالُ جَہَنَّمُ تَقُولُ ہَل مِن مَّزِیدٍ حَتّٰی یَضَعَ فِیہَا رَبُّ العِزَّۃِ قَدَمَہٗ فَتَقُولُ قَط قَط۔ ترجمہ کہ ہمیشہ دوزخ کہیگی آیا کچھ ہی۔ تو کہ رکھیگا بیچ اوسکے اللہ تعالے قدم اپنا پس دوزخ کہیگی بس بس۔ چار باتین جواب طلب ہین۔

۱۔ کوئی معقول سبب بتاوین جسکے باعث خدا کو دوزخ مین پانون ڈالنا ضرور ہی۔

۲۔ کسی آیت کی سند سے بتاوین کہ خدا کے پانون کو دوزخ سے کبھی رہائی ملے گی یا ہمیشہ اوسی مین رہے گا۔

۳۔ کسی سند سے بتاوین کہ خدا کے پانون کے دوزخ مین جانے سے اوسکی جلانیوالی تاثیر مین تبدیلی ہوگی یا نہین۔ اگر تبدیلی ہوئی تو دوزخی عذاب سے چھوٹے۔ ورنہ خدا کا پانون بھی جھلسا۔

۴- خدا جو بقول قرآن عرش پر بیٹھا ہے۔ وہین سے بیٹھے بیٹھے دوزخ مین پانون لٹکا دیگا یا عرش سے نیچے اوتر پڑیگا۔ اور جب پانون دوزخ مین گیا دوزخی بھی اوسے دیکھینگے یا نہین۔

جواب۔ پادری صاحب نے اس اعتراض مین کمال قوت استنباطی کو خرچ کیا۔ اور شاید اونھین اپنے اس استخراج پر بڑا ناز ہوگا۔ صاحب اتنا ہی پوچھ لیا ہوتا کہ اس مطلب کیا ہے۔ مین سچ سچ کہتا ہون کہ حدیث کا مطلب صاف اور درست ہے۔ مگر زبان اور محاورہ عرب نہ جاننے کے سبب سے پادری صاحب اس بھول بھلیان مین جا پڑے ہین جو خود اونکے چالاک ہاتھون کی کرتوت ہے۔

اصل منشا آپکے اعتراض کا جملہ یَضَعُ فِیْهَا رَبُّ الْعِزَّةِ قَدَمَهٗ ہے۔ جسکا ترجمہ ہے رکھیگا اوسمین عزت والا اپنا قدم۔ اب ہم آپکو اون الفاظ کا صحیح مطلب و منشا بتاتے ہین۔ جنسے آپکو بوجہ عدم فہم زبان عرب دھوکا ہوا ہے۔ گو الفاظ تو صاف تھے اور محاورہ عرب کی طرف ذرا ہی سی رجوع کرنے سے بآسانی حل ہو سکتے تھے۔ مگر چونکہ مادۂ نصاریٰ کا خاصہ ہے کہ کسی کلام کا اصلی مقصد عمدًا یا جہلًا بدون توضیح و تفسیر نہین سمجھتے یا سمجھ نہین سکتے اور یہ عادت نسلًا بعد نسلٍ حضرات حواریین سے وراثت مین انہین ملی ہے کہ وہ سادہ مزاج بھی حضرت مسیح کے کلام کو بدون تفسیر و تمثیل سمجھ نہین سکتے تھے اسلیے ضرور ہوا کہ ہم پوری تفسیر ان الفاظ کی کردین۔ سنو۔

جواب۔ پہلا لفظ جسپر پادری صاحب کو دھوکا ہوا ہے لفظ رب ہے۔ سننا چاہیے کہ رب کا لفظ بڑے بڑے آدمیون پر بولا گیا ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام کا قول وس زندانی کو اُذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ ۔ سیپارہ ۱۲ سورۂ یوسف۔ رکوع ۵۔ کہ مجھے

اپنے آقا کے روبرو یاد کرنا۔ اور فرعون کہتا ہے۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔ سیپارہ ۳۰۔ سورۂ النازعات۔ رکوع ۱۔ مین تمہارا بڑا رب ہون۔

یہ لفظ عام بڑے بڑے رئیسون اور امیرون پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ اسلیے اوسکی جمع ارباب سے اُمرا اور دنیا دار مراد لیے جاتے ہین۔ اور ٹھیک اسیطرح عبرانی زبان مین بھی جسے عربی کے ساتھ مشابہت تامہ ہے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ربّی بڑے بڑے کاہنون اور عالمون پر بولا ہی جاتا ہے۔

اور بعض جگہ جب کسی اسم کے ساتھ ترکیب مین مذکور ہوتا ہے جیسے مثلاً اسی جگہ رب العزۃ یا رب البیت یا رب المنزل اوسوقت مرادف لفظ صاحب کے ہوا کرتا ہے مثلاً ہم کہہ سکتے ہین صاحب العزۃ۔ صاحب البیت۔ صاحب المنزل۔ عزت والا۔ گھروالا۔ منزل والا۔ یا مالک منزل۔

جواب ۲۔ اور عزت بمعنی حمیت۔ ضد جاہلیت ہے۔ دیکھو قرآن مین ایک جگہ اسکا استعمال ہوا ہے۔

اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ یعنی جب اوسے خدا سے ڈرنے کو کہا جاتا ہے تو اوسے عزت (ضد و حمیت جاہلانہ) گناہ پر آمادہ کرتی ہے۔ پس ایسے کے لیے جہنم بس ہے۔

اور عزیز کا لفظ جو اس سے مشتق ہوا ہے قرآن مین (سورۂ دخان) شریر جہنمی پر جب جہنم مین ڈالا جائیگا بولا گیا ہے۔ ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ چکھ کیونکہ تو بڑی حمیت والا اور بزرگ بنا بیٹھا تھا۔ اور عزیز اور رب العزۃ کے معنی ایک ہی ہین۔ پس رب العزۃ اوس شخص سے مراد ہے جو دنیا مین متکبر اور جبار اور بڑا ضدی

کہلاتا ہے - اسی حدیث کی بعض روایات مین آیا ہے - حَتّٰی یَضَعَ فِیْھَا الْجَبَّارُ قَدَمَہٗ
جبار اور رب العزۃ کے ایک ہی معنے ہین - یعنے متکبر سرکش حدود سے نکلجانیوالا -
پس گویا دونون روایتین علیٰ اختلاف الفاظ معنی واحد رکھتی ہین - اب حدیث کے
معنے یہ ہوئے - کہ دوزخ زیادہ طلبی کرتی رہیگی جب تک شریر متکبر اپنے تئین عورتیں
یا بیشی ڈالے اوسمین اپنا پانون رکھین یعنے داخل ہون -

یاد رہے کہ اہل اسلام کے اعتقاد مین دوزخ شریرون اور بدذاتون کی جگہ ہی
جیسا حدیث ذیل مین مذکور ہے -

مشکوٰۃ صفحہ ۴۹۶ - ابوہریرہؓ سے روایت ہو کہ دوزخ مین ایک وادی ہے
اوسکا نام ہب ہب ہی - اوسکی تسکین کا باعث ہر ایک جبار ہوگا - اوسکے آخری جملے
کے الفاظ یہ ہین - یُسْکِنُہٗ کُلُّ جَبَّارٍ -

جواب - بعض روایات مین اگر آیا ہو - حَتّٰی یَضَعَ اللّٰہُ فِیْھَا قَدَمَہٗ . اول
تو یہ روایت حدیث کے اعلیٰ طبقے کی روایت نہین - کیونکہ اسمین روایت بالمعنی کا
احتمال ہی - اگر مان بھی لیا جاوے تو قدم سے مراد اشرار ہین - پانون نہین دیکھو
قاموس اللغۃ - فَکَامَۃٌ - ای الذین قدمھم من الاشرار - فھم قدم اللّٰہ
للنار کما ان الخیار قدمہ للجنۃ - یعنی قدم سے مراد وہ شریر لوگ ہین
جنکو خدا نے دوزخ کے آگے دھر دیا - پس وہ لوگ خدا کی طرف سے آگ کے
لیے آگے کیے گئے - جیسے اچھے لوگ خدا کی طرف سے جنت کی جانب آگے
کیے گئے - پس حدیث کے یہ معنے ہوئے کہ دوزخ ہل من مزید پکارتی رہیگی
جب تک خدا اشرار کو اوسمین نہ ڈالے گا - پھر وہ بس کریگی -

جواب۔ وَضعِ القدم۔ مثلُ لِلرَّدِّ وَالقَمْعِ۔ یعنے وضع ایک محاورہ ہے جسکے معنے ہین روکنا اور تھام دینا۔ اب حدیث کے یہ معنے ہوئے کہ "یہانتک اللہ تعالےٰ اپنی روک اور تھام رکھیگا اور ایسی روک کردیگا کہ دوزخ ہل من مزید کہنے سے رُکجاویگی"

جواب۔ وضع القدم (پانون رکھدینا) ذلیل اور خوار کرنے پر بولا جاتا ہے۔ چونکہ عبری اور عربی قریب قریب زبانین ہین۔ اور کتب مقدسہ مین بھی یہ محاورہ برتا گیاہے اسلیے بنظر ثبوت اتنا ہی بس ہے۔

یسعیاہ ۳۷ باب ۲۵۔ خدا فرماتا ہے مین اپنے پانون کے تلوون سے مصر کی سب ندیان سُکھادونگا۔

۲ سموئیل ۲۲ باب ۳۹۔ ہان وہ میرے قدمون تلے پڑے ہین۔

۱۔ سلاطین ۵ باب ۳۔ جبتک کہ خدا نے اونکو اوسکے قدمون تلے نہ کردیا۔

زبور ۸۔۶۔ تونے سب کچھ اوسکے قدم کے نیچے کردیا۔

لوقا ۲۰ باب ۴۳۔ و مرقس ۱۲ باب ۳۶۔ جبتک تیرے دشمنون کو تیرے پانون کی چوکی کرون۔

دیکھو ان سب محاورات مین لغوی معنون مین قدم کا لفظ نہین بولا گیا۔ بلکہ مجازی معنون مین۔ پس حدیث کے یہ معنے ہوئے کہ "یہانتک کہ خدا جہنم کو ذلیل وخوار کرڈالے اور اوسے چپ کرادے"۔

ہان یہ محاورہ اوس خطبے مین بھی آیا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری حج مین بمقام عرفات پڑھا۔

وَدِمَاءُ الجَاهِلِيَّةِ مَوضُوعَةٌ تَحْتَ قَدَمِي۔

جواب۲- یہ جواب گو الزامی جواب ہی مگر ہمنے اس بارے مین مسیح کے اس قول کی پیروی کی ہی کہ "الزام مت لگاؤ تاکہ تمپر الزام نہ لگایا جاوے - اور نیز الزامی جواب اسلیے بھی اختیار کیا جاتا ہی کہ معترض اپنی مسلمہ و مالوفہ کتابون سے اوس قسم کے اشتباہ کو رفع کرلے - اب جواب سنیے -

مسیحی اعتقاد مین مسیح ملعون ہوا (نعوذ باللہ) اور ملعون کا ٹھکانا جہنم ہی - دیکھو حل الاشکال اور پولوس نامہ گلتیان ۳ باب ۱۳ - جو کاٹھ پر لٹکایا جاوے وہ ملعون ہے

اور نیز یہی اعتقاد مین مسیح خدا ہین اور رب العزت بھی ہین - (صاحب عزت) پس معنے یہ کہ جہنم کو تسکین نہوگی جب تک عیسائیون کے خدا اوسمین قدم نہ رکھین - اب سارے جوابون کی آپ ہی کوشش کرین -

حاصل الامر چونکہ پادری صاحب نے حدیث کا مطلب غلط سمجھا اور بطور بنا کے فاسد علے الفاسد اوس سے غلط استنباطات کیے پس اونکے اعتراض کے باقی شقوق بھی بیکار و معطل ہوگئے - اسلیے ہمین اون شقون پر فضول خامہ فرسائی کرنے کی ضرورت نہین - کیونکہ فاسد مقدمے کا نتیجہ لابد فاسد ہی ہوا کرتا ہے -

اگر قدم کے معنے پانون لین جیسے عام مشہور ہی تب بھی اعتراض نہین رہتا - اور عیسائی مذہب کے طور پر ہرگز محل اعتراض نہین - دیکھو خروج ۱۳ باب ۲۱ - خدا آگ کے ستون مین - اور خروج ۱۹ باب ۱۸ - اور استثنا ۱ باب ۳۳ - آگ کو خدا کا قدم نہ جلانے مین جلانے اور لوگون کے بے ریب امتیاز ہے - دیکھو استثنا ۴ باب ۱۲ - پہاڑ جلا پر خدا نہ جلا - اور استثنا ۴ باب ۳۶ مین - خدا آگ مین کلام سناتا تھا - اور دیکھو دانیال ۳ باب ۲۵ - خدا کے چند پیارے کھلے آگ مین پھرتے تھے - اور آگ اونھین نہین جلاتی تھی - اور

قانون قدرت مین دیکھو آگ ذرات عالم کو نہین جلا سکتی۔ آگ کا کام تو چند اشیا کے جلانے کا ہے۔ وہ اشیا جو اوسکی مخلوق ہین۔ نہ خالق کے جلانے کا۔

اعتراض ۔ سورہ ص۔ ۳ رکوع۔ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ۔ یہ امر غلط ہے اسکا ثبوت نہین ملتا۔ کسی معتبر یہودی مؤرخ کی گواہی سے ثابت کرین۔

جواب ۔ افسوس ہم کہانتک ہر ایک مضمون کے آغاز مین پادری صاحب کی نادانی اور لغت عرب سے جہل کی شکایت کرتے جائین۔ پادری صاحب نے اسے کونسا غیر ممکن الوقوع واقعہ اپنے زعم مین سمجھا ہے کہ بڑے جوش مین آکر مورخان یہود کی گواہی کے خواستگار ہین۔ صاحب یہ تو معمولی قدرتی اور مشہود وہ واقعے کا ذکر ہے کہ شب و روز ہمارے تمہارے مشاہدے اور برتاؤ مین آرہا ہے۔ آپ صرف جہل لسان کی وجہ سے اس ورطے مین پڑ کے ہاتھ پاؤن مارتے ہین۔ مین تمھین نصحًا اور اخلاصًا کہتا ہون کہ کیون ناحق اپنی عاقبت بگاڑتے ہو۔ قرآن کریم جو اپنی ذات اور اصلیت مین صادق و مصدوق کلام ہے۔ ایسے واہی اور پادرہوا اعتراضون سے معرض نقض و قدح مین نہین آسکتا۔ لیجیے اصلی کیفیت ہم سنا دیتے ہین۔ اور نہ یہودی مؤرخ کی بلکہ خود خدا کی شہادت یعنی اوسکے کلام کی شہادت سے اسکا ثبوت دیتے ہین۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ۔ سیپارہ ۲۳۔ سورۂ ص۔ رکوع ۳۔ سَخَّرَهُ تَسْخِيرًا۔ ذَلَّلَهُ وَكَلَّفَهُ عَمَلًا بِلَا أُجْرَةٍ۔ یعنی سخرہ تسخیر اسکے معنے ہین اوسکو مطیع کیا اور اوس سے مفت بلا مزدوری کام مین لگایا۔

[illegible]

[1] پس مفت کام مین لگا دی سلیمان کے ہوا نرم چلتی اوسکے (اللہ کے) حکم سے جہان پہنچا چاہتا ۱۲ سورہ ۲ بمرہ کی [illegible]

قرآن مین بہت جگہ یہ محاورہ آیا ہے - دیکھو -

سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْأَنْهَارَ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَائِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ - سیپارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم رکوع ۵ -

كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ - سیپارہ ۱۷ سورۂ حج رکوع ۵ -

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ - سیپارہ ۱۷ سورۂ حج رکوع ۹

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ - سیپارہ ۲۱ سورۂ لقمان رکوع ۳ -

ان تمام محاورات سے لفظ تسخیر کا استعمال واضح ہوگیا - کہ تسخیر مفت مین بلا مزدوری کام مین لگا دینے کو کہتے ہین -

بیشک کشتیان جہاز دریا سمندر سورج چاند ستارے رات دن چارپائے مویشی باری تعالےٰ جل شانہ نے محض اپنے لطف و کرم سے مفت ہمارے کام مین لگا رکھے ہین - باین معنی کہ اونکی خلقت اور فطرت ایسی بنائی ہے کہ بلا اُجرت ہمارے منافع اور مصالح دنیوی کے اتمام و انصرام مین لگے ہوئے ہین - بلکہ حقیقۃً ہماری زندگی و معاش انھین اشیا اور قوای طبعی کے وجود پر موقوف ہے - چونکہ ان بڑے بڑے قواے طبعی مثلاً سمندر ہوا سورج چاند ستارگان رات دن وغیرہ پر من حیث الخلق ہم قدرت نہین رکھتے - اور نہ جبرًا و قہرًا اونسے کام لے سکتے ہین - اسلیے اللہ تعالےٰ اپنا فضل و امتنان و احسان جتا کر ہمسے اس مہربانی کی شکر گذاری لینے کے لیے اون اشیا کا اور اون

سلہ اور کام مین لگادی تمھارے کشتی تو کہ چلے سمندر مین اوسکے حکم سے - اور تمھارے کام مین لگادین ندیان اور کام مین لگا دیا تمھارے سورج اور چاند ایک دستور پر اور کام مین لگا دیا تمھارے رات اور دن کو ۱۲

سلہ اور ایسے ہی کام مین لگا دیا تمھارے اونٹ کو - ۱۲ -

سلہ کیا تمنے نہین دیکھا کہ اللہ نے تمھارے بس مین کیا زمین والی چیز کو اور کشتیان دریا مین وسکے حکم سے چلتی ہین ۱۲ -

سلہ کیا تمنے نہین دیکھا کہ اللہ نے تمھارے اختیار مین کردیا جو کچھ زمین اور آسمان مین ہے ۱۲

ہیں منافع پہونچنے کا ذکر فرماتا ہی کہ دیکھو ایسی ایسی بڑی زبردست چیزیں جنپر تمھارے دستِ قدرت کو رسائی ممکن نہتھی سفت بین میں لے تمھارے کام میں لگا دی ہیں۔ اوسکے یہ معنے خدا کے ہمارے کام میں اون اشیا کو لگا دینے یا ہمارے اونکو کام میں لانے کے یہ معنے ہیں کہ ہمارے تمام منافع اور مصالح کا مدار ان ہی اشیا کے وجود پر ہے اور یہ سب تار و پود ہستی اور ہنگامہ آب و تاب انھیں اشیا کی مدد اور ذریعے سے نبھتا اور چل رہا ہے۔

جو لوگ قانون قدرت میں غور و فکر کرتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کسطرح ہم بعض قواے قدرت سے قدرتی طور پر اور بعض اشیا کے خود استعمال صحیح سے متمتع ہوسکتے اور ہو رہے ہیں۔ اہل یورپ نے انھیں قواے قدرت کی طرف توجہ کرنے اور اونکے استعمال صحیح (تسخیر) سے مثلاً ایک سٹیم (بخار) ہی کی تسخیر اور کام میں لانے سے کیسے کیسے منافع اوٹھائے ہیں۔ کیسے بیش بہا انجن ایجاد کیے ہیں کہ تجارت اور تمول میں اہل عالم پر سبقت لے گئے۔

یہی عمل تسخیر ہے جسے قادر مطلق رحیم خدا نے فطرتاً بتفاوت ہر انسان میں ودیعت رکھا ہی۔ مالا مال اور خوشحال وہ لوگ ہوئے جنھون نے اس قدرتی عطیے اور فیض وہبی سے کام لیا۔ یہ وہ عمل تسخیر نہیں ہے جسے عوام کالانعام ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اور شب و روز فضول جہد و مجاہدے میں سرگردان اور منہمک رہتے ہیں۔ کیا کوئی شخص کسی قسم کا کلمہ و کلام پڑھکر سورج اور چاند کو مسخر کر سکتا ہی۔ یا اونکی معمولی قدرتی رفتار اور حرکات میں فرق ڈال سکتا ہی۔ نہیں نہیں یہ وہی قدرتی تسخیر ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہی۔ اور اوسی ہی کو باری تعالے امتناناً اور احساناً یاد دلاتا ہی۔ سعدی نے

اس موقع پر کیا خوب کہا ہے۔ اور کیا خوب اس تسخیر و تسخّر کا مطلب حل کیا ہے۔ گویا سات سو برس قبل عقلمند پادری صاحب کے مجہول اعتراض کا جواب دے دیا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند — تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار — شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

کیوں صاحب! اب بھی تسخّر کے معنے حل ہوئے یا نہیں ع گر اب بھی نہ تم سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے۔ واہ جی جناب پادری صاحب یہ وہ تسخیر نہیں جسکی اُستاد صاحب آپکو تعلیم کرتے ہیں۔ کہ "اگر تم رائی کے دانے کے برابر ایمان رکھتے تو اگر پہاڑ کو کہتے کہ اپنی جگہ سے ٹل جا تو ٹل جاتا"۔

اب ہم مضمون آیت متنازعہ فیہا کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اصل قصہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل میں پہلے پہل حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا سے ایک خاص کام لیا۔ جسکا ذکر انعام کے طور پر باری تعالے اس آیت میں کرتا ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جہازوں کے دو بیڑے بنائے تھے ایک خلیج فارس اور بحر ہند میں دوسرا بحر روم میں چلتا تھا۔ اس امر کا ثبوت معتبر یہودی تاریخ سے سن لیجیے۔ سلاطین اول ۹ باب ۲۶۔ پھر سلیمان بادشاہ نے عصیون جبر میں جو ایلوت کے نزدیک ہے دریائے قلزم کے کنارے پر جو ادوم کی سرزمین میں ہے جہازوں کے بیڑے بنائے اور حیرام نے اوس بیڑے میں اپنے چاکر ملاح جو سمندر کے حال سے آگاہ تھے سلیمان کے چاکروں کے ساتھ کر کے بھجوائے اور وے اوفیر کو گئے (اور دیکھو اخبار الایام ۲ باب ۲-۱۶)

اخبار الایام دوم ۲ باب ۱۶۔ بادشاہ کے جہاز حیرام کے نوکروں کے ساتھ طرسیس کو

جاتے اور وہان سے اونپر تین برس مین ایک بار سونا اور روپا اور ہاتھی دانت اور بندر اور مور اوسکے لیے بھیجتے تھے۔

چونکہ زمانہ سابق مین جہاز کا چلنا صرف ہوا کی موافقت اور سازگاری ہی پر موقوف تھا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے جہاز بتوفیق الٰہی ہوا کی سازگاری سے حسب المرام چلتے اور کام دیتے تھے بنابران باری تعالے اس جگہ اتنا ناریح یعنے ہوا کا ذکر کرتا ہے کہ ہمنے ہوا اوسکے کام مین لگا دی۔ اور اسلیئے کہ ہوا ہی محرک اور منشاے جہاز رانی کی متمم اعظم تھی ہوا ہی کے ذکر پر اکتفا کیا اور کنایۃً جہاز رانی مراد رکھی۔ اوس آیت کے آگے فرمایا ہے۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ سیپارہ ۲۲ سورۂ سبا رکوع ۲۔

اسمین اون جہازون کے سفر اور طی مسافت کا بیان ہے۔ کہ صبح و شام مین اتنی مسافت طی کر جاتے تھے جو اوس زمانے مین بلحاظ سفر برّی کے ایک مہینے کی راہ ہوتی تھی۔ بیشک اوس ابتدائی زمانے مین سفر برّی کی دشواریون اور صعوبتون اور راہون کے محفوظ و مامون نہونے پر اگر نظر کیجاوے تو جہاز رانی جسکے ذریعے سے خشکی کی کوسون کی راہ چند گھنٹون مین طی ہو جاتی تھی خدا کے فضل اور قدرت کی ایک عظیم الشان آیت (نشانی) تھی۔ اور بنی اسرائیل کے لیے خصوصاً جنھین اول اول خدا نے یہ فن عطا کیا۔ خدا کے احسانات کے تذکر کی بڑی بھاری نشانی تھی۔

قرآن مجید کا یہ عجیب اور مخصوص طرز ہے کہ اوسمین باری تعالے انسان کو وہ منافع اور فوائد جو انسان قواے قدرت کے استعمال سے یا اللہ تعالی کے محض فضل سے

لہ صبح اوسکی ایک مہینے کی اور شام اوسکی ایک مہینے کی ۱۲

اون اشیاء سے حاصل کرتا ہی یاد دلاکر اور اپنا علۃ العلل ہونا اوسکے ذہن نشین کرکر اوسکو اپنی طرف بلاتا ہی۔ اور یہ عجیب طریقہ انسانی قوی پر تاثیر کرنے کا ہی جو حقیقۃً قرآن کریم ہی سے مخصوص ہی۔ اور اس بیان قوانین قدرت سے تمام قرآن لبریز ہی۔ ایسا ہی اس آیت مین بھی اوس عادت جاریہ کے موافق حضرت سلیمان پر انعام و فضل کا ذکر کیا ہی۔ اس سے آگے والی آیت یہ ہی۔

تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖۤ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا۔ سیپارہ ۱۷ سورۂ انبیاء رکوع ۶۔

چلتے تھے جہاز اوسکے (سلیمان) حکم سے اوس زمین کیطرف جسمین ہمنے برکت دی

اسکا مطلب یہ ہی کہ وہ جہاز حضرت سلیمانؑ کے حکم سے بلاد افریقہ یا ہند سے ہوکر ارض شام کو آتے تھے۔

اعتراض۔ قرآن نے مریم مسیح علیہ السلام کی ماں کو اخت ھارون ہارون کی بہن کہا۔ یہ بات صحیح نہین۔ جواب سنیئے۔

(۱) معترض عیسائی لوگو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہین جسمین مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو۔ اور ایسی بھی کوئی کتاب عیسائیون کے گھر مین نہین جس سے مریم کے بھائیون اور ماں باپ وغیرہ رشتے دارون کے نام کا یقینی پتا لگے۔ پھر قرآن کے کلمہ اخت ہارون پر آپکا اعتراض کیا۔

(۲) پادری لوگو! تم نسب نامون اور قصون پر اعتراض نہ کیا کرو۔ کیونکہ پولوس طمطاؤس کے پہلے خط مین لکھتا ہی "کہانیون اور بے حد نسب نامون پر لحاظ نہ کرین یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہی نہ تربیت الٰہی کا جو ایمان سے ہی۔ طمطاؤس ا باب ۴۔

(۳) سنو! انجیل متی کی ابتدا مین مسیح کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہی۔

متی - ۱- باب ۱- حالانکہ مسیح اور داؤد کے درمیان اور داؤد و ابراہیم کے مابین پشتہا پشت کا فرق ہی - بلکہ بقول تمھارے مسیح ابن داؤد ہی نہین -

(۴) سنو! - الیسبات کو ہارون کی بیٹی کہا گیا - لوقا ۱- باب ۵- حالانکہ الیسبات اور ذکریا کے زمانے سے جنکا ذکر لوقا نے کیا ہی بہت ہی مدت پہلے ہارون مر چکے تھے - اور الیسبات اور ہارون مین پشتہا پشت کا فرق ہی (ہنسی - اجی حضرت یہ الیسبات انگلستان کی ملکہ نہین ہی - بلکہ اس سے بہت پہلے گذر چکی ہی -)

بات یہ ہی ناموں مین اشتراک بھی ہوتا ہی - دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بھائی بھی ہین اور انسے سیکڑون برس پہلے یوسف اور یعقوب اسحاق نبی کے پوتے اور بیٹے بھی گذرے - پس کیا ممکن نہین کہ ایک ہارون موسیٰ کے بھائی ہون اور دوسرے مریم کے -

(۵) سنو - عرب مین اخ اور اخت کا لفظ وسیع معنون مین مستعمل ہوتا ہی حقیقی بھائی اور ایک ہی پشت کے بھائی پر محدود نہین - دیکھو قرآن -

اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا[1] - سیپارہ ۱۲- سورۂ ھود - رکوع ۶ -

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا[2] - سیپارہ ۱۲- سورۂ ھود - رکوع ۵ -

حالانکہ صالح اور ہود اپنی اپنی قوم کے حقیقی بھائی نہ تھے -

اور زرقانی شرح مواہب لدنیہ مین ازواج کی تاریخ مین صفیہ کے قصے مین لکھا ہی کہ صفیہ بی بی پر جو خیبر کے یہود سے تھین رسول اللہ کی اور بیبیون نے کچھ طعن کیا اور صفیہ نے اونکے طعن و تشنیع کا تذکرہ اپنے خاوند محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا

[1] ثمود کی ... بھائی صالح کو ۱۲ [2] اور عاد کی طرف اونکے بھائی ہود کو ۱۲

تو آپنے فرمایا تو نے کیون نہ کہا۔ اِبْنَ ھَارُوْنَ وَ عَمِّیْ مُوْسٰی وَ کَذٰلِکَ مُحَمَّدٌ ۳
دیکھو یہان ہارون موسیٰ نبی کے بھائی کو آپ یعنے باپ کہا حالانکہ بہت مدت پہلے گذر چکے
عرب کے لوگ عمدہ تلوار کو اخو ثقۃ۔ اور بڑے بہادر کو اخو غمرات الموت کہتے ہین غرض
تھوڑے سے تعلق پر اخوت کا اطلاق ہوتا ہی۔ مریم صدیقہ کا ہونا بین بلی اور
ذکریا کاہن اوسکے قریب رشتے دار تھے اور کاہن سب لے ریب و نزد دار ہارون کے
بیان ۔ ے الیسبات ہارون کی بیٹی مریم کی قریبی رشتے دار تھی۔ دیکھو لوقا۔ اباب۔
پس کیا تعجب ہی اگر قرآن نے کہدیا مریم ہارون کی بہن تھی۔

سوال ۔ لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔ سیپارہ
۲۶ ۔ سورۂ فتحنا ۔ رکوع ۱ ۔
وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ۔ سیپارہ ۲۶ ۔ سورۂ محمد ۔ رکوع ۲ ۔
ان آیات اور انکے امثال سے محمد صاحب کا گنہگار ہونا ثابت ہوتا ہی

جواب ۔ پھر کیا ہوا ۔ سوچو تو سہی مسیح ملعون ہیں ۔ اور اونکی الوہیت اور خدائی
مین بٹا نہ لگے ۔ باینہمہ گناہگار ہی کہ تمام عیسائیون کے معاصی سے گنہگار ہوئے
اور بقول ایوب عورت کے شکم سے نکلکر صادق نہین ٹھہر سکتے تھے ۔ دیکھو ایوب
وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہی کہ صادق ٹھہرے ۵ اباب ۱۴ ۔ ایوب ۔ پھر مریم جب
بگناہ موروثی آدم گنہگار تھی تو مسیح کو کوئی پاک نہین ٹھہرا سکتا ۔ کون ہی جو ناپاک سے
پاک نکالے ۔ کوئی نہین ۔ ایوب ۱۴ اباب ۴ ۔ اور پھر عیسائیون مین تمام آدمی آدم
کے گناہ سے گناہگار ہین ۔ اور آدم کا گناہ عورت سے شروع ہوا ۔ تو مریم اور اوسکا

سلہ تاکہ بخشے اللہ تیرے پہلے اور پچھلے گناہون کو ۱۲
سلہ ۲ اور مغفرت مانگ اپنے لیے اور مومنون کے لیے ۱۲ ۔

بیٹیا کیسے محفوظ رہ سکتے ہین۔ پس گناہگار اگر الوہیت سے معزول نہین تو گناہگار نبوت اور رسالت سے کیسے معزول ہو سکتا ہے۔

اور سنو کتب مقدسہ کا محاورہ ہے موریث اعلے کا نام لے کر قوم کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ دیکھو۔ یشرون (یعقوب) موٹا ہوا اور اُسنے لات ماری۔ تو تو موٹا ہو گیا چربی مین چھپ گیا۔ خالق کو چھوڑ دیا۔ استثنا ۳۲ باب ۹ - ۱۵۔ یعقوب کو جیسی اوسکی روشین ہین سزا دیگا۔ ۱۲ باب ۲۔ ہوشیع۔ یعقوب کو اوسکا گناہ اور اسرائیل کو اوسکی خطا جتاؤ میکہ ۳ باب ۸۔ یہ تو عہد عتیق کا محاورہ سُنایا۔ اب عہد جدید کو سینئے۔ اوسنے تو حد کر دی ہے۔ سُنو سُنو سُنو۔

مسیح نے ہمین مول لے کر شریعت سے چھوڑایا۔ کہ وہ ہمارے بدلے مین لعنت ہوا نامہ گلتیان ۳ باب ۱۳ -- ۲ قرنتی ۵ باب ۲۱۔

پس مین کہتا ہون جب صاحب قوم قوم کے گناہ سے گناہگار کہا جاتا ہے۔ اور جب قوم کو صاحب قوم کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ تو آپ ان آیات مین جنسے محمد صاحب کا گنہگار ہونا ثابت کرتے ہین۔ اس امر کو کیون فروگذاشت کیے دیتے ہین۔ با اینہمہ جن آیات سے آپ لوگ محمد صاحب کی نسبت الزام قائم کرتے ہین اونمین یقینی طور پر بلحاظ عربی بول چال کے اعتراض ہو ہی نہین سکتا۔ مثلاً سوچو آیت وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ مین۔ ہم کہتے ہین وللمومنین والا واو عطف تفسیری کا واو ہے اور واو تفسیری خود قرآن مین موجود ہے۔ دیکھو سورہ رعد۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ۔ سیپا ۱۳ سورہ رعد۔ رکوع ۱

---

[1] یہ آیتین قرآن کی ہین اور جو اوتارا گیا ہے تیرے پاس تیرے خدا سے وہ سچ ہے ۱۲۔

تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُّبِينٍ[1] - سیپارہ ۱۴ سورۂ حجر رکوع ۱-
آیت وَوَجَدَكَ ضَالًّا[2] میں کیا ہم نہیں کہ سکتے کہ امت مخاطب ہے - اور ضال عاشق
اور محب کو بھی کہتے ہیں - دیکھو محاورہ قرآنی -
إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ[3] - سیپارہ ۱۳ سورۂ یوسف رکوع ۱۱-
آیت یوسف کے بھائی یعقوب کو کہتے ہیں - اور یہاں ضال کے معنے گمراہ کے ہرگز
نہیں کیونکہ قرآن محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے ضلالت کی نفی بھی کرتا ہے - جہاں فرماتا ہے
مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ - سیپارہ ۲۷ - سورۂ نجم - رکوع ۱-
ما غویٰ کی لفظ کے ساتھ ما ضل کا خوب بیان ہو گیا -
فائدہ - گناہوں کے وجود سے کبر اور عجب - ریا اور سمعہ کا کیسا علاج ہوتا ہے -
اور گناہ کسطرح توبہ اور عجز انکسار کا باعث ہوتا ہے - یہ موقع اس امر کے بیان کا نہیں
اعتراض - إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ
وَمَا تَأَخَّرَ[4] - سیپارہ ۲۶ - سورۂ فتحنا - رکوع ۱-
اس آیت میں محمد صاحب نے بڑی دلیری کی اور اپنے آپ کو باہمہ گنہگاری
بے ڈر یقین کیا -
جواب حقیقی - ایسے بشارات حسب کتب مقدسہ ضرور ہوا کرتے ہیں - دیکھو
متی - پطرس نے جب کہا ہمنے تیرے لیے سب کچھ چھوڑ دیا - تو مسیح نے فرمایا

[1] یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور کھلے قرآن کی ۱۲-
[2] ہرا سند تواپنی پرانی غلطی میں ہے ۱۲-
[3] نہیں بھٹکا تمھارا رفیق اور نہ بہکا ۱۲-
[4] ہمنے فتح دی تجکو فتح ظاہر تاکہ بخشے اللہ تمھارے پچھلے اور پہلے گناہوں کو ۱۲

تم بادشاہت کے وقت بارہ تختون پر بیٹھو گے - ۱۹ باب ۲۷ متی -

اگر کہو مسیحی بشارات اور پطرس کی خوشخبری مشروط تھی بدون شرط نہین - تو ہم کہتے ہین مسیحی اور پطرسی شرط کا تو ذکر انجیل مین نہین - قرآنی بشارات کا خود قرآن مین ذکر ہے دیکھو آیت - لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ - مطلب یہ ہو کہ اگر خاتمہ ایمان پر ہوا تو تیرے گناہ معاف ہین -

اور سنو فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کے معنے آپ لوگون کو معلوم نہین - اس آیت شریف کی تفسیر کے لیے قرآن ہی عمدہ تفسیر ہے - اور وہ آیت مفسرہ آیت اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ہے - فتح سے مراد ہے - ولپر علوم باری اور آسمانی بادشاہت کے اسرار کا کھولنا - اور جب وہ کھلتے ہین تو توبہ اور خشیت اور خوف الٰہی پیدا ہوتا ہے - جسکے باعث گناہ نہین رہتے - انسان نئی زندگی پاتا ہے - نیا جلال حاصل کرتا ہے -

ایک اور جواب سنیے مسیح حواریون کو فرماتے ہین - جنکو تم بخشو اونکے گناہ بخشے جاتے ہین - اور جنھین تم نہ بخشوگے نہ بخشے جائین گے - یوحنا ۲۰ باب ۲۳ - بھلا جہان مچھیون اور ٹوکریون کو گناہ بخشنے کا اختیار ہے وہان باری تعالے کو ایک خاتم الانبیا کے گناہ بخشنے کا اختیار کچھ تعجب انگیز اور محل انکار ہے - ہرگز نہین - بیشک اللہ تعالے نے نبی عرب حضرت محمد مصطفٰے خاتم الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کو فتوحات دین ظاہری فتوح فتح مکہ وغیرہ جس کے ظہور سے بت پرستی کا استیصال اس شہر سے کیا عرب جیسے بت پرست ملک سے ابد کے لیے ہو گیا - اور تمام دنیا مین توحید ربوبیت کے علاوہ توحید الوہیت کا شور مچ گیا - اور مختلف قبائل عرب لوٹ مار کرتے تھے شرابخواری اور جوبازی

پر نخر لکھاتے سراسر اخلاق مجسم پورے موحد ہوکر نیک چال پر آگئے۔ انکی ہدایت پھیلانے سے ہادی کے گناہ معاف ہوئے ہون بالکل عقل کے خلاف ہے اور فتوحات باطنی کا حال آگے لکھ چکا ہون۔

۲ اعتراض۔ سورۂ طٰہٰ۔ ۷ رکوع۔ جو قرآن سے منھ پھیرے اوسکی معیشت تنگ ہوگی۔ یہ باطل ہی۔ کروڑون قرآن کو نہین مانتے۔ اور اونکی معیشت تنگ نہین۔ اور متبعان قرآن تنگ ہین۔ اور لڑائیون مین دکھی ہوئے۔

جواب۔ یہ کتب مقدسہ مین نہین لکھا۔ ہان شریر کا چراغ بجھایا جائیگا۔ ۱۸ باب ۵۔ ایوب۔ تنگ حالی اوسکے پاس مستعد رہیگی ۱۸ باب ۱۲۔ ایوب۔ وہ ویران شہرون مین بسیگا۔ ۱۵ باب ۲۸۔ پر جانتے ہو بہت شریر خوش ہین۔ نہین بات یہی شریرون کی خوشی کرنی تھوڑے دن کی ہی۔ اور ریاکارون کی شادمانی لمحے کی ۲۰ باب ۵۔ ایوب۔ پس جو لوگ قرآن کو نہین مانتے اونپر معیشت بیشک تنگ ہے اونکا چراغ گل ہوگا۔ معیشت خناک۔ تنگ حالی اونکے پاس مستعد رہے گی۔ وہ ویران شہرون مین بسین گے۔ اونکی شادمانی لمحے کی ہی۔ قرآن بھی کہتا ہے۔ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔ یعنی پونجی دنیا کی تھوڑی ہے

دوسرے جملۂ اعتراض کا جواب۔

وہ دکھ جو خدا اسکے لیے ہے ایک بخشش ہی۔ فلپی۔ ۱ باب ۲۹۔ وہ دکھ جو خدا کے لیے ہے خوشی کا باعث ہی۔ اعمال ۵ باب ۴۱۔ کیونکہ باپ کے ہاتھ سے ملتا ہی۔ یوحنا ۱۸ باب ۱۱۔ یہ پیالہ ہی۔ ہمندرت زبور ۵۵۔ ۸۔ اسمین غوطہ لگا کر مرتے نہین۔ اور آرام سے ناامید نہین۔ یسعیاہ ۴۳ باب ۲۔ ۲ قرنتی ۴ باب ۸۔

پادری صاحبو۔ یہ ایسی بات ہے جیسی لوقا کہتے ہین۔ تمھارے سر کے بال بھی نہ ہلین۔ اور یہ بھی کہ وے قتل کرینگے۔ لوقا ۲۱ باب ۱۶۔ ۱۸۔ اور متی ۲۴ باب ۹۔
ایک اور حقیقی جواب بخاری مین لکھا ہے۔ ضنک کے معنے شقاوت اور بدبختی کے ہین۔ اور یہی معنے ابن عباسؓ نے لیے ہین پس سوال کا موقع ہی نہ رہا۔

۲ اعتراض۔ سورہ کہف مین سکندر کا قصہ ایسا عجیب غریب بیان ہوا ہے جسکی کچھ حد نہین۔ یہ قصہ مصنف قرآن کی کم علمی پر بڑی دلیل ہے۔ سکندر رومی کے روزنامچے موجود ہین۔ اونمین کہین یہ موجود نہین۔ سکندر سورج ڈوبنے اور سورج چڑھنے کی جگہ تک گیا ہے۔ اور زمین چونکہ گول ہے ممکن ہی نہین سورج کہین دلدل مین ڈوبتا ہو۔ کسی مؤرخ کی شہادت سے ثابت کرو۔ اور یونانیون کی تاریخ سُو لو۔ پھر دیوار اور یاجوج کا پتا دو۔ اتنی بڑی مخلوق کہان گم ہے۔

جواب۔ اسکندر کا نام تمام قرآن مین نہین۔ سورہ کہف مین جو ایک جزو قرآن ہے کہان ہو گا۔ جب کل مین نہین تو جزو مین ہونا محال ہے۔ سورہ کہف مین جس بادشاہ کا ذکر ہے اوسکی قرآن نے تعریف ہی کی ہے۔ اور رومی سکندر ایک بت پرست کافر تھا جو شراب خوری مین ہلاک ہوا۔ قرآن کہین شہدونکی تعریف کرتا ہے
ہان سورۂ کہف مین ذوالقرنین کا تذکرہ ہے۔ (ذو) کے معنے صاحب یا والا کے ہین۔ اور قرنین تثنیہ ہے قرن کا۔ قرن کے معنے سینگ قرنین کے معنے دو سینگ۔ ذوالقرنین کے معنے دو سینگ والا۔ ذوالقرنین کے معنے سکندر ہرگز نہین۔ ادنیٰ عربی دان سے یہ معنے پوچھلو۔
محمد رسول اللہ نے اپنی نبوت مین یہود اور نصاریٰ کو کہا تھا مجھے اللہ تعالیٰ نے

الہامی کتابون کا منصفہ بنایا - اور جو کچھ اگلی امتون نے الہامی کتابون کے فہم مین غلطی کی اور غلطی سے ضروری مسائل مین باہم اختلاف کیا یا حق کے مخالف ہوگئے اُس اختلاف کے مٹانے کو اللہ تعالٰی نے مجھے رسول کیا ہے - ضرورت نبوت کے اور وجوہ بھی ہین جو ہمنے اسی کتاب مین کچھ اونمین سے لکھے مگر یہ بھی ایک ضرورت تھی - قرآن مین میرے اس قول کی تصدیق یہ ہے -

[1] اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَکْثَرَ الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ

سیپارہ ۲۰ - سورۂ نمل - رکوع ۶ -

دیکھو صدوقی قیامت کے منکر تھے اونکو کیسے کیسے زبردست دلائل قانون قدرت سے قیامت کا ہونا بتلایا - مسیح نے بھی قیامت کے وجود پر گواہی دی - مگر وہ گواہی بے دلیل قانون قدرت کے صرف ایک نقلی بات کے اثبات سے تھی بخلاف دلائل قرآنی

عیسائی خاکسار مسیح کی اُلوہیت کے قائل تھے - اونکو رنگا رنگ یقینی دلائل سے قائل کیا - دیکھو بحث ابطال اُلوہیت مسیح مختصراً یہ کہ مسیح کو جو تم ابن اللہ کہتے ہو کس معنی کرکے - اگر ابن کے حقیقی معنے لیتے ہو تو ان معنون مین بیٹے کا باپ کے نطفے اور باپ کی جورو بیٹے کی ماں کے رحم سے ہونا ضرور ہے - اور یہ تم کا خدا کی جورو ہونا تمہارے مذہب مین اور کل عقلا کی عقل مین مسلم نہین - اسپر قرآن نے کہا -

[2] اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ -

اور صاحبہ یعنے جورو کا خدا کے لیے نہونا تمہارے یہان مسلم ہے پس بیٹا بمعنی حقیقی کیسے ہوگا - اور اگر اور معنے ہین تو ان معانی مین اللہ تمہیں کو ابن اللہ کہنا صحیح نہین - کیونکہ

---

[1] [illegible] بیان کرتا ہے بنی اسرائیل اکثر وہ کہ جسمین وہ اختلاف کرتے تھے - ۱۲ -

[2] [illegible] اسکا بیٹا [illegible] اوسکی عورت نہین ہے - ۱۲ -

الوہیت کو خلق اور علم کامل محیط کل اشیا لازم ہے۔ اور مسیح مین دونون مفقود ہین دیکھو
نفی صفت خلق مین۔ متی ۲۰ باب ۲۳۔ اور نفی صفت علم مین۔ مرقس ۱۳ باب ۳۲۔
متی ۲۴ باب ۳۶۔ اعمال ۱۔ باب ۷۔ یہ دلیل قرآن مین یون ہے۔

اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ

سیپارہ ۷۔ رکوع ۱۹۔ سورۂ انعام۔

کفارے کے ابطال مین جسنے عیسائیون کو ارتکاب معاصی مین بیباک کر رکھا تھا
اور یقین دلایا تھا کہ مسیح سب کے بدلے ملعون ہوئے۔ گلتی ۳ باب ۱۳ کا تَزِرُ وَازِرَۃٌ
وِّزْرَ اُخْرٰی۔ کہکر مٹایا۔ غرض رسول خدا کے دعوے مفسر ہوئے پر اہل کتاب نے
چند سوال کیے۔ ایک روح کے متعلق کیونکہ قدم روح کا ایک جہان قائل تھا۔ اور اس
اعتقاد نے روح کے غیر مخلوق ماننے مین پھنسا رکھا تھا۔ اسی واسطے یہودیون نے اور
اونکے ساتھ اور لوگون نے پوچھا۔ روح کی نسبت فرمایا ہے۔ جیسے قرآن مین ہے
یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ۔ پھر اونکے جواب مین حکم ہوا۔ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
تو کہہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے۔ یعنی مخلوق ہے قدیم نہین۔ اور لوگون کو
جتایا کہ اگر روح پہلے سے موجود ہوتی تو اوسے علم بھی ہوتا۔ لاکن دیکھتے ہو

وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْـًٔا۔

اسیطرح چند لوگون نے علماے یہود سے دانیال نبی کی مشکل کتاب مین ۔۸ باب کی
تفسیر پوچھی دیکھو قرآن سیپارہ ۱۶ سورۂ کہف رکوع ۴۔ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ
تجھسے پوچھتے ہین ذوالقرنین کو۔ یہ وہی دو سینگ کا مینڈھا ہے جسے دانیال نے خواب مین دیکھا

سلہ کہان سے اوسے فرزند کا ہوگا حالانکہ اوسکی عورت نہین ہے۔ اور ہر چیز کو پیدا کیا اور وہی ہر چیز کا جاننے والا ہے ۱۲
سلہ اور اللہ نے نکالا تمکو تمہاری ماؤن کے پیٹون سے۔ تم کچھ نہ جانتے تھے ۱۲

دیکھو دانیال باب ۸ - نبی عرب نے بتایا - وہ سینگ والا مینڈھا جسے دانیال نے خواب میں
دیکھا وہ ایک بڑا بادشاہ ہے جسکا تسلط ایک خاص زمین کی مشرق اور مغرب میں ہوا -
اور وہی صاحبان اسکا نام کیقباد بھی مشہور رہا - جو مشرق اور مغرب - مدیہ اور ایلام یعنی
ایران و فارس کا تاریخ سے پانچسو چھتیس سال پہلے مادی قوم کا بادشاہ تھا - کسی خاص
ملک کی مشرق اور مغرب پر سورج کا نکلنا اور ڈوبنا بتا دینا مقدس کتب عہد عتیق و
جدید کا عام محاورہ ہے جیسے دانیال کی کتاب ۴ باب ۲۲ میں اور ذکریاہ ۸ باب
[illegible] سلطنت زمین کی انتہا تک پہنچے - اور میں اپنے لوگوں کو
سورج کے نکلنے کے ملک اور اوسکے غروب ہونے کے ملک سے چھڑا لاؤنگا -
منصف عیسائی خود دیکھو ذکر الٰہی الہامی کتاب میں صاف لکھا ہے سورج کے نکلنے اور
غروب ہونے کے ملک سے - اور قرآن میں اعلے درجے کی راستی سے کہا ہے
ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا کہ سورج دلدل میں ڈوبتا ہے جہاں فرمایا ہے -
وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ - سپارہ ۱۶ رکوع ۱ - سورۂ کہف -
انصاف تو کرو - کونسا کلام قابل اعتراض ہے - اب رہی یاجوج ماجوج کی بات سنو
ماجوج حسب باب نہم پیدایش اور پہلی تاریخ کے باب ۵ کے یافث کا بیٹا ہے - اور
حسب ۳۸ باب حزقیل نہر یورال کی مشرق میں بسا تھا - اور یاجوج حسب تاریخ
ایام اول ۵ باب - اور ۱۵۷ باب و ۱۶ یوئیل بن ردبن کا بیٹا ہے
اور اوسکی اولاد ماجوج بن یافث میں بسائی گئی یعنی
وہی یورال ندی حزقیل باب ۳۸ و ۵۵ - یاجوج

[illegible]

روسیہ اور سیبیریہ پر مسلط ہوئے - اونکی نسبت یہہ بھی لکھا ہی کہ فارس اور جرمن اونکے
ساتھ ہونگے - اور گوغل کی اولاد یہہ جو جیحون کے متصل بستی ہے اور باب ۳۸ حزقیل
میں ہے گومر کی اولاد یعنے مرو اور ہرات والون پر اونکا تسلط ہوگا - اور اونکی تفصیل
سے معلوم ہوتا ہے کابل والے یعنے قبطا اونکے ساتھ ہونگے - اور مکاشفات باب ۲۰
سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا زور اطراف ممالک مستقدین خداوند چار یاری
عرب پر ہزار سال ہجری کے بعد ہوگا - اور صاف ظاہر ہے کہ یاجوج والی رشیہ ہرات
کے قریب پہونچ گیا - اور ماجوج جنکے قبائل جرمن اور شمال فرانس نارمنڈی اور
انگلنڈ وغیرہ میں ہیں سنہ ۱۹۱۷ء میں مطابق ہزار سال ہجری بلاد اسلام پر مسلط ہو
گئے - غرض حسب مکاشفات ۲۰ باب ممتاز یاجوج ماجوج وہ ہیں جو بلاد اسلام پر مسلط
ہون - اور کیقباد اور ذوالقرنین کی دیوار وہ ہے جو مابین آرمینیہ اور آذربیجان
بنام بارہ دربند اور یورال کی چوٹیون پر قریب پانسو پینتیس سال قبل مسیح کے
بنائی گئی - اور ہمالیا کے شمال میں جو قلعہ بنا ہی وہ بھی اسی میں ہے -

اور چونکہ یہ یاجوج ماجوج عیسائی شاخ یازدہم ہرقل کے مذہب پر ہیں جسکو
حسب دانیال باب ۱۱ و ۱۲ - حیوان فرمایا ہے - اور وہ مسیح کو اپنا مولی خیال کرتے
ہیں - اور اکثر مریم کو معبود بناتے ہیں - اسواسطے قرآن کہتا ہے -

افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء انا اعتدنا
جہنم للکافرین نزلا - سیپارہ ۱۶ ع ۲ -

اور ان لوگون کے دنیوی کمالات

[illegible]

تار - فونوگراف وغیرہ وغیرہ بنائے گئے فرماتا ہے۔

هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا۔ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔ سیپارہ ۱۶ رکوع ۳ سورۂ کہف

اور اسیواسطے ہماری قصص کی کتابون مین انکو دراز گوش لکھا ہے کیونکہ دراز گوش احمق کو کہتے ہین - اور الٰہیات مین جو ضروری چیز ہے انکی عقل اوسپر ہرگز رسا اور پوری نہین - گویا الٰہیات سے انکی کھوپریون کو مناسبت ہی نہین - اور جو اسلامی کتب مین کثرت اولاد یاجوج کی نسبت لکھا ہے وہ بالکل سچ ہے - دیکھو انگلینڈ لندن سے ہزارون باہر نکل جاتے ہین تب بھی چھتیس ۳۶ لاکھ کے قریب ایک شہر مین ہین - منصف عیسائیو غور کرو اور سوچو مصنف قرآن کتنا بڑا عالم ہے اور اوسکا علم کیسا ہر شی پر محیط ہے - یہ حکیم محمد حسن صاحب امروہی کی کتابون مین مفصل ہے -

اعتراض - طہ مین ہے سامری نے بنی اسرائیل کی پرستش کے لیے بچھڑو بنایا - توریت سے صاف ظاہر ہے ہارون نے بچھڑو بنایا - نہ سامری - دیکھو خروج ۳۲ -

جواب - سامری کا نام قرآن مین نہین - ثبوت - خروج ۳۲ باب ۱ - کا اصل ترجمہ مع تفسیر اور اوسکی صحت کے سنو

(۱) جب قوم نے دیکھا موسی کی مراجعت مین پہاڑ سے دیر ہوئی تو ہارون کے پاس جمع ہو کے کہا ہمارے لیے قضات اور ائمہ بنا جو ہمارے آگے آگے چلین کیونکہ موسی جو ملک مصر سے ہمکو چھڑا لایا معلوم نہین کیا ہوا - سیشی ربی شلمہ و [illegible]

سلہ [illegible] کے انکار مین وہ لوگ جنکی روح [illegible] کی [illegible] مین - [illegible]
اور وہ [illegible] بناتے ہین کام [illegible]

جب موسیٰ پہاڑ پر گئے تھے تو چالیس دن کا وعدہ کر گئے تھے کہ اس عرصے میں لوٹون گا۔ مقصود موسیٰ کا چالیس دن سوای روز روانگی کے تھا۔ مگر قوم نے مع روز روانگی چالیس دن سمجھا۔ جب اس عرصے مین موسیٰ نے مراجعت نفرمائی تو قوم بے قرار ہوئی۔ کیونکہ انکا مقصود شام کے ملک مین جلد پہنچنا تھا۔ ہوای شام انکے سر مین سمائی ہوئی تھی۔ اس عرصے مین شیطان نے انسے کہا موسیٰ مر گئے اور انکو موسیٰ کی صورت دکھائی کہ فرشتے اوٹھا رہے ہیں آسمان پر لیے جا رہے ہین۔ جب قوم کو موسیٰ کے مرنے کا یقین ہوا تو ہارون سے درخواست [illegible] کی۔ لاکن ہارون کو موسیٰ کے وعدے کی کیفیت معلوم تھی۔ کہ وہ ۴۰ ساعت مین پہنچ جاتے ہین۔ اسلیے قوم کو اوسکے ارادے سے باز رکھنے کے لیے کہا۔

(۳) ہارون نے انسے کہا سونے کے حلقے جو تمھاری عورتون اور لڑکون کے کانون مین ہین اُسے نکالکے میرے پاس لاؤ۔

تفسیر ہارون کا مقصود یہ تھا لڑکے اور عورتین جلدی اپنا زیور نہ دینگی اسمین اسقدر توقف ہوگا کہ موسیٰ یہان پہنچ جاینگے۔

(۳) قوم اون سونے کے حلقون کو جو اونکی عورتون اور لڑکون کے کانون مین تھے اوتار لائی (ہارون پاس)۔

(۴) تو لے لیا ہارون نے اوسے اونکے ہاتھ سے اور بند کیا اوسے بھٹی مین بنایا اُسے ان لوگون نے گوسالہ سحر اور کہا ای بنی اسرائیل تمھارا معبود ہے۔ جو تمکو ملک مصر سے چھڑا لایا۔

تفسیر یہ اول آیت ہے جسے لوگ کہتے ہین ہارون نے گوسالہ بنایا۔ (دوسرے

اور عیسائی) لاکن [illegible] [illegible] - جمع کا صیغہ ہے جسکے معنے بنایا

لہذا فاعل اسکا ہارون نہین ہوسکتے - علیٰ ہذا القیاس - [illegible] [illegible] جمع کا

لفظ ہی - معنے اسکے ہین کہا - ان دونون لفظون کا فاعل ایک ہی ہے - وہ بسبب

جمع ہونے فعل کے حضرت ہارون نہین ہوسکتے -

تفسیر رسمی - جب موسیٰ مصر سے چلے تو اجنبی قوم انہین بہت ساحر اور افسونگر

بھی ساتھ ہو لیے تھے - اس واقعے مین جب ہارون نے زیورات کو آگ مین ڈالا

تو سحر جاننے والون نے وہان جاکے اپنے سحر سے اوسکو گوسالہ بناکے بنی اسرائیل کو

اوسکی پرستش کے لیے بہکایا -

(۵) جب ہارون نے دیکھا تو ایک مذبح اپنے سامنے بنایا - اور فرما دیا کل خدا

کے لیے عید ہے -

تفسیر ہارون کے بھانجے حور نے گوسالہ پرستی سے منع کیا تو لوگون نے

اونکو شہید کیا - ہارون نے روکنے کے لیے تدبیر سوچی مذبح بنانے کا حکم دیا - مطلب

یہ تھا مذبح بنانے مین دیر لگے گی - اور کچھ بیچ مین اتنے مین موسیٰ پہنچ جائینگے -

(۲۱) پھر موسیٰ نے ہارون سے کہا اس قوم نے تمھارا کیا کیا کہ اسکو ایسے سخت

گناہ مین مبتلا کیا - ۲۲ - ہارون نے کہا آپ ناراض نہون آپ جانتے ہین یہ قوم

شریر ہے - ۲۳ - ان لوگون نے مجھسے کہا ہمارے لیے قضات مقرر کر جو ہمارے

آگے چلین - وہ مرد موسیٰ جو ہمکو مصر سے چھڑا لایا ہم نہین جانتے اوسے کیا ہوا

۲۴ - مین نے انسے کہا سونے کے زیور جدا کرو تو ان لوگون نے مجھے دیا اور مین نے

اوسے آگ مین ڈالا تو یہ بچھڑا نکلا -

تقسیل۔ یہ دوسرا مقام ہے جس سے ہارون کا گوسالہ بنانا نکالتے ہین حالانکہ
اس سے یہ بات نہین نکلتی۔

(۳۵) اور فنا کیا خدا نے اوس جماعت کو اسلیے کہ بنایا اوںھون نے گوسالہ اوسکو
جسے ہارون نے آمادہ کیا۔

تقسیات۔ اوںھون نے اوس سونے کو جسے ہارون نے آمادہ کیا ضرب دینار کو
گوسالہ بنایا تو اوسپر غضب ہوا۔

یہ ترجمہ مولوی عنایت رسول صاحب چریاکوٹی کا ہے۔ اور مولوی صاحب کا
ترجمہ بالکل راست ہے خود کتب مقدسہ اسکی تصدیق کرتی ہین۔ دیکھو زبور ۱۰۶-۱۹-
اوںھون نے حورب مین ایک بچھڑا بنایا۔ اور ڈھالی ہوئی مورت کے آگے سجدہ کیا۔
اور نحمیاہ باب ۱۸- ہان جب اوںھون نے اپنے لیے ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا تھا۔ اور
اعمال ۷ باب ۴۱- اور اوںھون نے ان دنون ایک بچھڑا بنایا۔ ان تمام مقامات مین
بچھڑے کا بنانا کسی جماعت کی طرف منسوب ہے نہ ہارون کی طرف۔ بلکہ ہارون کو زبور
۱۰۶-۱۶ مین مقدس کہا اور اوسکے حاسدون کو زمین مین غرق کیا۔ اور زبور ۱۰۵
-۲۶ ہارون کو برگزیدہ کہا۔ گنتی ۲۰ باب ۲۴- ہارون کی نسبت الزامات کا ذکر ہے
وہان اس بھاری الزام کا تذکرہ نہین۔ علاوہ برین۔ خروج ۳۲ باب ۲۴- ہارون
فرماتے ہین نکلا بچھڑا۔ یہ نہین فرماتے مین نے بنایا۔ اور ۳۳- آیت مین خداوند
نے موسیٰ سے کہا۔ جسنے میرا گناہ کیا ہے مین اوسی کو اپنے دفتر سے مٹا دونگا
اور خروج ۳۲ باب ۲۵- خدا نے بچھڑا بنانے کے سبب لوگون پر مری بھیجی۔
[illegible] بلکہ انکی نسل کے لیے کہانت کا عہدہ وہان ہمیشہ کو [illegible]

اور آجتک ہارون کی اولاد کاہن ہے۔ اس مضمون کا بہت حصہ مولوی مفتی فضل رسول صاحب چریاکوٹی کا ہے۔

اعتراض۔ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ[1]۔ سیپارہ ۱۴ سورۂ نحل۔ رکوع ۱۴۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ بمجبوری جھوٹ بولنا جائز ہے۔

جواب۔ پھر کیا اعتراض ہوا۔ ابراہیم نے بخوف جان اپنی جورو کو بہن کہا۔ پیدائش ۱۲ باب ۱۳ و ۱۹۔ ایسا ہی اسحٰق نے کیا۔ پیدائش ۲۶ باب ۷ و ۱۱۔ یعقوب نے جھوٹ سے نبوت لی۔ اور جھوٹ میں ایسے کامیاب ہوئے کہ عیسو کی اولاد ابدالآباد کے لیے غلام بنگئی۔ پیدائش ۲۷ باب ۱۹ و ۲۹۔ داؤد بخوف جان جھوٹ بولے۔ ۱۔ سموئیل ۲۰ باب ۶۔ اور یونتن سے کہا تمنے جھوٹ کہدیا۔ اور۔ ۱۔ سموئیل ۲۱ باب ۲ و ۸ و ۱۳۔ مجھے بادشاہ نے بھیجا ہے اور کہ ہتھیار میرے پاس نہین۔ اور اپنے آپ کو دیوانہ بنایا۔

بیباک عیسائی کہسکتے ہین داؤد و ابراہیم و یعقوب معاذ اللہ سب کے سب خطاکار تھے۔ الا مسن رکھین داؤد وہ ہین جنکے حق مین حسب مقدسہ کتب کے خدا کہتا ہے۔ داؤد نے کوئی گناہ بجز اوریا والے معاملے کے نہین کیا۔ اور خداوند کے کسی حکم سے موہنہ نہ موڑا۔ اور جبتک جیتا رہا نیکوکار رہا۔ دیکھو ۱۔ سلاطین ۱۵ باب ۵ یہ وہی داؤد جنکے فعل کی سند پر مسیح نے کھیتون سے سبت مین کھایا۔ دیکھو متی ۱۲ باب ۳۔ اور ہمیشہ رضامندی پر چلا۔ ۱۔ سلاطین ۲ باب ۱۴۔ ابراہیم راستباز اور

[1] جسنے اللہ کے ساتھ بعد ایمان لانے کے کفر کیا مگر نہین وہ جسپر زبردستی کی گئی اور اوسکا دل ایمان سے مطمئن ہے ۱۲

یعقوب وہ جس سے خدا راضی اور اوسکے مقابلے مین عیسو پر ناراض ہوا۔ سمسون مبارک اور خدا کی روح سے بھرپور تھا۔ قضات ۱۳ باب ۲۴۔ پھر اسی روح القدس کے بھرپور نے عشق کیا۔ زنا کیا۔ اور کئی دفعہ جھوٹ بولا۔ قضات ۱۶ باب ۱۔ ۵۔ ۱۔ اگر خدا کی روح سے بھرپور ایسا کر سکتے ہین تو انجیل نویسون کی روح سے بھرپور ہونے پر خدا حافظ سلیمان خدا کے بیٹے اور مسیح جیسے ہوئے اور انکا معاملہ عیسائیون پر مخفی نہین ۱۔ سلاطین ۱۱ باب ۳۔ ۱۰ باب ۵۔ پطرس حواری عیسیٰ کا عضو اور کلیسیا کا پہلا پتھر وہی جسکے ہاتھ مین آسمان کی کنجیان تھین۔ مسیح کو ملعون کہہ اوٹھا۔ بھلا لعن مین تو توجیہ ممکن جان پہچان سے انکار کر گیا۔ اور بارہ تختون مین سے ایک تخت کا وارث بنا رہا۔ عضو ہونا ۱۔ قرنتی۔ ۶۔ باب۔ ۱۵۔ اور پہلا پتھر ہونا۔ متی ۱۶ باب ۱۸۔ کنجیون کا مالک متی ۱۶ باب ۱۹۔ یہی پطرس پہلے تو یہ جھوٹ بولتا ہے۔ کہ مین مسیح کو نہین جانتا متی ۲۶ باب ۷۰۔ پھر قسم کھاتا ہے۔ مین مسیح کو نہین جانتا۔ متی ۲۶ باب ۷۲۔ پھر مسیح کو ملعون کہتا ہے اور ملعون کہہ کر بولتا ہے۔ مین نہین جانتا۔ متی ۲۶ باب ۷۴۔

حقیقی جواب۔ انسان کی کمزوری کبھی جبر اور اکراہ کے وقت جھوٹ پر مجبور کرتی ہے۔ آیت مذکورۂ سوال مین یہ لکھا ہے کہ ایسی حالت کے جھوٹ پر کفر کا فتویٰ نہین دیا والا شرک اور جھوٹ کی نسبت قرآن مین جو کچھ موجود ہے اوسے دیکھو۔ لکھا ہے۔

لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ اور قرآن مین ہے۔

[1] اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ۔ اور حدیث مین ہے۔

[2] لَا تُشْرِكْ بِاللّٰہِ وَاِنْ قُطِّعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ۔

[1] جھوٹ وہی لوگ بناتے مین جو اللہ کی آیتون پر ایمان نہین لاتے ۱۲
[2] اللہ کا شریک نہ بنا اگرچہ تو کاٹا جاوے یا جلایا جاوے۔

اعتراض- وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ- سیپارہ ۱۴ سورۂ حجر- رکوع ۲۴- ۲۷- آیت- ہمنے جان کو لوونکی آگ سے بنایا سبحان اللہ کیسی فلسفی ہے۔

جواب- یہ سچی فلسفی الٰہی کلام ہے- تمام وہ لوگ جنکے اچھے اعمال نہین یا اونکے اچھے اعمال کم ہین وہ دوزخ مین جائینگے- دوزخ کی گود مین رہین گے- وہی اونکی مان ہے- دیکھو قرآن-

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ- سیپارہ ۳۰- سورۂ قارعہ- رکوع ۱-

بھلا جنکی مان دوزخ کی گرم آگ ہوئی وہ لوونکی آگ سے نہ بنتے ہون تو پھر کس سے نہین- سنو سارے شریر شیطان یا شیطان کے فرزند ہین- یوحنا ۸ باب ۴۴ متی ۱۳ باب ۳۹- متی ۱۶ باب ۲۳- جسطرح شریر شیطان کا فرزند ہے- اور عیسائی مسیح کے فرزند- اوسی طرح دوزخ کی آگ شریر کی مان ہے اور وہ لوونکی آگ سے بنا ہے- بھلا صاحب جب عام شریرون کی مان اوپر دوزخ ٹھہری تو ان اشرار کا شرارتی باپ شیطان دشمن آدم لوون سے کیونکر نہ بنا ہوگا- ضرور وہ ہمارا دشمن نار السموم سے بنا- وہ تو پہلے ہی سموم نار سے بنا تھا- اور یہی سچی فلسفی ہے- جسکے خلاف پر کسی کے پاس کوئی دلیل نہین-

اعتراض- سورۂ بقرہ- ۳۳ رکوع ۹- طالوت یعنے ساول نے اپنے لشکر کو پانی پلاکر آزمایا- طالوت کا لشکر کو پانی پر آزمانا عہد عتیق مین مذکور نہین- ہان طالوت سے ایک سوچھپن[۱۵۴] برس پیشتر جدعون قاضی نے اسطرح لشکر کو آزمایا- پس وحی

سلہ اور جنکی تول ہلکی ہوئی تو اوسکا ٹھکانا گڑھا اور تجکو نہ معلوم ہوا کہ وہ کیا ہے آگ ہے دہکتی ہوئی ۱۲

نبی عرب نے غلطی کی-کتاب قاضی ۷ باب ۴-۷-سموئیل-

جواب-عہد عتیق مین کسی بات کے مذکور نہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ بات نفس الامر مین ہوئی ہی نہین-دیکھو متی-۱-باب ۱۳-۱۶-مین چند نام مذکور ہین اور سوا زروبابل کے کوئی نام عہد عتیق مین موجود نہین-کیا اب انجیل متی یا اوسکا پہلا باب غلط کہدین-

متی ۲۳ باب ۳۵ مین-بارانیا کے بیٹے ذکریا کا ذکر کیا ہی-حالانکہ ۲ تاریخ ۲۴ باب ۲۲-یہویدع نام لکھا ہی-عہد عتیق مین یہویدع کے دوسرے نام کے سکوت سے کیا ہم انجیل کو غلط کہدین-

یہودا کے خط ۹-آیت مین ہی-میکائیل نے شیطان سے تکرار کرکے موسیٰ کی لاش کی بابت بحث کی-عبرانی-۱-باب ۶-پلوٹھے کے لیے فرشتون کو سجدے کا حکم اول تمطاؤس ۳ باب ۶-غرور کرکے شیطان کا عذاب مین مبتلا ہونا-یہ باتین توریت و عہد عتیق مین نہین-تو کیا انکے مذکور نہونے سے عہد جدید کے روح القدس کی لکھائی کتابین غلط ہین-مین کہتا ہون ایسا نہو اپنے اگر کتاب سموئیل مین ساول کے آزمانے کا ذکر نہین کیا تو کیا حرج-سموئیل کی کتاب انکار بھی نہین کرتی-جدعون قاضی نے اگر اپنے لشکر کو پانی پر آزمایا-جیسا ۷ باب قاضی مین ہی تو کیا اس سے لازم آتا ہی کہ ساول نے اپنے لشکر کو پانی پر نہین آزمایا-سوچو مردے کو ایلیا نے زندہ کیا-۱-سلاطین ۱۷ باب ۲۰-الیسع نے زندہ کیا-۲ سلاطین ۴ باب ۳۲-تو اب کیا ہمکو جائز ہی-ہم کہدین انجیل مین مسیح کا مردہ زندہ کرنے کا قصہ غلط ہی-کیونکہ مسیح سے پہلے ایلیا اور الیسع نے مردے کو زندہ کیا ہے-انجیل نویسون

نے غلطی سے ایلیا اور الیسع کا قصہ مسیح کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اگر کہو جنکو ایلیا اور الیسع نے زندہ کیا وہ اور تھے اور مسیح نے جنکو زندہ کیا وہ اور۔ تو یہان بھی ہم کہتے ہین جنکو جدعون نے آزمایا وہ اور تھے اور جس لشکر کو ساول نے آزمایا وہ اور تھا جس نہر پہ جدعون نے لشکریون کو آزمایا وہ اور تھی اور جس نہر پہ ساول نے آزمایا وہ اور تھی۔ ہان اگر یہ بات ثابت ہو جاوے کہ جہان ساول اور جالوت فلسطی کی لڑائی ہوئی وہان نہر نہ تھی تو البتہ قرآن پر شبہہ ہو سکتا ہے۔ مگر وہان ندی موجود تھی۔ کیونکہ فلسطینی۔ سوکوہ۔ عزیقاہ۔ افس۔ دمیم۔ مین جمع تھے اور بنی اسرائیل وادی ایلاہ مین۔ اور دونون کے درمیان دریاے شورق واقع تھا۔ فلسطی دریا کے جنوبی اور بنی اسرائیل دریا کے شمالی کنارے پر تھے۔ بنی اسرائیل نے دریا سے عبور کر کے حملہ کیا۔ اور ہمیشہ سپہ سالار ایسے طریقون سے انتخاب کیا کرتے ہین۔

اظہار عیسوی مین لکھا ہے قاضیون کی کتاب دوسرے سموئیل سے پہلے تصنیف ہوئی نہ پہلے سموئیل سے پہلے۔ دیکھو اظہار عیسوی صفحہ ۱۸۷۔ پس کیا تعجب ہے طالوت کا قصہ جدعون کے قصے سے کتاب قاضی مین گڈ مڈ ہو گیا۔

کتاب سموئیل کے واقعات نہ تو ترتیب سے ہین اور نہ یہ بات ہے کہ طالوت کا کوئی واقعہ سموئیل سے فروگذاشت نہین ہوا۔ کیونکہ سموئیل ۱ باب ۱۶ ۲۱ و ۲۲ مین ہے طالوت نے داؤد کو اونکے باپ سے بلا کر سلحہ بردارون مین رکھا اور داؤد سے واقف تھا۔ اور ۱ باب ۱۷۔ ۳۱۔ ۳۹ مین ہے داؤد نے جالوت سے لڑنے کا ارادہ کیا تو طالوت نے اپنا ذرہ بکتر دیا۔ مگر ۱ سموئیل ۱۷ باب ۵۵ مین ہے۔ جب داؤد لڑنے کو بڑھا تو ساول نے لشکر کے سردار سے پوچھا یہ جوان کسکا بیٹا ہے۔ جب داؤد سر کاٹ کر

لایا تو ساول نے پوچھا یہ لڑکا کسکا بیٹا ہے۔

اس تعارف اور عدم تعارف سے حیران ہوکر عیسائی مؤرخ کہتے ہین۔ ا-سموئیل مین قصہ اُلٹ پلٹ گیا ہے۔ مگر اس عذر پر بھی کچھہ نہین بنتا۔ کیونکہ ۱۶ باب مین بربط نوازون مین ساول سے ملاقات کرنا پایا جاتا ہے۔

متقدمین عیسائی کہتے ہین۔ ا-سموئیل ۷ باب آیت ۱۲-۲۱-اور ۵۵-۵۸ تک صحیح نہین۔ اسلیے سیٹوا ایجنٹ کے قلمی نسخے اور کیٹن مین یہ آیتین نہین۔ ۱۶ باب ۱۸-۲۱ اور ۱۷ باب ۳۲-۴۰ کے مطابق نہونے سے بعض ۱۷ باب کو الحاقی کہتے ہین۔

صاحب اظہار عیسوی چھتیسوین فساد کے جواب مین کہتے ہین۔ بعض جا واقعات کا بیان تاریخ وار نہین اور آگے پیچھے لکھا گیا ہے صفحہ ۲۴۶۔

ایک اور نیا جواب۔ نہر بحرکت ہا غا لبًا آرام اور وسعت کو کہتے ہین۔ پس معنے یہ ہوئے ساول نے کہا خدا انکو آرام دیگا۔ اور کھانے پینے کو بخشیگا۔ تم زیادتی کرنا بقدر ضرورت سے لینا۔ شرب اور طعم کا لفظ وسیع ہے۔ مگر لوگ لوٹ پر ٹوٹ پڑے اور گناہ کیا۔ اور اوسکے بیٹے نے بھی کچھہ کھایا۔ اور قوم نے اوسے سزا یاب نہونے دیا۔ دیکھو۔ ا-سموئیل ۱۴ باب ۲۴-۳۶۔

پھر نہر کے معنے ندی کے ہی لیتے ہین

مگر قرآن مین یہ قول ساول کا مندرج ہے اور وہ عبری بولنے والا آدمی ہے اور عبری محاورے مین نہر کا لفظ قابل غور ہے۔ خروج ۳ باب ۸۔ دودہ اور شہد بہا کرتا ہے۔ گنتی ۱۶ باب ۱۳۔ تو ہمین اوس زمین سے جسمین دودہ اور شہد بہتا ہی نکال لایا۔ گنتی ۱۴ باب ۲۷۔ جہان تونے بھیجا وہان پہنچے دودہ اور شہد بہتا ہے۔

اب دیکھو ۱-سموئیل ۱۴ باب ۲۴- ساؤل نے لوگون کو کھانے پر قسم دلائی تھی سب لوگ بن مین پہنچے اور وہان شہد تھا ([illegible] بتایا گیا) یونتن ساؤل کے بیٹے نے عصا کی نوک سے شہد کے چھتے کو چھیدا- اور ہاتھ مین لے کے منہ مین ڈالا- اور بنی اسرائیل یونتن کے جانب دار ہوئے- (گویا سب نے پیا)

ایک اور نیا جواب- جالوت ہر ایسے آدمی کو کہتے ہین جو سیدان مین اکیلا اکیلا لڑے- قرآن مین دو جالوتون کا ذکر ہے- ایک وہ جسکی لڑائی طالوت سے ہوئی- اور ایک جالوت وہ جسے داؤد نے مارا- قرآن پر غور کرو-

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ- فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ- سیپارہ ۲- سورۃ البقرۃ- رکوع ۳۳-

یہان وقف لکھا ہے- اور اس بات کا اشارہ ہو کہ قصہ تمام ہوا- اور آگے اور قصہ شروع کیا- وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ- عربی مین غالبًا جب نکرے کا اعادہ ہوتا ہے تو وہ پہلا مراد نہین ہوتا-

اسلامی تعلیم پر جو اعتراض ہوئے ہین اونکے جوابات غالبًا اس کتاب بالتفصیل دیے ہین- صرف بہشتی نعمتون کی نسبت کچھ ذکر نہین کیا- اب اسوقت انپر سرسری نظر کرتا ہون- ناظرین غور سے دیکھین-

عیسائی صاحبان! تمہارا اعتقاد ہو- حضرت مسیح اصل مین خدا ہے تھے- اسیواسطے اونکو خدا کا بیٹا کہتے ہو- قدوس خدا نے جسکو کھانے پینے کی کچھ بھی

۱؎ اور جب وہ لوگ سامنے ہوئے جالوت کے اور اوسکے لشکر کے وہ لوگ کہنے لگے اے ہمارے مالک ڈال ہم لوگون پر صبر اور ٹھہرا ہمارے [illegible] قدم اور مدد دے ہمکو کافر قوم پر پس بھگا دیا ان لوگون نے جالوت کو اور اوسکے لشکر کو حکم خدا سے

ضرورت نہ تھی - جب جسم سے تعلق پیدا کیا اور مجسم ہوا اور ابن اللہ کہلایا تو دنیا مین بلحاظ جسم وہ کھاؤ پیو شرابی تھا -

بھلا جب ہم عام انسان قیامت کے روز مجسم ہونگے جیسے تمہارا بھی اعتقاد ہے تو ہمکو جسمانی نعمتون سے کیون محرومی ہوگی - کیا ہم خدا سے زیادہ ہونگے -

تم کہتے ہو قرآن نے جسمانی ترغیبین دین - مین کہتا ہون کتب مقدسہ توریت و انجیل اس امر مین قرآن کی تصدیق کرتی ہین - دیکھو مقابلہ -

قرآن	توریت و انجیل
[1] جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ	خدا نازل ہوا مصریونکے ہاتھ سے چھڑانے اور انکو اچھی
سیپارہ ۲۷ رکوع ۱۹ - سورۂ حدید -	وسیع زمین مین جہان دودھ اور شہد بہتا ہے لیجانے کو
[2] مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ	خروج ۳ باب ۸ - اور بہت سے جسمانی منافع کا ذکر
غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ	استثناء باب ۱۱ اور ۲ باب ۳ مین ہے
طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ	خدا کے احکام پر حفاظت کر تو کہ تجھے ایسی زمین سے
وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا	جہان پانی کی نہرین اور چشمے اور جھیلین پہاڑون سے
مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ	نکلتی ہین جہان گیہون جو انگور انجیر انار تیل شہد
سورۂ محمد سیپارہ ۲۶ - رکوع ۶ -	ہوتا ہے اور تو کسی چیز کا محتاج ہوگا - استثناء باب ۸
[3] وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ	مے سے انسان و خدا خوش - قاضی ۹ باب ۱۳ -
سیپارہ ۲۵ رکوع ۱۳ - سورۂ زخرف -	انگور سے خالص سرخ شیرا پیا - استثناء ۳۲ باب ۱۴

[1] بہشت جسکی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے ۱۲ - [2] حالت اوس بہشت کی جو تقوے والون سے وعدہ کیا گیا ہے اوسمین نہرین ہین اوس پانی کی جو نہین اوبستی ہین اور نہرین ہین اوس دودھ کی جسکا مزہ نہین بدلتا - اور نہرین ہین شراب کی جسمین مزا ہے پینے والونکو اور نہرین ہین صاف کیے ہوئے شہد کی اور اوسمین ہر قسم کا پھل ہے اور معافی ہے اونکے خدا کی ۱۲

قرآن	توریت و انجیل
[۱] الحمد لله الذي صدقنا وعده واورثنا الارض نتبوأ من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العاملين - سيپاره ۲۴ - رکوع ۵ - سورۂ زمر -	تو اوسکی جو سراسر حق ہی پیروی کیجیو تاکہ تو جیے اور اس زمین کا جو خداوند تیرا خدا تجھکو دیتا ہے وارث ہووے - استثنا ۱۶ باب ۲۰ و ۲ باب ۱۹ -
[۲] خالدين فيها ما دامت السموات والارض - سيپاره ۱۲ رکوع ۹ سورۂ هود -	تیری اولاد کے عمر کے دن جیسطرح آسمان کے دن جو زمین کے اوپر ہے اس سرزمین میں بہت ہوں -
[۳] ونزعنا ما في صدورهم من غل سيپاره ۱۴ رکوع ۴ - سورۂ حجر	اگر تم حکموں پر عمل کروگے تو بہت آسایش تمکو ملیگی اور تمہاری زمین پر ہرگز تلوار نہ چلیگی - احبار ۲۶ باب ۳ -
[۴] ادخلوها بسلام - سيپاره ۱۴ - سورۂ حجر رکوع ۴ -	میرے حکموں کی محافظت کرنا اور ان پر عمل کرنا کہ تم زمین پر صحیح و سالم رہوگے
[۵] كلوا واشربوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخالية - سورۂ حاقہ سيپاره ۲۹ -	زمین تمکو اپنے پھل دیگی اور تم پیٹ بھر کے کھاؤگے اور اوسپر سلامت رہا کروگے - احبار ۲۵ باب -

۱ سب تعریف اوس خدا کو جس نے ہمسے اپنے وعدہ کو سچا کیا اور وارث کیا ہمکو زمین کا ہم جنت میں جہاں چاہیں اور خوب ہی بدلہ عمل کرنے والوں کا ۱۲

۲ ہمیشہ رہنے والے اوسمیں جب تک آسمان اور زمین ہیں ۱۲

۳ اور نکالا ہمنے جو کچھ اونکے سینوں میں تھا کینہ ۱۲

۴ جاؤ اوسکے اندر امن و امان سے ۱۲

۵ کھاؤ پیو اچھی طرح بسبب اوسکے کہ تم کر چکے گئے دنوں میں ۱۲ -

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ وَ زَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۔ سورۂ طور سیپارہ ۲۷ ۔ رکوع ۳۶ ۔	مسیح شاگردون کو فرماتے ہین یعنی بادشاہت مین تم بھی بارہ تختون پر بیٹھو گے اور بنی اسرائیل کی عدالت کروگے ۔ ہر ایک جس نے گھرون یا بھائیون یا مان باپ یا جورو یا لڑکون یا کھیتون کو میرے نام کے لیے چھوڑ دیا ہے سو گنا پاویگا ۔ اور حیات ابدی کا وارث ہوگا ۔ پر بہت سے جو پچھلے ہونگے پہلے ہونگے اور پہلے پچھلے ۔ متی ۱۹ باب ۲۸ و ۲۹ ۔ **یاد رہے** یہ بات اوسوقت فرمائی جب شاگردون نے طمع ظاہر کی ۔ شیرۂ انگور پینے کا وعدہ مسیح نے بہشت مین فرمایا ۔ متی ۲۶ باب ۲۹ ۔ ایک دولتمند نے دوزخ مین سے ابراہیم کو کہا لعزر کو بھیج کر اونگلی کو پانی سے تر کرکے میری زبان کو ٹھنڈا کرے لوقا ۱۶ ۔ باب ۲۴ ۔

ترجمہ ا ۔ تکیہ لگائے ہوئے قطار تختون پر اور بیاہ دیا ہمنے اونکو بڑی آنکھ والی گوری عورتون سے ۱۲

وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا۔ عٰلِیَھُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا۔ سورۂ انسان سیپارہ ۲۹

۱۵

متی ۶ باب ۳۰۔ دیکھو سوسن کیسے کپڑے لباس پہنتا ہے جو سلیمان کو بھی نصیب نہ ہوئے تھے پس اگر خدا کھیت کی گھانس کو جو آج ہے اور کل تنور مین جھونکا جاتا ہے یون پہناتا ہے۔ تو اے کم اعتقاد وکیا تمکو زیادہ نہ پہنائیگا۔

مکاشفات ۲۲ باب۔ آب حیات کی ندی اور زندگی کے درخت اور اوسکے پھلون کا ذکر ہے اور آخر مین کہا ہے اوسکے بندے اوسکا منہ دیکھین گے اور اوسکا نام اونکے ماتھون پہ ہوگا۔ اور رات نہوگی اور وے چراغ اور سورج کی روشنی کے محتاج نہین۔

عیسائیون مین مسلم امر ہے کہ موسیٰ نے جس کنعان کا وعدہ کیا تھا وہ اصلی کنعان کا نمونہ تھا۔

اور عیسائی یہ بھی کہتے ہین۔ مسیح شیطانی مصر سے نکالتا ہے۔ اور حقیقی کنعان کی راہ پر لاتا ہے۔ پس موسیٰ جس فانی دودہ اور شہد اور پانی شراب اور زمین کا ذکر کرتا ہے اوسکے مقابلے مین باقی اور غیر فانی دودہ اور شہد

صلہ اور سب دیکھے تو وہان تو دیکھے نعمت اور سلطنت بڑی اوپر اونکے کپڑا باریک ریشمی سبز اور گاڑھے اور پہنائے گئے کنگنین چاندی کے اور پلاوے اونکو خدا اونکا شراب پاک ۱۲

اور پانی اور شہراب اور نفیس زمین ضرور ملے گی۔

عیسائی صاحبان !۔ قرآن کریم مین جن نہرون کا ذکر ہے وہ وہی غیر فانی اور دائمی اور حقیقی کنعان کی نعمتین ہین جسے بہشت کہتے ہین۔ اگر کتب مقدسہ مین اور مسیح کے کلام مین انکی کوئی تاویل (تاویل کے معنے کچھ ہی لو) ہے وہی تاویل قرآن مین کیون نہین کی جاتی۔

انصاف کرو اسلام پر اعتراض کرتے ہو۔ اسلام جسمانی لذائذ کی طمع دیتا۔ سوچو تو سہی کتب مقدسہ مین کسقدر طمع دی گئی ہے اور صاف ... کہ کتب مقدسہ کا طمع دینا صرف جسمانی ہی تھا۔ کیونکہ یہود جو ... مخاطب ہین اونکے بیان تو قیامت کے وجود ہی مین اختلاف تھا۔

انصاف کرو جب قیامت مین جسم بھی لوگون کو عطا ہوگا۔ تو یہ گوارا غذائی کیا اوسوقت بے وجہ ہوگا۔ یا اسکا کوئی فائدہ بھی ہوگا۔

انسان دو اجزا سے مرکب ہے۔ ایک روح۔ دوسرا جسم۔ روح کو ... چاہیے اور جسم کی غذا جسمانی۔

اور سنو۔ ایوب ۲۰ باب ۱۵۔ شریر بالتحقیق سانپ کا زہر چوسیگا۔ اور افعی جیسے اوسے مار ڈالے گی۔ وہ نالون اور دریاؤن اور مکھن اور شہد کی نہرون کو دیکھنے بھی نہ پائیگا۔ انتہی۔

ایوب کی کتاب پر غور کرو۔ مسیح کو ... دلیل سے جو ... قیامت مین بیان فرمائی ہے۔ اوس سے ... کسقدر قوی دلیل اثبات انعامات جنت پر ہمنے بیان کی ہے۔